بعون صانع مکین و مکان * فضل خلاق زمین و آسمان *

کتاب ہدایت انتساب مشتمل بر مسائل دینیہ افادت بخش ارباب دین نیک انجام مسمّی

۱۳۰۵

نظام الاسلام

مصنفہ عالم باعمل مولوی وجیہ صاحب بسبب فرمائش مخلص شیخ محمد حسن صاحب تاجر کتب کے

بمطبع نامی منشی نولکشور بزیور طبع مزین و مطبوع جہان ہوئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً ومصلیاً ومسلماً

کیا جواب دیتے ہو تم اے علماے دینداران سوالون کا اللہ تعالی تم پر رحمت کرے

پہلا سوال حنفی جو شروع نماز کی تکبیر مین کانون تک ہاتھہ اوٹھاتے ہین اُنکے

کیا دلیل ہے ؛ جواب حدیث ہے پہلی جلد مشکوۃ شریف کے ۴۸۴ صفحہ مین

عَنْ مَالِکِ ابْنِ الْحُوَیْرِثْ رض قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِذَا کَبَّرَ رَفَعَ یَدَیْہِ حَتّٰی یُحَاذِیَ بِہِمَا اُذُنَیْہِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ حَتّٰی یُحَاذِیَ بِہِمَا فُرُوْعَ اُذُنَیْہِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ ؛ روایت ہے مالک ابن حویرث رض سے کہا تہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب تکبیر کہتے اوٹھاتے اپنے دونون ہاتھونکو یہان تک کہ برابر کرتے اونکو اپنے دونون کانون کے ؛ اور ایک روایت مین ہے یہان تک کہ مقابل کرتے دونون ہاتھون سے اپنے دونون کانونکی

لہر ونکو بخاری اور مسلم نے روایت کی وَفِی المشکوٰۃ وفتح القدیر وجامع
الاصول وتیسیر الوصول عَن وائل بن حُجرٍ اَنَّہٗ اَبصَرَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ
حِینَ قَامَ اِلَی الصَّلوٰۃِ رَفَعَ یَدَیہِ حَتّٰی کَانَتَا بِحِیَالِ مَنکِبَیہِ وَحَاذیٰ اِبہَامَیہِ اُذُنَیہِ
ثُمَّ کَبَّرَ وَفِی رِوَایَۃٍ یَرفَعُ اِبہَامَیہِ اِلیٰ شَحمَتَی اُذُنَیہِ اوسی مشکوٰۃ کے ۷۵ صفحہ
مین اور فتح القدیر اور جامع الاصول اور تیسیر الوصول مین ہے وائل بن
حجر سے مقرر دیکھا انہون نے نبیؐ کو جب کھڑے ہوے حضرت نماز کو
اٹھاے آپنے اپنے ہاتھہ یہان تک کہ ہوے وے برابر اونکے مونڈھونکے
اور برابر کیے اپنے انگوٹھونکو اپنے کانون کے پھر تکبیر کہی ٭ اور ایک روایت مین
ہے کہ اوٹھاتے تھے اپنے انگوٹھے اپنے کانونکی لوتک اور اوسی مضمون کی
حدیث ہدایہ اور کافی اور تبیین الحقائق اور لمعات التنقیح اور بحر الرائق مین ہے
لیکن مضمون مین کچھ اختلاف ہے طوالت کے خوف سے ہر ایک کتاب
کی عبارت بالتفصیل نہین لکھی گئی ٭ دوسرا سوال حنفی جو ناف کے نیچے ہاتھہ
دہرتے ہین اسپر کیا دلیل ہے ٭ جواب تیسیر الوصول کے ۲۱۶ صفحہ مین
حدیث ہے ٭ عَن اَبِی جُحَیفَۃَ رض اَنَّ عَلِیًّا رض قَالَ اَلسُّنَّۃُ وَضعُ الکَفِّ
فِی الصَّلوٰۃِ وَیَضَعُہَا تَحتَ السُّرَّۃِ اخرجہ رزین ٭ روایت ہے ابی جحیفہ رض
سے مقرر علی رض نے فرمایا سنت ہے ہاتھہ رکھنا نماز مین اور رکھنا اونکا
نیچے ناف کے ٭ اور احمد اور ابو داؤد اور دارقطنی اور بیہقی کی روایت مین ہے

حضرت علی رض سے کہ فرمایا السنۃ وضع الکف علی الکف تحت السرۃ یعنی سنت
رکھنا ہاتھ کا دوسرے ہاتھ پر نیچے ناف کے ✤ اور ہدایہ اور
بحر الرائق اور کفایہ اور عنایہ اور نہایہ اور کافی مین بہی اسی
مضمون کی حدیث ہے صرف لفظ مین اختلاف ہے اور معنی مین
اتفاق ✤ اور بحر الرائق مین ہے عن النبی صلی علیہ وسلم انہ قال
ثَلٰثٌ مِنْ سُنَنِ الْمُرْسَلِیْنَ وذکر من جملتہا وَضْعُ الْیُمْنٰی عَلَی الشِّمَالِ تَحْتَ
السُّرَّۃِ ✤ یعنے تین چیزین ہین پیغمبرونکی سنت سے اور بیان کیا اون
مین سے رکہنا دہنے ہاتہ کا بائین ہاتہ پر نیچے ناف کے ✤ تیسرا سوال
حنفی جو پکار کے نماز مین بسم اللہ نہین پڑہتے بلکہ آہستہ اسکی کیا دلیل
ہے ✤ جواب مشکوۃ شریف کے ۷۰ صفحہ مین حدیث ہے
عن انس رض اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَبَابَکْرٍ وَعُمَرَ رض کَانُوْا یَفْتَتِحُوْنَ
الصَّلٰوۃَ بِالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ اخرجہ انس رضی اللہ عنہ
کہا حضرت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابو بکر اور عمر رض شروع
کرتے تہے نماز الحمد للہ رب العالمین سے نکالا اوسکو مسلم نے ✤ اور
تیسیر الوصول کے ۲۱۰ صفحہ مین انس رض سے روایت ہے عن انس رض
قَالَ صَلَّیْتُ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ وَاَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ
وَعُثْمَانَ فَلَمْ اَسْمَعْ اَحَدًا مِّنْہُمْ یَقْرَءُ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اخرجہ ال

روایت ہے انس رض سے کہا نماز پڑہی مین نے نبی صلعم اور ابوبکر اور عمر اور عثمان رض کے ساتھ نہین سنا مین نے اون مین سے کسی کو کہ پڑہتے بسم اللہ الرحمن الرحیم نکالا اُسکو بخاری اور مسلم اور ترمذی اور ابوداؤ اور مالک اور نسائی نے + اور کافی مین ہے قولہ علیہ السلام ثَلٰثٌ یُخْفِیْهِنَّ اْلاِمَامُ التَّعَوُّذُ وَالتَّسْمِیَۃُ وَآمِین + فرمایا علیہ السلام نے تین چیزین ہین کہ آہستہ کہیگا انہین امام تعوذ اور تسمیہ اور آمین وروی ابن مسعود رض مَاجَهَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِالتَّسْمِیَۃِ فِیْ صَلٰوۃٍ مَّکْتُوْبَۃٍ + اور روایت کیا ابن مسعود رض نے نہین پکار کر کہا رسول اللہ صلعم نے بسم اللہ کو فرض کی نماز مین + اور شرح مختصر الوقایہ مین ملا علی قاری سے ہے وفی لفظ مسلم فَکَانُوْا یَسْتَفْتِحُوْنَ اْلقِرَاءَۃَ بِاْلحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ اْلعَالَمِیْنَ لَایَذْکُرُوْنَ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ + وَفِیْ روایۃ فَلَمْ اَسْمَعْ اَحَدًا مِّنْهُمْ یَجْهَرُ بِسْمِ اللہ الرحمن الرحیم + ورواہ النسائی والدارقطنی واحمد وابن حبان فَکَانُوْا لَایَجْهَرُوْنَ بسم اللہ الرحمن الرحیم + وَفِیْ آثار الطَّحَاوِیْ وَمُعْجَمِ الطَّبْرَانِیْ وَحِلْیَۃِ ابْنِ نُعَیْمٍ وَمُخْتَصَرِ ابْنِ خُزَیْمَۃَ فَکَانُوْا یُسِرُّوْنَ بِسْمِ اللہ الرحمن الرحیم اور مسلم کی عبارت ہین سبہی شروع کرتے تہے اصحاب نبی کے نماز کو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ اْلعَالَمِیْنَ کے ساتھہ کہتے تہے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ + اور ایک روایت مین ہے نہین سنا مین نے

اونمین سے کسی کو کہ پکار کر پڑہتے بسم اللہ الرحمن الرحیم اور روایت کیا اسکو نسائی اور دارقطنی اور احمد اور ابن حبان نے سو تہے وے کہ پکار کر نہین پڑہتے بسم اللہ الرحمن الرحیم ؛ اور آثار طحاوی اور معجم طبرانی اور حلیہ ابن نعیم اور مختصر ابن خزیمہ مین ہے کہ آہستہ کہتے تہے اصحاب نبی بسم اللہ الرحمن الرحیم ؛ اور لمعاۃ التنقیح اور فتح القدیر مین ہے قَدْ رَوَی الطَّحَاوِی عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رض لَمْ یَجْہَرِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِالْبَسْمَلَۃِ حَتّٰی مَاتَ ؛ روایت کی طحاوی نے ابن عباس رض سے پکار کر نہین کہا ہے صلعم نے بسم اللہ الرحمن الرحیم کو یہان تک کہ وفات پائی چوتہا سوال حنفی جو نماز مین امام کے پیچہے سورۂ فاتحہ نہین پڑہتے اسکی کیا دلیل ہے ؛ جواب تیسیر الوصول کے ۲۰۷ صفحہ مین حدیث ہے عَنْ جَابِرٍ رض قَالَ مَنْ صَلَّی رَکْعَۃً لَمْ یَقْرَءْ فِیْہَا بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ فَلَمْ یُصَلِّ اِلَّا وَرَاءَ الْاِمَامِ اَخْرَجَہٗ مَالِکٌ وَالتِّرْمِذِیُّ ؛ جابر رض سے ہے جسنے نماز پڑہی ایک رکعت اور نہ پڑہی اوسمین سورۂ فاتحہ تو نہ پڑہی اوسنے نماز مگر امام کے پیچہے یعنے امام کے پیچہے یہ حکم نہین ہے ؛ اور پہلی جلد مشکوۃ شریف کے ۲۰۷ صفحہ مین ہے عن ابی ہریرۃ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِیُؤْتَمَّ بِہٖ فَاِذَا کَبَّرَ فَکَبِّرُوْا وَاِذَا قَرَاَ فَاَنْصِتُوْا رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِیُّ وَابْنُ مَاجَہ ؛ روایت ہے ابو ہریرہ رض سے کہا فرمایا رسول اللہ صلعم نے مقرر ٹہرایا گیا ہے امام اس لیے کہ پیروی

کی جاے اوسکی سو جب وہ تکبیر کہے تم تکبیر کہو اور جب وہ قران پڑہے تو تم چپ
ہو رہو روایت کیا اسکو ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے ؛ اور جامع الاصول
اور امام مالک کی موطا اور امام محمد کی موطا میں بہی اس مضمون کی حدیثین ہین ؛
اور مسند امام ابو حنیفہ مین اور لمعات التنقیح شرح مشکوۃ المصابیح اور شرح مختصر
الوقایہ اور فتح القدیر مین ہے عَنْ جَابِرٍ رض اِنَّ رَجُلاً قَرَءَ خَلْفَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الظُّہْرِ اَوِ الْعَصْرِ وَاَوْمیٰ اِلَیْہِ رَجُلٌ فَنَہَاہُ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ اَتَنْہَانِی
اَنْ اَقْرَءَ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَتَذَکَّرَا ذٰلِکَ حَتّٰی سَمِعَ النَّبِیُّ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ مَنْ کَانَ لَہٗ
اِمَامٌ فَقِرَاءَۃُ الْاِمَامِ لَہٗ قِرَاءَۃٌ ؛ جابر رض سے روایت ہے کہ قراۃ کیا یعنے
کوئی سورہ پڑہا ایک شخص نے پیچہے نبی صلعم کے ظہر کی نماز یا عصر کی نماز مین
اور اشارہ کیا اوسکی طرف ایک آدمی نے سو منع کیا اوسکو
پہر جب پڑہ چکا کہا اوسنے کیا منع کیا تو نے مجکو
رسول اللہ صلعم کے پیچہے قرآن پڑہنے سے سو بحث ہوئی اینمین اور وہ سماعت
مین پہنچی حضرت کی سو فرمایا رسول اللہ صلعم نے جس کسی کا کہ امام ہو تو
قراۃ اوسکے امام کی اوسکے لیے قراۃ ہے یعنے قراۃ امام کی مقتدی کے
واسطے کافی ہے ؛ اور شیخ عبد الحق رح نے مشکوۃ کے ترجمہ مین لکہا ہے
کہ یہ حدیث صحیح ہے اور بخاری اور مسلم کے سوا سب نے اسکو روایت کیا ہے

اد شرح مختصر الوقایہ مین اور جامع الاصول اور فتح القدیر مین ہے ؛ عن ابن عمر رض اَنَّہٗ کَانَ اِذَا سُئِلَ ہَلْ یَقْرَءُ اَحَدٌ مَعَ الْاِمَامِ قَالَ اِذَا صَلّٰی اَحَدُکُمْ مَعَ الْاِمَامِ فَحَسْبُہٗ قِرَاءَۃُ الْاِمَامِ وَاِذَا صَلّٰی وَحْدَہٗ فَلْیَقْرَءْ ابن عمر رض سے روایت ہے جب سوال کیا اونسے کیا قرآن پڑہے کوئی امام کے ساتہہ فرمایا جب پڑہے کوئی تم مین سے نماز امام کے ساتہہ تو کفایت کرتا ہے اوسکو امام کا قرآن پڑہنا اور جب اکیلا نماز پڑہے تو چاہیے کہ قرآن پڑہے ؛ اور فتح القدیر اور لمعات التنقیح مین ہے رَوٰی مُحَمَّدٌ فِیْ مُوَطَّاہٗ سُئِلَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رض عَنِ الْقِرَاءَۃِ خَلْفَ الْاِمَامِ قَالَ اَنْصُتْ وَیَکْفِیْکَ الْاِمَامُ روایت کیا امام محمد نے اپنی موطا مین سوال کیا عبد اللہ ابن مسعود کو قرآن پڑہنے کے مقدمے مین امام کے پیچہے فرمایا چپ ہورہ اور بس ہے تجکو امام کا قرآن پڑہنا ؛ اور کفایہ اور کافی اور عنایہ اور نہایہ مین ہے قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللہ علیہ وسلم مَنْ قَرَءَ خَلْفَ الْاِمَامِ فَلَا فِیْ فِیْہِ جَمْرَۃٌ وَفِی الْکِفَایَۃِ والکافی قال علی رض من قرء خلف امام فقد اخطا الفطرۃ فرمایا نبی صلعم نے جو قرآن پڑہے پیچہے امام کے بہرتا ہی وہ اپنے منہہ مین چنگاری آگ کی ؛ اور کفایہ اور کافی مین ہے فرمایا علی رض نے جسنے قرآن پڑہا پیچہے امام کے مقرر اسنے چہوڑ دی قدیم چال وعن سعید بن ابی وقاص وزید بن ثابت مَنْ قَرَءَ خَلْفَ الْاِمَامِ فَلَا صَلٰوۃَ لَہٗ سعید ابن ابو وقاص اور زید بن ثابت رض سے روایت ہے کہ جسنے قرآن

پڑہا پیچہے امام کے اُسکی نماز درست نہین ؛ اور کفایہ اور کافی اور نہایہ
اور شرح مختصر الوقایہ اور عنایہ مین ہے وَمَنعُ المُقتَدِی عَنِ القِرَاءَةِ مَاثُورٌ
مِن ثَمَانِینَ نَفَرًا مِن کِبَارِ الصَّحَابَةِ ممنوع ہونا مقتدی کا قرآن پڑہنے سے
روایت ہے اسکی اسّی آدمیون بڑے اصحابو نمین سے ؛ اور فتح القدیر
اور لمعاۃ التنقیح اور شرح مختصر الوقایہ مین ہے عن عبد اللہ بن عمر و زید
عن ثابت و جابر بن عبد اللہ قالوا لا تقرء خلف الامام فی شیٔ من الصلوٰۃ
؛ وعن جابر قال لا تقرء خلف الامام ان جہر ولا ان خافت ؛ وعن ابن
مسعود رض نحوہ ؛ عبد اللہ ابن عمر اور زید ابن ثابت اور جابر بن عبد اللہ
رض نے فرمایا ہے کہ قرآن مت پڑہ پیچہے امام کے کسی نماز مین ؛
اور جابر رض نے کہا ہے نہ پڑہ تو قرآن پیچہے امام کے پکار کر پڑہے امام
یا چپکے ؛ اور عبد اللہ ابن مسعود رض سے بہی اسیطرح کی روایت ہے
؛ پانچوان سوال حنفی جو نماز مین آمین پکار کے نہین پڑہتے اسکی کیا دلیل ہے
؛ جواب دار قطنی نے اپنی سنن مین اور حاکم نے مستدرک مین جو حدیث
کی معتبر اور مشہور کتابین ہین لکہا ہے عَن وَائِلٍ رض اَنَّہُ صلی اللہ علیہ و
وآلہ وسلم لَمَّا بَلَغَ غَیرِ المَغضُوبِ عَلَیہِم وَلَا الضَّالِّینَ قَالَ آمِینَ وَاَخفٰی بِہَا صَوتَہُ
رواہ احمد و ابو داؤد روایت ہے وائل رض سے مقرر نبی صلعم جب
پہنچے غیر المغضوب علیہم ولا الضالین تک کہا آمین اور پوشیدہ کی اپنی

آواز اور مختصر الوقایہ مین مصنف سے عبد الرزاق محدث کی اور بحر الرائق
مین ابن ابی شیبہ سے ابراہیم نخعی رض کی روایت کو لکھا ہے قَالَ اَرْبَعٌ
یُخْفِیْهِنَّ الْاِمَامُ التَّعَوُّذُ وَبِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ وَآمِیْنَ کہا چار چیزین
ہین کہ پوشیدہ کہے انہین امام اعوذ باللہ اور بسم اللہ اور اللہم ربنا
لک الحمد اور آمین ٭ اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی رح نے مشکوۃ شریف
کی شرح عربی اور شرح سفر السعادت مین لکھا ہے ٭ عن عمر ابن الخطاب
رض اَنَّهٗ قَالَ یُخْفِی الْاِمَامُ اَرْبَعَةَ اَشْیَاءَ التَّعَوُّذَ وَالْبَسْمَلَةَ وَآمِیْنَ وَسُبْحَانَكَ
اللّٰهُمَّ ٭ وعن ابن مسعود رض مِثْلُهٗ روایت ہے عمر ابن خطاب رض سے مقرر
فرمایا انہونے کہ پوشیدہ پڑہیگا امام چار چیزین اعوذ باللہ اور بسم اللہ اور
آمین اور سبحانک اللہم ٭ اور عبد اللہ ابن مسعود رض سے بہی اسی طرح
کی روایت ہے ٭ وفی الہدایۃ لقول ابن مسعود رض اَرْبَعٌ یُخْفِیْهِنَّ الْاِمَامُ وَذَكَرَ
مِنْهَا التَّعَوُّذَ وَالتَّسْمِیَةَ وَالتَّاْمِیْنَ ٭ ہدایہ مین لکھا ہے عبد اللہ ابن مسعود رض
کی روایت سے چار چیزین ہین کہ پوشیدہ کہے انکو امام اور بیان کیا انہین
سے اعوذ باللہ اور بسم اللہ اور آمین ٭ اور تخریج احادیث الہدایہ اور فتح
القدیر مین ہے کہ احمد اور ابو داود اور طیالسی اور ابو یعلی اور طبرانی اور
دارقطنی اور حاکم نے روایت کی وائل رض سے اور اونسے اپنے باپ سے
٭ انہ صلی اللہ علیہ وسلم لَمَّا بَلَغَ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّالِّیْنَ قَالَ آمِیْنَ

واخفیٰ بہا صوتہٗ مقرر حضرت پیغمبر خدا جب پہنچتے غیر المغضوب علیہم و
لاالضالین تک فرماتے آمین اور پوشیدہ کرتے اوسکے ساتھہ اپنی آواز کو
چھٹا سوال حنفی جو سوائے شروع کی تکبیر کے وقت پھر ہاتھہ نہین اٹھاتے
اسکی کیا دلیل ہے جواب تیسیر الوصول کے ۲۱۵ صفحہ اور جامع الاصول
مین ہے عَنْ بَرَاءٍ رض قَالَ رَأَیْتُ رسولَ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اِذَا
اِفْتَتَحَ الصَّلوٰۃَ رَفَعَ یَدَیْہِ اِلٰی قَرِیْبٍ مِنْ اُذُنَیْہِ ثُمَّ لَا یَعُوْدُ اخرجہ ابو داؤد روایت ہے
برا رض سے کہا دیکھا مین نے رسول اللہ صلعم کو جب شروع کرتے نماز بلند کرتے
ہاتھونکو اپنے کانونکے نزدیک تک پھر نہ دہراتے نکالا اوسکو ابو داؤد نے
اور تیسیر الوصول کے اُسی ۲۱۵ صفحہ مین ہے عن علقمۃ رض قال قال
لَنَا ابْنُ مَسْعُوْدٍ رض یَوْمًا اَلَا اُصَلِّیْ بِکُمْ صَلوٰۃَ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فَصَلّٰی
وَلَمْ یَرْفَعْ یَدَیْہِ اِلَّا مَرَّۃً وَّاحِدَۃً مَعَ تَکْبِیْرَۃِ الْاِفْتِتَاحِ اخرجہ اصحابُ السُّنَنِ روایت
ہے علقمہ رض سے کہا فرمایا مجکو عبد اللہ ابن مسعود رض نے ایکدن بتاتا
ہون تمکو نماز رسول اللہ صلعم کی پھر نماز پڑھی اور نہ اوٹھائے اپنے ہاتھہ
مگر ایکدفعہ شروع کی تکبیر کے ساتھہ نکالا اسکو ترمذی اور نسائی اور ابو داؤد نے
و فی تعیین الحقائق قال ابن مسعود رض صَلَّیْتُ مَعَ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم
وابی بکر و عمر فَلَمْ یَرْفَعُوْا اَیْدِیَہُمْ اِلَّا عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلوٰۃِ کہا ابن مسعود رض
نے نماز پڑھی مین نے نبی صلعم کے ساتھہ اور ابو بکر اور عمر رض کے سو نہ اوٹھائے

انہون نے اپنے ہاتھہ مگر نماز کے شروع مین ؛ وفی الکفایۃ والکافی والغایۃ
والنہایۃ قال ابن عباس رض اَنَّ الْعَشْرَۃَ الْمُبَشَّرَۃَ بِالْجَنَّۃِ رضی اللہ عنہم مَا کَانُوْا
یَرْفَعُوْنَ اَیْدِیْہِمْ اِلَّا فِیْ اِفْتِتَاحِ الصَّلٰوۃِ اور کہا ابن عباس رض نے مقرر عشرہ
مبشرہ یعنے دس صحاب بہشتی رض نہ اوٹھاتے تھے وے اپنے ہاتھہ مگر
نماز کے شروع مین ؛ وفی شرح مختصر الوقایۃ عن البراء بن عازب رض قال
کَانَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا کَبَّرَ لِاِفْتِتَاحِ الصَّلٰوۃِ رَفَعَ یَدَیْہِ حَتّٰی یَکُوْنَ
اِبْہَامَاہُ قَرِیْبًا مِّنْ شَحْمَتَیْ اُذُنَیْہِ ثُمَّ لَا یَعُوْدُ ؛ روایت ہے براء بن عازب رض
سے کہا تھے نبی صلعم جب تکبیر کہتے شروع نماز مین اُٹھاتے اپنے ہاتھہ
یہان تک کہ پہنچتے دونون انگوٹھے اُنکے دونون کانون کی لہ تک پہر نہ
دُہراتے ؛ اور جامع الاصول اور بحر الرائق اور تبیین الحقائق مین ہے قال
جابر رض رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رَفَعَ یَدَیْہِ حِیْنَ اَفْتَتَحَ الصَّلٰوۃَ
ثُمَّ لَا یَرْفَعُہُمَا حَتّٰی انْصَرَفَ اخرجہ ابو داؤد ؛ اور کہا جابر رض نے دیکھا مین نے
رسول اللہ صلعم کو کہ بلند کیے حضرت نے اپنے ہاتھونکو شروع نماز کے وقت
پہر نہ اوٹھائے انکو جبتک کہ پڑھ چکے نماز نکالا اوسکو ابو داؤد نے ؛ وروی
الطحاوی والطبرانی باسنادہ الی ابن عمر وابن عباس رض ان النبی صلعم
قَالَ لَا تُرْفَعُ الْاَیْدِیْ اِلَّا فِیْ سَبْعِ مَوَاطِنَ فِیْ اِفْتِتَاحِ الصَّلٰوۃِ وَفِیْ تَکْبِیْرِ الْقُنُوْتِ
فِی الْوِتْرِ وَفِی الْعِیْدَیْنِ الْحَدِیْثَ ؛ روایت کیا ہے طحاوی نے اور طبرانی

نے جو دونون کتابین معتبر حدیث کی ہین اپنی سند سے کہ ابن عمر اور ابن عباس
کیطرف ملتی ہی مقرر نبی صلعم نے فرمایا کہ نہ اوٹھائے جاوین ہاتھ مگر سات
جگھو ںمین نماز کے شروع مین اور قنوت کی تکبیر جو وتر مین ہے اور عیدین کی
نماز مین آخر حدیث تک ؛ اور مسند امام ابو حنیفہ مین ابراہیم نخعی سے بہی
بعینہ یہ حدیث مروی ہے ؛ اور کفایہ اور نہایہ اور کافی جو فقہ کی معتبر اور مشہور
کتابین ہین اونمین لکھا ہے من قول ابن مسعود رض رفع النبی صلعم فرفعنا و
ترک فترکنا فرمایا ابن مسعود رض نے اوٹھائے نبی نے ہاتھ تو اوٹھائے ہمنے
اوسے اور چھوڑ دیا حضرت نے تو چھوڑ دیا ہم نے اوسے ؛ اور نہایہ اور عنایہ
مین جو ہدایہ کی شرح ہے لکھا ہے ان عبد اللہ ابن الزبیر رض رای رجلا یصلی
فی المسجد الحرام و یرفع یدیہ عند الرکوع و عند رفع الراس منہ فلما فرغ من الصلوٰۃ
قال لہ لا تفعل فان ہذا شئی فعلہ رسول اللہ صلعم ثم ترکہ عبد اللہ ابن زبیر رض نے
دیکھا ایک شخص کو نماز پڑہتے مسجد الحرام مین اور وہ اوٹھاتا تھا اپنے ہاتھ رکوع
کے وقت اور رکوع سے سر اوٹھانے کے وقت پھر جب پڑہ چکا نماز کہا اُسکو
مقرر یہ ایک چیز ہے کہ کیا تھا اوسکو رسول اللہ نے پھر چھوڑ دیا اوسکو ؛ اور تبیین
الحقائق اور شرح مختصر الوقایہ مین ہے وان جابر بن سمرۃ قال خرج علینا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ما لی اراکم رافعی ایدیکم کانہا اذناب خیل شمس اسکنوا
فی الصلوٰۃ ؛ شمس اسے صعب ؛ جابر ابن سمرہ رض نے کہا آئے ہمارے سامنے

رسول اللہ صلعم پھر فرمایا کیا سبب ہے کہ دیکھتا ہون مین تم کو اوٹھاتے ہوا سے
ہاتھونکو اپنے گویا دم گھوڑونکی کہ سخت ہی قرار پکڑو نماز مین یعنے حرکت نکرو نماز
مین ؛ اور نہایہ مین ہے وَحِیْنَ رَاَی النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم اَقْوَامًا یَرْفَعُوْنَ اَیْدِیَهُمْ
فِی الصَّلٰوةِ عِنْدَ الرُّکُوْعِ وَعِنْدَ رَفْعِ الرَّاْسِ مِنَ الرُّکُوْعِ فَقَالَ مَالِی اَرَاکُمْ رَافِعِیْ اَیْدِیْکُمْ
کَاَنَّهَا اَذْنَابُ خَیْلٍ شُمُسٍ اُسْکُنُوْا فِی الصَّلٰوةِ وَفِیْ رِوَایَةٍ کُفُّوْا فِی الصَّلٰوةِ جب دیکھا
نبی صلعم نے لوگونکو کہ اوٹھاتے تھے اپنے ہاتھونکو نماز مین رکوع کے وقت اور
رکوع سے سر اوٹھانے کے وقت تو فرمایا کیا وجہ ہے کہ دیکھتا ہون
مین تمکو اوٹھاتے ہوا سے ہاتھون کو اپنے گویا کہ دم گھوڑونکی جو سخت ہے قرار
پکڑو نماز مین اور دوسری روایت مین ہے کہ رہو نماز مین یعنے ہاتھونکو حرکت نکرو
؛ ساتوان سوال حنفی جو صبح کی نماز مین دعاے قنوت نہین پڑھتے اسکی
کیا دلیل ہے ؛ جواب حدیث ہے ہندی ترجمہ کی پہلی جلد مشکوۃ شریف کے
۳۰۴ صفحہ مین ؛ عن انس رض اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ والہ وسلم قَنَتَ شَهْرًا
ثُمَّ تَرَکَهٗ رواه ابو داؤد والنسائی روایت ہے انس رض سے مقرر نبی صلعم
نے قنوت پڑھی مہینے بھر پھر چھوڑ دیا اسکو نکالا اوسکو ابو داؤد اور نسائی نے
؛ اور اوسی کے ۳۰۴ صفحہ مین ہے عَنْ اَبِیْ مَالِکِ الْاَشْجَعِیِّ رض قَالَ قُلْتُ
لِاَبِیْ یَا اَبَتِ اِنَّکَ قَدْ صَلَّیْتَ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلعم وَاَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ
وَعَلِیٍّ هٰهُنَا بِالْکُوْفَةِ نَحْوًا مِنْ خَمْسِ سِنِیْنَ اَکَانُوْا یَقْنُتُوْنَ قَالَ اَیْ بُنَیَّ مُحْدَثٌ

اخرجہ الترمذی والنسائی وابن ماجۃ ؛ روایت ہے ابی مالک اشجعی رض
سے کہا پوچھا مین نے اپنے باپ سے البتہ نماز پڑہی تم نے پیچھے رسول
اللہ صلعم اور ابوبکر اور عمر اور عثمان اور علی رض کے یہان کوفے مین قریب
پانچ برس کے کیا قنوت پڑہتے تہے وے کہا او سنے اے میرے لڑکے
یہ بدعت ہے نکالا اوسکو ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے ؛ اور تیسیر الوصول
کے ۲۲۲ صفحہ مین ہے ؛ قَنَتَ رَسُولُ اللہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شَہراً
بَعدَ الرُّکُوعِ فِی صَلوٰۃِ الصُّبحِ وفی روایۃ ابوداؤد والنسائی قَنَتَ شَہراً ثُمَّ
تَرَکَہٗ قنوت پڑہی رسول اللہ صلعم نے مہینے بہر بعد رکوع کے صبح کی نماز مین
اور روایت مین ابوداؤد اور نسائی کی ہے کہ قنوت پڑہی حضرت نے
ایک مہینے بہر پہر چھوڑ دیا اُسکو ؛ آٹھوان سوال حنفی جو نماز مین دہنا پانون
اٹھا کر بایان پانون بچھا کر بیٹھتے ہین اسکی کیا دلیل ہے جواب حدیث ہے
مشکوۃ شریف کے ۷۵ صفحہ مین عن عایشۃ رض قَالَت کَانَ رَسُولُ اللہِ
صلعم یَفرُشُ رِجلَہُ الیُسریٰ وَیَنصَبُ رِجلَہُ الیُمنیٰ رواہ مسلم ؛ روایت ہے
عائشہ رض سے کہا بچھاتے تہے رسول اللہ صلعم بائیان پانون اپنا اور
کہڑا کرتے تہے دہنا پانون اپنا نکالا اسکو مسلم نے ؛ اور تیسیر الوصول کی
۲۲۳ صفحہ مین ہے ؛ عن علی بن عبد الرحمٰن قَالَ صَلَّیتُ اِلیٰ جَنبِ ابنِ عُمَرَ
رض فَقَلَّبتُ الحَصیٰ فَقَالَ لِی لَا تُقَلِّبِ الحَصیٰ وَافعَل کَمَا رَأَیتُ رَسُولَ اللہِ

صلی اللہ علیہ والہ وسلم یَفعَلُ قُلتُ وَکَیفَ رَأیتَ رَسُولَ اللّٰہِ صلعم یَفعَلُ قَالَ
ہٰکَذَا اَد نَصَبَ الیُمنیٰ وَاَضجَعَ الیُسریٰ الحدیث ؛ روایت ہے علی ابن عبدالرحمن
رض سے کہا نماز پڑہی مین نے ابن عمر کے پہلو کیطرف سو سر کائین مین نے
کنکریان کہا مجکو ابن عمر نے نہ سر کا کنکریان اور کر تو جیسا دیکہا مین نے رسول
اللہ صلعم کو کرتے پوچہا مین نے کس طرح دیکہا تم نے رسول اللہ صلعم کو کرتے
کہا اسطرح اور کہڑا کیا دہنے پانون کو اور بچہایا بائین کو آخر حدیث تک ؛
اور اوسی صفحہ مین ہے عَن وَائِلِ بنِ حُجرٍ رض قَالَ اِفتَرَشَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی
اللّٰہ علیہ وسلم رِجلَہُ الیُسریٰ وَرَفَعَ یَدَہُ عَلیٰ فَخِذِہِ الیُسریٰ وَنَصَبَ الیُمنیٰ روایت
ہے وائل ابن حجر رض سے کہا بچہایا رسول اللہ صلعم نے اپنا بائیان پانون
اور اوٹہایا اپنا ہاتہہ اپنی بائین ران پر اور کہڑا کیا دہنا پانون ؛ اور اوسی
کتاب کے ۲۴ صفحہ مین ہے ؛ عَن عَبدِ اللّٰہِ بنِ عَبدِ اللّٰہِ بنِ عُمَرَ رض قَالَ اِنَّ
ابنَ عُمَرَ اِنَّمَا سُنَّۃُ الصَّلٰوۃِ اَن تَنصِبَ رِجلَکَ الیُمنیٰ وَتَثنِیَ الیُسریٰ اخرجہ البخاری
ومالک، والنسائی ؛ روایت ہے عبد اللہ عمر رض کے پوتے سے کہا ابن
عمر نے سنت نماز مین یہی ہے کہ کہڑا رکہے تو اپنا دہنا پانون اور بچہاوے
بائیان نکالا اسکو بخاری اور مالک اور نسائی نے وفی روایۃ النسائی اَن
تَنصِبَ القَدَمَ الیُمنیٰ وَاستِقبَالَہُ بِاَصَابِعِھَا القِبلَۃَ وَالجُلُوسَ عَلَی الیُسریٰ ؛
اور ایک روایت مین نسائی کی سنت ہے کہڑا کرنا دہنے قدم کو اور

برابر رکہنی اوسکی انگلیونکو قبلی کیطرف اور بیٹھنا بائین قدم پر ؛ نوان سوال حنفی نمازمین جو سجدہ کرنے کے وقت پہلے گھٹنون کو زمین پر ٹیکتے ہین بعد اوسکے ہاتھونکو اور سجدہ سے اوٹھنے کے وقت پہلے ہاتھونکو زمین سے اوٹھاتے ہین بعد اوسکے گھٹنونکو اسکی کیا دلیل ہے ؛ جواب حدیث ہے تیسیر الوصول کے ۲۲۱ صفحہ مین

عن وائل بن حجر رض قال كان النبي صلعم اذا سجد وضع ركبتيه قبل يديه واذا نهض رفع يديه قبل ركبتيه اخرجه اصحاب السنن و في اخرى لابي داؤد واذا نهض على ركبتيه واعتمد على فخذيه ؛ روایت ہے وائل رض سے کہا تھے نبی صلعم جب سجدہ کرتے رکھتے اپنے گھٹنونکو پہلے اپنے ہاتھون کے اور جب کھڑے ہوتے اٹھاتے اپنے ہاتھ پہلے اپنے گھٹنون کے نکالا اوسکو اصحاب سنن یعنے ترمذی نسائی ابوداؤد نے ؛ اور دوسری روایت مین ابوداؤد کی اور جب اوٹھتے حضرت اٹھتے اپنے گھٹنون پر اور زور دیتے ہاتھونکا اپنے زانو پر

؛ اور اوسی صفحہ مین ہے عن ابن عمر رض نهى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ان يعتمد الرجل على يديه اذا نهض من الصلوة منع فرمایا رسول اللہ نے کہ بوجھ دیوے آدمی اپنے ہاتھون پر کھڑے ہونے کے وقت نماز مین ؛ اور مشکوۃ کی شرح فارسی مین شیخ عبدالحق دہلوی نے جو لکھا ہے اوسکا ترجمہ یہ ہے ؛ ابن خزیمہ کی صحیح مین ہے کہ جب حضرت سجدے مین جاتے تھے گھٹنون سے شروع کرتے ؛ اور ابن ابی وقاص اور ابو سعید خدری کی حدیث مین آیا ہے کہ ہم رکھتے تھے

ہاتھونکو پہلے گھٹنونکے پہر حکم ہوا کہ رکہین اپنے گھٹنونکو پہلے ہاتھونکے دسوان
سوال حنفی نماز مین جو پہلی رکعت اور تیسری رکعت کے سجدی کے بعد بغیر بیٹھنے
اور بدون ٹیک لگائے ہاتہون سے زمین پر اوٹھتے ہین اوسکی کیا دلیل ہے
؛ جواب حدیث ہے تیسیر الوصول اور لمعاۃ التنقیح مین عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رض قَالَ
کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم یَنْھَضُ فِی الصَّلٰوۃِ عَلٰی صُدُوْرِ قَدَمَیْہِ یعنی پیغمبر خدا
اوٹھتے تھے نماز مین پیرونکے سرون پر یعنے انگلیون کی جڑ پر یعنے بغیر بیٹھے اور بدون
ٹیک لگائے ہاتھونسے زمین پر ؛ اور کافی مین ہے اَنَّ النَّبِیَّ علیہ السلام
کَانَ اِذَا رَفَعَ رَاْسَہٗ مِنَ السُّجُوْدِ فِی الرَّکْعَۃِ الْاُوْلٰی وَالثَّالِثَۃِ نَھَضَ عَلٰی صُدُوْرِ قَدَمَیْہِ
جب سر اوٹھاتے حضرت اپنا سجدے سے پہلی اور تیسری رکعت مین اوٹھتے
پیرونکی انگلیونکی جڑ پر ؛ اور فتح القدیر اور شرح مختصر الوقایہ او لمعاۃ التنقیح
مین ہے اَخْرَجَ اِبْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رض اَنَّہٗ کَانَ یَنْھَضُ فِی الصَّلٰوۃِ
عَلٰی صُدُوْرِ قَدَمَیْہِ وَلَمْ یَجْلِسْ وَاَخْرَجَ نَحْوَہٗ عَنْ علی رض وَکَذَا عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَابْنِ الزُّبَیْرِ
وَعَنْ عُمَرَ رض ؛ وَاَخْرَجَ عَنِ الشَّعْبِیْ کَانَ عُمَرُ وَعَلِیٌّ وَاَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلعم یَنْھَضُوْنَ
فی الصلوۃ علی صدور اقدامھم ؛ وَاَخْرَجَ النُّعْمَانُ بْنُ اَبِیْ عَیَّاشٍ اَدْرَکْتُ غَیْرَ
وَاحِدٍ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم فَکَانَ اِذَا رَفَعَ رَاْسَہٗ مِنَ
السَّجْدَۃِ الثَّانِیَۃِ فِی الرَّکْعَۃِ الْاُوْلٰی وَالثَّالِثَۃِ نَھَضَ کَمَا ھُوَ وَلَمْ یَجْلِسْ نکالا ابن ابی
شیبہ نے ابن مسعود رض سے مقرر وے اوٹھتے تہے نماز مین اپنے پیرونکی

انگلیون کی جڑ پر اور نہ بیٹھتے تہے اور نکالا ایسا ہی علی رض سے اور ایسا ہی ابن عمر اور ابن زبیر اور عمر رض سے ؛ اور نکالا نعمان ابن عیاش نے پایا مین نے بہت سے اصحابونکو رسول خدا کے سو جب اوٹہاتے اپنا سر دوسرے سجدے سے پہلی رکعت اور تیسری رکعت مین اوٹہتے جس حال مین تہے اور نہ بیٹہتے

گیارہوان سوال حنفی جو رمضان مبارک مین تراویح کی نماز مین بیس رکعت نماز پڑہتے ہین اوسکی کیا دلیل ہے ؛ جواب ثابت بالسنۃ مین لکہا ہے بیہقی نے روایت کی سند صحیح سے اَنَّہُم یَقُومُونَ عَلٰی عَہدِ عُمَرَ رض بِعِشرِینَ رَکعَۃً وَفِی عَہدِ عُثمَانَ وَ عَلِیٍّ رض مِثلُہٗ یعنے صحابہ رسول کے قیام کرتے تہے یعنے پڑہتے تہے حضرت عمر رض کی خلافت مین بیس رکعت اور حضرت عثمان اور حضرت علی رض کے وقت مین بہی اسیطرح ؛ اور علماء حرمین یعنے مکی اور مدینے کے عالمونکا بہی ہمیشہ سے اسیطور پر عمل چلا آتا ہے ؛ اور شیخ عبد الحق دہلوی نے شرح فارسی مین مشکوۃ شریف کی جو لکہا ہے اوسکا ترجمہ یہ ہے ؛ اور ابن ابی شیبہ نے ابن عباس رض سے روایت کی ہے کہ حضرت پیغمبر خدا نے جو نماز پڑہی بیس رکعت تہی اور بعد حضرتکے عمر رض کی خلافت تک اسی طور پر حال گذرا کہ ہر کوئی گہر مین اپنے پڑہتا یا مسجد مین ؛ اور جب کچہ زمانہ حضرت عمر رض کی خلافت کا گذرا تب اونہون نے لوگونکو جمع کروایا یعنے اپنی بیس رکعت کو جماعت سے پڑہنے کو حکم فرمایا ؛ اور نہایۃ المراد مین جامع الرموز

سے منقول ہے کہ اَلتَّرَاوِیحُ سُنَّۃٌ مُوَکَّدَۃٌ وَمَنْ لَمْ یَرَہَا سُنَّۃً مُوَکَّدَۃً فَھُوَ رَافِضِیٌّ
یُقَاتَلُ کَمَنْ لَا یَرَی الْجَمَاعَۃَ قَالَ اَہْلُ السُّنَّۃِ وَالْجَمَاعَۃِ اِنَّہَا سُنَّۃُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلعم
صَلَّاہَا لَیْلَتَیْنِ وَقَدْ صَلَّاہَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صلعم عِشْرِیْنَ رَکْعَۃً بِعَشْرِ تَسْلِیْمَاتٍ ثُمَّ تَرَکَ
مَخَافَۃَ اَنْ یَجِبَ وَکَانَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صلعم وَالصَّحَابَۃِ حِرْصٌ فِیْ قِیَامِ اللَّیْلِ کَانَ الرَّجُلُ
مِنْہُمْ یُصَلِّیْ بِمِائَۃِ رَکْعَۃٍ وَاَکْثَرَ وَکَذَا فِیْ زَمَنِ اَبِیْ بَکْرٍ رض فَلَمَّا ظَہَرَ الْکَسَلُ فِیْ زَمَنِ عُمَرَ
رض خَافَ اَنْ یَنْدَرِسَ فَاَمَرَ الصَّحَابَۃَ اَنْ یَّجْتَمِعُوْا عَلٰی اَنْ یُّصَلُّوْا بِجَمَاعَۃٍ وَزَیَّنُوا الْمَسَاجِدَ
بِالْقَنَادِیْلِ وَلَمْ یَکُنْ عَلِیٌّ رض حَاضِرًا فَلَمَّا رَاٰی الْجَمَاعَۃَ وَالْقَنَادِیْلَ قَالَ اَقَامَ
اللّٰہُ اُمُوْرَ عُمَرَ کَمَا اَقَامَ سُنَّۃَ نَبِیِّنَا فَثَبَتَ وَصَحَّ اَنَّ النَّبِیَّ صلعم صَلَّاہَا عِشْرِیْنَ رَکْعَۃً
وَفِی الْحُجَّۃِ سُنَّۃٌ مُوَکَّدَۃٌ بِاِجْمَاعِ الصَّحَابَۃِ تَارِکُہَا مُبْتَدِعٌ غَیْرُ مَقْبُوْلِ الشَّہَادَۃِ وَہِیَ سُنَّۃٌ
لِلرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ یعنے نہایۃ المراد مین جامع الجوامع سے جو حدیث کی معتبر کتاب
ہے منقول ہے کہ نماز تراویح سنت مؤکدہ ہے اور جو کوئی اسکو سنت موکدہ
اعتقاد نکرے تو وہ رافضی ہے مقاتلہ کیا جاویگا اوسکے ساتھہ جیسا جماعت کو
سنت موکدہ نجاننے والے کے ساتھہ اور اہل سنت و جماعت نے کہا ہے
کہ یہ تراویح سنت رسول اللہ کی ہے پڑہا تہا حضرت نے اسکو دو رات اور بے
شبہہ حضرت نے تراویح پڑہی بیس رکعت دس تسلیمات سے پہر چہوڑ دیا اوسکو
خوف سے واجب ہو جانیکے یعنے اگر واجب ہو جائیگی تو امت پر مشکل پڑجائگی
اور تہا رسول اللہ اور اونکے اصحاب کو بڑا شوق نماز پڑہنے مین رمضان

کی راتونکو ؛ کوئی اونمین سے سو رکعت پڑہتا اور کوئی زیادہ اور اسیطرح زمانی
مین ابوبکر رض کے پڑہتے تہے ؛ پہر جب سستی ظاہر ہوئی عمر رض کے
زمانے مین ڈرے اس سنت کے چہوٹنے سے ؛ تب اصحابون نے عمر رض
کے ساتہہ اتفاق کیا اسبات پر کہ تراویح کی نماز کو جماعت سے پڑہین اور مسجد کو
قندیلونسی آرائش کرین اور اسوقت حضرت علی رض حاضر نہ تہے ؛ پہر جب
انہون نے جماعت اور قندیلین دیکہین فرمایا اللہ تعالی قائم رکہے عمر کے کامونکو
جیسا انہون نے قائم کیا ہمارے نبی کی سنت کو ؛ پس ثابت اور صحیح ہوا کہ
حضرت نے تراویح کی نماز بیس رکعت پڑہی ؛ اور حجت جو کتاب معتبر ہے
اوسمین لکہا ہے کہ تراویح سنت موکدہ ہے صحابہ کے اجماع سے اور ترک
کرنیوالا اوسکا بدعتی گواہی اوسکی قبول نہوگی ؛ اور وہ سنت ہے مردون
اور عورتون کے حق مین ؛ اور جب خلفاء راشدین نے اس نماز تراویح
مین اہتمام اور التزام کیا تو ہر شخص کے حق مین وہ سنت موکدہ ہوگئی ؛ اسواسطے
کہ جیسی سنت پیغمبر خدا کی امت پر سنت ہے ویسی ہی سنت خلفاء راشدین
کی ہر کسی کے حق مین سنت ہے ؛ جیسا کہ مشکوۃ کے باب الاعتصام مین
لکہا ہے عَلَیْکُمْ بِسُنَّتِی وَسُنَّۃِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ الْمَہْدِیِّیْنَ تَمَسَّکُوْا بِہَا وَعَضُّوْا عَلَیْہَا
بِالنَّوَاجِذِ ؛ لازم پکڑو اپنے اوپر سنت ہماری اور سنت ہمارے سب خلیفونکی کہ
رشد اور ہدایت پائے ہوے ہین اور چنگل مار دو ان سب سنتون پر اور سخت پکڑو

اون سب کو دانتونسے اپنے ؛؛ بارہوان سوال حنفی جو وترکی نمازمین تین رکعت
پڑہتے ہین اسکی کیا دلیل ہے ؛؛ جواب حدیث ہے تیسیر الوصول کی فصل
صلوٰۃ الوتر مین ؛؛ وعن عبد العزیز بن جریج قَالَ سَالْنَا عَائِشَۃ رضی اللہ عنہا
بِاَیِّ شَیْئٍ کَانَ یُوتِرُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَتْ کَانَ یَقْرَءُ فِی الْاُوْلیٰ؛
بسبح اسم ربک الاعلیٰ وَفِی الثَّانِیَۃِ بقل یاایہا الکافرون وَفِی الثَّالِثَۃِ بقل ہو اللہ
احد والمعوذتین اخرجہ اصحاب السنن عبد العزیز بن جریج نے کہا کہ سوال
کیا ہمنے حضرت عائشہ رض سے کہ کن صورتون سے وتر پڑہتے تہے پیغمبر خدا
تب عائشہ رض نے فرمایا کہ حضرت پڑہتے تہے وتر کی پہلی رکعت مین سورۂ
سبح اسم ربک الاعلیٰ اور دوسری مین قل یاایہا الکافرون اور تیسری مین قل ہو اللہ
اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس ؛؛ نکالا اس حدیث کو ترمذی
اور نسائی اور ابو داؤد نے ؛؛ اور اوسی تیسیر الوصول مین ہے وعن عائشۃ
رض کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَایُسَلِّمُ فِیْ رَکْعَتَیِ الْوِتْرِ اخرجہ النسائی
حضرت عائشہ رض سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا ؛؛ سلام نہین پہیرتے تہے
وتر کی دو رکعت مین یعنے وتر کی نماز مین دو رکعت کے بعد سلام نہین
پہیرتے بلکہ تینون رکعتون کو ایک ساتہہ پڑہتے تہے ؛؛ اور ہدایہ اور تبیین
الحقائق اور سفر السعادت مین ہے روت عائشۃ رض النبی صلی اللہ علیہ
وسلم کان یوتر بثلاث ؛؛ وحکی الحسن رح اجماع السلف علی الثلاث روایت ہے

عائشہ رض سے کہ پیغمبر خدا علیہ السلام وتر پڑہتے تہے تین رکعت اور حسن بصری
رض سے حکایت ہے کہ اگلی لوگونکا اجماع ہے وتر کی تین رکعت ہونے پر ٭ اور
تبیین الحقائق مین ہے ٭ اَنَّہٗ صَلَّی اللہ علیہ وسلم کَانَ یُوْتِرُ بِثَلٰثِ رَکْعَاتٍ یَقْرَءُ فِی الْاُولٰی
بسبح اسم ربک الاعلیٰ وَفِی الثَّانِیَۃِ بقل یا ایہا الکافرون وَفِی الثَّالِثَۃِ بقل ہو اللہ احد
وَیَقْنُتُ قَبْلَ الرُّکُوْعِ ٭ پیغمبر خدا علیہ السلام وتر پڑہتے تہے تین رکعت پہلی رکعت
مین سورہ سبح اسم ربک الاعلیٰ اور دوسری مین قل یا ایہا الکافرون اور تیسری مین
قل ہو اللہ احد اور رکوع کے پہلے دعاے قنوت پڑہتے اور اسی طرح بحر الرائق
مین بہی لکہا ہے ٭ تیرہوان سوال حنفی علما کے نزدیک وے سب حدیثین جو
اوپر کے جوابون مین لکہی گئی ہین نماز کے افعال کی دوسری حدیثونکی بہ نسبت
جو دوسرے مجتہدون کے مذہب کے موافق ہین حدیث کے راویون اور اونکی
تحقیقات کی روسے صحیح اور غیر منسوخ ہین یا نہین ٭ جواب یہ سب حدیثین جو اوپر
لکہی گئی ہین حدیث کی معتبر کتابون سے منقول ہین اور اونکے جمع کرنیوالون نے
اپنے اوپر یہ لازم کرلیا ہے کہ جو حدیث صحیح پایا اُسی کو اپنی کتاب مین لکہا ٭
پہر دوسرے علما و محدثین اور فقہاے معتبرین نے بہی اون حدیثونکو جو تحقیق کیا
تو صحیح اور معتبر پایا ٭ پہر اسی واسطے اون حدیثونکو فقہ کی کتابون مین بہی داخل
کیا اور فقہ کے مسئلہ پر اون حدیثونکو دلیل گذرانا ٭ چنانچہ جتنی حدیثین کہ سابق
مذکور ہوی ہین ہر ایک کو کتاب حدیث اور فقہ کی سند اور تعین مقام کے ساتھ

لکھا گیا ہے جسکو شبہہ ہو تو اون کتابوں سے ملا لے * مثلا امام زیلعی نے تخریج احادیث الہدایہ مین لکھا ہے کہ روایت کیا ہے حدیث اخفاے آمین کو امام احمد حنبل اور ابو داؤد اور طیالسی اور ابو یعلی نے اپنی مسند مین اور طبرانی نے اپنی معجم مین اور دار قطنی نے اپنی سنن مین اور حاکم نے مستدرک مین * اَنَّهُ صلی اللہ علیہ وسلم لَمَّا بَلَغَ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ قَالَ آمِيْن وَاَخْفٰى بِهَا صَوْتَهُ * اور کہا کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے بلکہ جو حدیث کہ آمین پکار کر کہنے مین وارد ہے اور امام شافعی رح اوس سے دلیل لاتے ہین اوسکو یحیی ابن معین نے کہ سردار محدثون کے اور شیخ اور اوستاد ہین امام محمد بخاری کے جیسا کہ تیسیر الوصول کے خطبہ مین لکھا ہے ضعیف کہا ہے جیسا کہ امام زیلعی نے تبیین الحقائق مین لکھا ہے * قَالَ الشَّافِعِيُّ يَجْهَرُ بِهَا عِنْدَ الْجَهْرِ بِالْقِرَاءَةِ لِحَدِيْثِ وَائِلٍ اَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم اَنَّهُ قَالَ آمِيْن وَمَدَّ بِهَا صَوْتَهُ وَمَا رَوَاهُ ضَعَّفَهُ يَحْيَى ابْنُ مَعِيْنٍ فَلَا يَلْزَمُ حُجَّةً * اور شیخ ابن ہمام نے کہ تمام محدثون کے نزدیک معتمد علیہ ہین فتح القدیر مین اس حدیث کو معلول کہا ہے * اور اسیطرح سے حدیث جس مین مذکور ہے کہ حضرت نبی نے صرف پہلی تکبیر مین رفع یدین کیا پھر اور تکبیرونکے وقت نہین بلکہ ارسال فرمایا ترمذی وغیرہ نے اسے حسن کہا ہے جیسا کہ شیخ عبد الحق دہلوی نے مشکوۃ شریف کے ترجمہ اور سفر السعادت مین لکھا ہے (کہ ترمذی گفت حدیث ابن مسعود درین حسن است) اور اسی طرح بڑے بڑے محدث علماؤن نے اس حدیث کو

روایت اور تصحیح کی ہے ؛ جیسا کہ ابو داؤد نے اور امام محمد نے مؤطا مین اور دار قطنی نے اپنی مسند مین اور طبرانی نے اور امام احمد نے اور طیالسی نے اور ابو یعلی نے اور حاکم نے اور اگر کسی شافعی المذہب نے اپنی تحقیق کی رو سے یا اپنے مذہب کی رعایت سے یا تعصب سے یا اس جہت سے کہ جس سے اوس نے سنا تھا یا جسکے وسیلے سے اسکو پہنچا تھا وہ راوی معتبر نتھا اس سبب سے اوسکو ضعیف کہا ہو تو یہ کہنا اوسکا کچھ معتبر نہین ہے ؛ اگر ہو تو اوسکے حق مین اور اوسکے زعم مین ضعیف ہوگا اسواسطے کہ اسناد اوسکا ضعیف تھا ؛ ہمارے علماے محدثین اور فقہاے محققین کے نزدیک تو معتبر اور صحیح اور ثابت ہے کیونکہ اونکے استاد جن سے اونہون نے سنا تھا وے سب عادل اور ثقہ تھے اور سب علماے حنفی کا اون سب حدیثون پر عمل ہے ؛ پس بے شک اون کے نزدیک یے حدیثین غیر منسوخ ہین اسواسطے کہ منسوخ پر عمل کرنا جائز نہین بلکہ علماء حنفی کے نزدیک حدیث پکار کر آمین کہنے کی منسوخ ہے ؛ جیسا کہ عنایہ اور نہایہ اور کفایہ مین کہ ہر شہر مین مسلمانون کے مشہور اور بڑی معتبر کتابین ہین

لکھا ہے ؛ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ رض تَرَكَ النَّاسُ الْجَهْرَ بِالتَّاْمِيْنِ وَمَا تَرَكُوْا اِلَّا بِعِلْمِهِمْ بِالنَّسْخِ ؛ یعنے لوگون نے شور کر کے آمین کہنا چھوڑ دیا اور نہین چھوڑا اسکو مگر جب کہ یقین حاصل ہوا اونکو اوسکے منسوخ ہونے پر ؛ اور اسیطرح سے حدیث رفع یدین کی بہی منسوخ ہے ؛ جیسا کہ شیخ عبد الحق دہلوی محدث نے شرح

سفر السعادت مین لکہا ہے ❊ اور ہدایہ اور فتح القدیر اور کفایہ اور کافی اور نہایہ

اور عنایہ مین ابن زبیر رض سے روایت ہے کہ ❊ قَالَ مَہْ يَا هٰذَا فَاِنَّ هٰذَا شَيْءٌ

فَعَلَهُ النَّبِيُّ صلعم ثُمَّ تَرَكَهُ ❊ یعنے نہ کر رفع یدین اے فلانے کیونکہ اس رفع یدین

کو حضرت نبی صلعم نے پہلے کیا تہا پہر چہوڑ دیا اور کفایہ اور نہایہ اور کافی اور شرح سفر السعادت

مین عبد اللہ ابن مسعود رض سے روایت ہے رَفَعَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم

فَرَفَعْنَاهُ وَتَرَكَهُ فَتَرَكْنَاهُ یعنے حضرت نبی صلعم نے جب رفع یدین کیا تہا ہم نے بہی

کیا تہا اُسے اور جب چہوڑ دیا ہم نے بہی چہوڑ دیا اوسے ❊ چودہوان سوال

اگر کوئی ظاہر مین حنفی کہلاوے اور حقیقت مین کسی امام کا مقلد نہو پہر وہ ان

حدیثون کے برخلاف عمل کرے اور انکو صحیح بجانے اور دوسرے حنفیونکو

برخلاف ان کے سکہاوے اور دوسری حدیثونکو اون حدیثونکی نسبت

صحیح غیر منسوخ سمجہے اور دوسرونکو سمجہاوے اور لوگونکو فقہ کی کتابونسے

بد اعتقاد کرواوے اور یون کہے کہ قرآن اور حدیث مین جو پاؤ عمل کرو فقہ

کی بات نہ سنو اور تقلید کسی کی خصوصا مذہب حنفی کی نکرو اور حنفی علما کے فتوا

اور اتفاق کو نمانو اور اسکے سبب لوگوین سخت اختلاف وزبڑی لڑائی پڑے

اور آپسمین ایک دوسرے کی توہین اور تحقیر کرے بلکہ اگلے علما حنفی اور کتب

حنفی کی اہانت کرے اور اونکے حق مین کلمہ حقارت کا کہے تو وہ حقیقت

مین اگلے حنفی علما کا بلکہ تینون امامونکا مخالف ہوا اور اون بڑے علما کو بے نسبت

اپنے بے علم اور بے سمجھ اور حقیر سمجھا یا نہین ؛ اور ایسی حرکت سے اوسکی یہ جو سیکڑون برس سے علماؤن نے دین محمدی مین چار مذہب حقہ قرار دیکر متفق ہوگئے تھے اور جمعیت باندہی تہی اوسنے اس اتفاق اور جمعیت کو توڑکر لوگونکو خصوص عوام مسلمانونکو ہدایت سی باز رکہا اور گمراہ بنایا یا نہین: جواب تیرہوین سوال کے جواب سی ظاہر ہے کہ وے سب حدیثین علماء حنفی کے نزدیک صحیح اور غیر منسوخ ہین بس جو کوئی اون کو غلط سمجھے اور صحیح غیر منسوخ نجانے اور اون پر عمل نکرے وہ شخص البتہ علماء حنفی کا مخالف ہوا پہر جب وہ کسی کا مقلد نہوا تو بے شبہہ سب کا مخالف ٹہرا اور ظاہر ہے کہ جب وہ کسی امام کی تقلید نہین کرتا اور اون حدیثون کو صحیح اور غیر منسوخ نہین سمجھتا بلکہ اپنے گمان مین خلاف اوسکے بوجھتا ہے بلکہ وہ اور حنفیونکو اون حدیثون پر عمل کرنے سے باز رکہتا ہے اور برخلاف اوسکے سمجھاتا ہے اور ترغیب دیتا ہے اور اونسے بداعتقاد کراتا ہے تو بیشک اون بڑے علما کو اپنی بہ نسبت بے علم اور بے سمجھ اور حقیر جانتا ہے ؛ اور بے شبہہ مسلمانون کی جمعیت اور اتفاق کو توڑتا ہے اور لوگون کے دلین شک اور تردد ڈالتا ہے ؛ اور عوام کو اس راہ مستقیم سے پہیرتا ہے اور اون علما سے بداعتقاد کرواتا ہے ؛ اور جب عوام اوسکی ایسی باتون اور حرکتون سے اور برخلاف سمجہانے سے علماے حنفی اور اونکی کتابون کو برا کہتے اور اونکی حقارت

کرتے ہین اور اونکے تقلید کو برا جانتے ہین تو بیشک وہ لوگونکو ہدایت سے
باز رکھنے والا ہوا اور گمراہ بنانے والا ٹہرا دلیلین اسکی آگی آتین ہین ؛
پندرہوان سوال اس گروہ کا یہ حال ہے کہ حنفیون کی جماعت سی دور رہتے
ہین اور جن جن مسجدونمین بڑی بہاری جماعت حنفیونکی ہوتی ہے حاضر نہین
ہوتے ؛ خصوصا جس مجلس مین کہ حنفی علما حاضر ہون نہین جاتے اور اونکی
اقتدا نہین کرتے بلکہ اوس جماعت کو چہوڑکر اپنے گروہ کے ساتہ ہوکر دوسری
جماعت کرتے ہین اور لوگون کو بہی اوسی طرح سمجہاتے ہین اور ایمہ حنفیہ
کو برا کہتے ہین ؛ اور اونکی اور اونکی کتابونکی حقارت کرتے ہین ؛ اور دوسرون
سے بہی کرواتے ہین ؛ اور اونکے مقلدون کو برا جانتے ہین اور اکثر مسائل
مین فقہ کے خلاف کرتے ہین ؛ اور حنفیون کو اونکے خلاف مذہب کی باتین
سکہلاتے ہین ؛ اور اونکے مذہب کی اہانت اور فقہ کے مسائل کی حقارت
اور اپنے زعم کے موافق اعتراضات کرتے ہین ؛ اور اونکو علماے حنفی
اور کتاب حنفی سے بد اعتقاد کرواتے ہین ؛ اور اون سے اور دوسرے
حنفیون سے لڑواتے ہین ؛ اور اونکے آپس مین خلاف اور جدال اور فتنہ
اور فساد ڈالتے ہین اور عداوت اور کینہ اونکے اقربا اور دوستون مین ڈلواتے
ہین ؛ یہان تک کہ اونکے آپس مین ایک مجلس مین بیٹہنا اور کہانا اور پینا اور
ایک جماعت مین نماز پڑہنی بالکل موقوف ہو جاتی ہے ؛ اور علما جب اونکو

وعظ اور نصیحت کرتے ہین کہ ایسے فتنہ اور فساد کو چھوڑو اور ایسے افعال سے
باز آو تو وہ گروہ ہرگز اس سے نہین پہرتے بلکہ اور زیادہ ضد اور تکرار کرتے
ہین اسی طور کی بہت سی گفتگوئین کرتے ہین اور بہت سے کام کرتے ہین
کہ تفصیل کو اونکی ایک دفتر چاہیے بلکہ متعذر ہے ؛ تو یہ سب افعال اور اقوال
اونکے شرع شریف مین قبیح اور برا اور وے لوگ مفسد ٹہرے اور قرآن اور حدیث
مین ایسے افعال اور اقوال کی مذمت اور برائی مذکور ہے یا نہین ؛ اور جسکو
قدرت اور قوت ہو جیسا حاکم یا نائب اوسکا تو ایسے مفسدون کو سزا دیی
اور جسکو اس قدر طاقت نہو تو ایسے شخص کو نصیحت کرتے اور جسکو اس کی
بہی قدرت نہو تو ایسے شخص سے احتراز کرنا اور کنارے رہنا اور دل سے برا
جاننا لازم ہے یا نہین ؛ جواب ون لوگونکا جب یہ سب احوال ہے تو
بے شک سب افعال اور اقوال اونکے قبیح اور شنیع اور وہی لوگ دین مین
مفسد ہین اور قرآن اور حدیث مین اسطرحکے افعال اور اعمال کی بہت مذمت آئی
ہے ؛ اور بادشاہ اور نائب کو اسکے سزا دینی اون لوگونکو اور جسکو قدرت ہو
توانکو نصیحت کرنی اور باقی مسلمانون کو ایسے گروہ سے احتراز اور کنارہ کرنا
اور اونکے ساتھہ صحبت نرکہنی اور انکو دل سے برا جاننا لازم اور واجب ہے
جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف مین تیرہوین سپارے کے نوین رکوع مین
فرمایا ہے قال وَالَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ الی آخر وَیُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ اُولٰئِکَ

لہم اللعنۃ ولہم سوء الدار یعنے جو لوگ فساد ڈالتے ہین ملک مین ایسے لوگ اون
پر لعنت ہے اور انکو ہی برا گہر ۔ اور بیسوین سپارے کے گیارہوین رکوع مین لکہا ہے
قال اللہ تعالی ولا تبغ الفساد فی الارض ان اللہ لا یحب المفسدین یعنے اور نہ
چاہ فساد ملک مین مقرر اللہ نہین دوست رکہتا ہے فساد ڈالنے والونکو ۔
اور دوسرے سپارے کے نوین رکوع مین ہے واللہ لا یحب الفساد اور اللہ تعالے
دوست نہین رکہتا فساد کو ۔ اور جامع الاصول مین ہے عن عرفجۃ رض قال رأیت
رسول اللہ صلعم علی المنبر یخطب الناس فقال انہا ستکون بعدی ہنات وہنات
فمن رأیتموہ فارق الجماعۃ او یرید ان یفرق امۃ محمد کائنا من کان فاقتلوہ فان
ید اللہ علی الجماعۃ وان الشیطان مع المفارق الجماعۃ یرکض اخرجہ مسلم ۔ روایت
ہے عرفجہ رض سے کہا دیکہا مین نے رسول اللہ کو منبر پر خطبہ پڑہتے سو فرمایا حضرت
نے مقرر نزدیک ہے کہ میرے پیچہے بری چال پہیلیگی سو جسکو دیکہو تم کہ وہ
جدا ہوا جماعت سے یا وہ ارادہ رکہتا ہے تفرقہ ڈالنے کا محمد کی امت مین جو
کوئی ہو مار ڈالو تم اوسکو کیونکہ بیشک اللہ کا ہاتہ ہے جماعت پر اور مقرر شیطان
ساتہ ہے جدا ہونے والے کے ٹہوکر مارتا ہوا ۔ لیکن اسقدر چاہیے کہ
ایسے شخص کو مار ڈالنا حاکم کو پہنچتا ہے دوسرے کو نہین کیونکہ اس مین فساد
اور زیادہ ہوگا ۔ اور مشکوۃ کے باب الاعتصام مین ہے وعن ابن عمر رض قال
قال رسول اللہ صلعم اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار رواہ ابن عمر رض

ہے کہا فرمایا پیغمبر خدا نے پیروی کرو بڑی جماعت مسلمانون کی ؛ یعنے اکثر
علما جس طرف ہون اونکی بیعت کرو کیونکہ جو شخص کہ دور رہا جماعت سے
اور نکلا اجماع سے جمہور علما کے تو ڈالا جاوے گا وہ جہنم کی آگ مین ؛
وعن ابن عمر رض قال قال رسول اللہ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَجْمَعُ اُمَّتِیْ عَلٰی ضَلَالَۃٍ وَ
یَدُ اللّٰہِ عَلَی الْجَمَاعَۃِ مَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ یعنے کہا ابن عمر نے کہ فرمایا پیغمبر خدا
نے کہ بے شک خدا تعالی نہین جمع کرتا ہے میری امت کو گمراہی پر یعنے
ہماری امت جس بات پر اتفاق کریگی وہی حق اور صواب ہوگا ؛ خدا کا ہاتھ
جماعت پر ہے یعنے اللہ تعالی جماعت کا نگہبان اور مددگار رہے ؛ جو کوئی
جماعت سے نکلے گا اور اونکے طریقے کو چھوڑے گا پڑیگا یا ڈالا جاویگا جہنم
کی آگ مین ؛ اور مشکوٰۃ کے باب الامر بالمعروف مین ہے عن ابی سعید
الخدری رض عن رسول اللہ قال مَنْ رَاٰی مُنْکَرًا فَلْیُغَیِّرْہُ بِیَدِہٖ فَاِنْ لَّمْ
یَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِہٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِہٖ وَذٰلِکَ اَضْعَفُ الْاِیْمَانِ رواہ مسلم
پیغمبر خدا علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی تم مین سے دیکھے برے کام کو
تو چاہیے کہ تغیر دیوے اسکو اور باز رکھے اسکو اپنے ہاتھ سے یعنے مارنے اور
توڑنے اور کرنے سے جس طرح سے ہو سکے اگر قدرت رکھے اوسکی
پھر اگر ہاتھ سے قدرت نہ رکھے تو زبان سے تغیر دے یعنے منع کرے اور
ڈانٹے اور سخت کہے اگر اوسکی قدرت رکھے ؛ پھر اگر زبان سے بھی

طاقت نہ رکھے تو دل سے اُسکو تغیر دیوے یعنے دل سے اوسکو برا جانے اور

اوس سے دور رہے اور اوس سے صحبت نہ رکھے ✤ اور خالی دلسے برا جاننا

ضعیف تر ایمان کا ہے یعنے ادنا درجہ ایمان کا یہ ہے کہ دل سے تو برا جانے

اور اسی بابت بین ابو بکر صدیق رض سے روایت ہے کہ فرمایا رسول خدا

نے مَامِنْ قَوْمٍ یُعْمَلُ فِیْهِمْ بِالْمَعَاصِیْ ثُمَّ یَقْدِرُوْنَ عَلٰی اَنْ یُّغَیِّرُوْا ثُمَّ لَا یُغَیِّرُوْنَ

اِلَّا یُوْشِکُ اَنْ یَّعُمَّهُمُ اللّٰهُ بِعِقَابٍ یعنے نہین ہے کوئی قوم کہ کیے جاوین انکے

درمیان برے کام پہر وے قوم قدرت رکہین دفع کرنے پر اوسکے پہر اوسکے

ساتھ اوسکو دفع نکرین تو نزدیک ہے کہ گہیر لیوے اون سبکو عذاب خدا کا

اور مشکوۃ کی جلد رابع کے ۱۹۲ صفحہ مین باب لامر بالمعروف مین لکھا ہے ✤

وعن ابی ثعلبۃ فی قولہ تعالٰی عَلَیْکُمْ اَنْفُسَکُمْ لَا یَضُرُّکُمْ مَنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَیْتُمْ فقال اَمَا

وَاللّٰهِ لَقَدْ سَاَلْتُ عَنْهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلعم فَقَالَ بَلِ ائْتَمِرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنَاهَوْا

عَنِ الْمُنْکَرِ حَتّٰی اِذَا رَاَیْتَ شُحًّا مُطَاعًا وَّهَوًی مُّتَّبَعًا وَّدُنْیَا مُؤْثَرَةً وَّاِعْجَابَ کُلِّ ذِیْ

رَاْیٍ بِرَاْیِهٖ وَرَاَیْتَ اَمْرًا لَا بُدَّ لَکَ مِنْهُ فَعَلَیْکَ نَفْسَکَ وَدَعْ اَمْرَ الْعَوَامِّ فَاِنَّ وَرَاءَکُمْ

اَیَّامَ الصَّبْرِ فَمَنْ صَبَرَ فِیْهِنَّ کَانَ کَمَنْ قَبَضَ عَلَی الْجَمْرِ لِلْعَامِلِ فِیْهِنَّ اَجْرُ خَمْسِیْنَ رَجُلًا یَّعْمَلُوْنَ

مِثْلَ عَمَلِهٖ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَجْرُ خَمْسِیْنَ مِنْهُمْ قَالَ اَجْرُ خَمْسِیْنَ مِنْکُمْ رواہ الترمذی وابن

ماجۃ ✤ روایت ہے ابی ثعلبہ رض سے تفسیر مین اس آیت کی علیکم انفسکم سو

کہا ابی ثعلبہ رض نے سن رکھو قسم خدا کی مقرر مین نے پوچھا ہے اس آیت

کے پیغمبر خدا کو لیا چھوڑ دین ہم اس آیت کے لحاظ سے امر معروف اور نہی
منکر کرنا ؛ فرمایا حضرت نے نہین چھوڑو بلکہ لوگونکو اچھی باتین بتاو اور بری باتونسے
باز رکھو یہان تک کہ دیکھے تو لسے سُننے والے بخل کی صفت کو آدمیون مین کہ
اوسکے تابعداری کی جاتی ہے اور دیکھے تو خواہش نفس کو کہ اوسکی پیروی کی
جاتی ہے ؛ اور دیکھے تو دنیا کو کہ اختیار کی جاتی ہے آخرت پر اور دیکھے تو
اچھا جاننا اور بہتر سمجھنے ہر ایک سمجھ والے کو اپنی سمجھ اور اپنا مذہب اور رجوع نکرنا
عالمونکی طرف ؛ بلکہ آپ ہی فتویٰ اپنی خاطر خواہ اور اپنی سمجھ کے موافق دینا ؛
اور دیکھے تو ایسے کام کو کہ جس سے تو ایک نہین ہو سکتا یعنے ایسا کوئی کام
برا لوگون مین رواج پایا ہو کہ اگر تو لوگون مین رہنا اختیار کرے تو بے اختیار
تیری طبیعت اودھر رجوع کرے اور اوس مین جا پڑے ؛ یا مطلب یہ ہے کہ
ایک کام ضروری تجھے درپیش ہو کہ جسکی تجکو احتیاج ہے اور اوسکو چھوڑنا مشکل
ہے سو اگر امر نہی لوگون کو کرے تو اوسمین خلل واقع ہوتا ہے ؛ یا مراد یہ ہے
کہ تجکو کچھ چارہ اور اختیار اوس پر نہو یعنے تو لوگون کو منع نکر سکتا ہو ؛ پس ان
باتون پر لحاظ کرکے اپنے تئین سنبھال ؛ اور بچار کہہ آپ کو بُرے کامون سے
اور چھوڑ دے عوام لوگونکو اور الگ ہو جا اونسے اور اونکے کامونکی پکڑ نکر ؛ کیونکہ
مقرر آخری زمانے مین ایسے دن تمہارے سامنے آنے والے ہین کہ جس مین
تمکو صبر کرنا چاہیے ؛ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ؛ پھر جسنے صبر کیا اون دنون مین

گویا اوسنے آگ کی چنگاریان ہاتہہ مین لین ؛ ایسے وقت مین شریعت کے حکم پر چلنے والے کو پچاس آدمیون کے برابر ثواب ملیگا جو اوسکے عمل کے برابر عمل کرتے ہین اور اس آفت مین پہنسے نہین اور اس زمانے مین نہین ہین ؛ عرض کیا صحابہ نے یارسول اللہ اُس شخص کو کیا ثواب ملیگا پچاس آدمیون کا جو اونمین سے ہین ؛ فرمایا نہین بلکہ پچاس آدمیونکا ثواب جو تم مین سے ہین روایت کیا اس حدیث کو ترمذی اور ابن ماجہ نے ؛ یہ عبارت فارسی شرح سے شیخ عبدالحق دہلوی کی ترجمہ کیا گیا ہے ؛ اور چوتھی جلد شرح فارسی مشکوۃ کی باب اشراط الساعۃ مین ۳۳۵ صفحہ کے درمیان یہ حدیث ہے عن جابر ابن سمرۃ رض قال سمعت النبی صلعم ان بین یدی الساعۃ کذابین فاحذروہم روایت ہے جابر رض سے کہا سنا مین نے نبی کو کہ فرماتے تہے مقرر پیدا ہونگے قیامت کے قریب جہوٹے لوگ سو بچو تم اونکی برائیونسے ؛ اور مراد جہوٹون سے یا وے لوگ ہین جو حدیثین نئی نکالتے ہین اور بناتے ہین یا وے لوگ ہین جو دعوی پیغمبری کا کرتے ہین یا وے لوگ ہین جو نئی باتین دین مین ظاہر کرتے ہین اور اپنی خواہش اور برے اعتقاد کو اصحابو نسے اور اگلی بزرگون سے نسبت دیکر اپنے دلمین گمان کرتے ہین کہ راہ حق اور سنت کا طریق یہی ہے اللہ پناہ مین رکہے ہمکو ایسون سے ؛ یہ ترجمہ ہے شیخ عبدالحق دہلوی کی فارسی شرح مشکوۃ کا ؛ اور پہلی جلد باب الاعتصام مین ہے ؛ عن ابی

هریرۃ رض قال قال رسول اللّٰہ یکون فی آخر الزمان دجالون کذابون یاتونکم

من الاحادیث بما لم تسمعوا انتم ولا اباؤکم فایاکم وایاہم لایضلونکم ولایفتنونکم رواہ مسلم

روایت ہے ابو ہریرہ رض سے کہا فرمایا رسول اللہ نے ہونگے آخری زمانے

مین فریب کرنے والے جھوٹے یعنے ایک گروہ ہونگے کہ وے اپنے تئین مکر اور

فریب سے عالمون اور بزرگون اور نیک کارون اور واعظون کی صورت بناکر

لوگون مین ظاہر ہون گے تاکہ اپنے جھوٹھ کو ملک مین پھیلاوین ؛ اور لوگونکو جھوٹے

مذہب اور بری سمجھ کیطرف بلاوین ؛ اور لاتے ہین تمہارے پاس حدیثین کہ

نہ تم نے سنی اونہین نہ تمہارے باپ دادانے اور مراد اون حدیثون سے

یا حدیثین پیغمبر خدا صلعم کی ہین یا عام ہے دوسری آدمیون کی کہی باتونکو سو دور

رکھو تم آپکو اون سے اور دور رکھو اُنکو آپ سے ؛ اس لیے کہ کہین گمراہ نکردین تمکو

اور فتنہ و فساد مین نہ ڈالدین تمکو مراد اس سے یہ ہے کہ دین کے مسائل سیکھنے مین

خوب احتیاط کرو ؛ اور نئے مذہب والون سے اور جن باتون پر اگلے اچھے سب

مسلمان نہون اوسے نسے الگ رہو ؛ خصوصا اون لوگون سے جو آدمیون کو ہدایت

کرتے سے کے فریب سے اپنی طرف جھکاتے ہین مثلا سنت کے بہانے سے برے

طریقے کی طرف دعوت کرتے ہین ؛ مثنوی مولوی روم قدس سرہ ؛ نظم ؛

چون بسی ابلیس آدم روی ہست ۔ پس بہر دستے نباید داد دست

حرف درویشان بدزدد مرد دون ۔ تا بخواند بر غریبے زان فسون

اللہ صیاد اور دبانگ تکفیر ؛ تا فریبد مرغ را ان مرغ گیر ؛

یہ ترجمہ فارسی شرح مشکوۃ کا ہے ؛ اور مشکوۃ کے کتاب العلم مین ہے عن

علی رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم یُوْشِکُ اَنْ یَاْتِیَ عَلَی النَّاسِ

زَمَانٌ لَا یَبْقٰی مِنَ الْاِسْلَامِ اِلَّا اسْمُہٗ وَلَا یَبْقٰی مِنَ الْقُرْاٰنِ اِلَّا رَسْمُہٗ مَسَاجِدُہُمْ عَامِرَۃٌ وَ

ہِیَ خَرَابٌ مِنَ الْہُدٰی عُلَمَاءُہُمْ شَرٌّ مِنْ تَحْتِ اَدِیْمِ السَّمَاءِ مِنْ عِنْدِہِمْ تَخْرُجُ الْفِتْنَۃُ

وَفِیْہِمْ تَعُوْدُ رواہ البیہقی یعنے قریب ہے کہ آویگا آدمیون پر ایک زمانہ کہ باقی

نہین رہیگا اسلام سے مگر نام اوسکا اور باقی نہین رہیگا قرآن سے مگر لفظ او

خط اوسکا ؛ مسجدین انکی ظاہر مین آباد ہونگی لیکن ویران ہونگی ہدایت سے

عالم سب اونکے بدتر ہونگے اونسے جو آسمان کے نیچے ہین ؛ فتنہ دین کا اونسے

نکلے گا اور پھر اونہین کی طرف پھریگا ؛ اور مشکوۃ فارسی کی چوتھی جلد باب اشراط

الساعۃ کے ۳۴ صفحہ مین ہے وعن ابی ہریرۃ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی

اللہ علیہ وسلم اِذَا اتُّخِذَ الْفَیْءُ دُوَلًا وَالْاَمَانَۃُ مَغْنَمًا وَالزَّکٰوۃُ مَغْرَمًا وَتُعُلِّمَ لِغَیْرِ الدِّیْنِ وَ

اَطَاعَ الرَّجُلُ امْرَاَتَہٗ وَعَقَّ اُمَّہٗ وَاَدْنٰی صَدِیْقَہٗ وَاَقْصٰی اَبَاہُ وَظَہَرَتِ الْاَصْوَاتُ

فِی الْمَسَاجِدِ وَسَادَ الْقَبِیْلَۃَ فَاسِقُہُمْ وَکَانَ زَعِیْمُ الْقَوْمِ اَرْذَلَہُمْ وَاُکْرِمَ الرَّجُلُ مَخَافَۃَ شَرِّہٖ

وَظَہَرَتِ الْقَیْنَاتُ وَالْمَعَازِفُ وَشُرِبَتِ الْخُمُوْرُ وَلَعَنَ اٰخِرُ ہٰذِہِ الْاُمَّۃِ اَوَّلَہَا فَارْتَقِبُوْا

عِنْدَ ذٰلِکَ رِیْحًا حَمْرَاءَ وَزَلْزَلَۃً وَخَسْفًا وَمَسْخًا وَقَذْفًا وَاٰیَاتٍ تَتَابَعُ کَنِظَامٍ قُطِعَ سِلْکُہٗ

فَتَتَابَعَ رواہ الترمذی روایت ہے ابوہریرہ رض سے کہا فرمایا رسول اللہ

نے کہ جب ٹھرالیوین لوٹ کے مال کو دولت یعنے دولتمند اور منصب والے
لوگ لوٹ کے مال کو کہ شرع کے حکم سے تمام غازیونکا حق اوسمین متعلق ہے
اپنے قابو مین لیکر آپسمین حصہ کرلیوین اور غریب ور مستحق کو اوس سے محروم
رکھین اور سمجھا جاوے امانت کو غنیمت یعنے جو چیز امانت رکھی جاوے کسی
کے پاس اوسمین خیانت کرین ؛ اور اوسکو بجاے لوٹ کے مال کے جو کافرون
سے ہاتھ لگتا ہے اپنا حق سمجھین اور سمجھا جاوے زکوٰۃ کو ڈانڑ یعنے زکوٰۃ کے
دینے سے لوگون پر اسقدر سختی گذرے گویا ظلم سے اور ڈانڑ باندھ سے اون
کے پاس سے مال لیا جاتا ہے ؛ اور سیکھا نجاوے علم دین کے واسطے اور
شریعت کے حکمونکے پھیلانے کے اور اللہ تعالیٰ کی جناب مین نزدیکی حاصل
کرنے کے لیے بلکہ دنیا سمیٹنے کو اور عزت اور نام بڑھانے کو اور دنیا کے سردارون
سے ملاپ کرنے کو ؛ اور تابعداری کرے مرد اپنی عورت کی ایسی بات مین
جسمین دین کی مصلحت نہو اور نہ اللہ تعالیٰ کے فرمودہ کے موافق اور دکھ دیوے
آدمی بے وجہ شرعی کے اپنی ماکو اور ملاپ رکھے اپنے آشنا سے اور کنارہ پکڑے
اپنے باپ سے اور ظاہر ہوویں آوازین اور بیہودہ باتین مسجدونمین جیسا اس
زمانے مین رائج ہوا ہے اور سردار بنے اپنے گروہ کا وہ شخص جو اونمین بدکار ہووے
اور کارباری اور معتمد بنے اپنی قومکا کہ سب لوگ اپنے کامونمین اوسکی طرف
حاجت لیجاوین جو اونمین کمینہ ہو ؛ اور بزرگی اور تعظیم کی جاوے کسی آدمی کی

اوسکی برائی کے ڈر سے ؛ مثلاً ایک ظالم بدکار حکومت پاوے اور غالب
ہو جاوے پہر لوگ لاچار ہوکر ڈر سے اوسکی تعظیم کرین اور اوسکی تابعداری
بجالاوین اور علانیہ پڑی پہرین لوگون مین گانے والی عورتین اور اونکین
ملجاوین ؛ اور ظاہر ہوون بجانیکی چیزین جیسے ڈہولک طنبور ستارہ وغیرہ اور
پی جاوے شراب و نشہ کی چیزین اور لعنت کرین اس امت کے پچہلے لوگ
اگلون پر یعنی پچہلے اگلون پر طعن کرین اور انکو بدکہین اور کلمہ حقارت کا کہین
اور اونکی پیروی سے انکار کرین اور اونکی تقلید کو برا جانین اور اسکو عار سمجہین
جب ایسا کیا تو گویا اون پر لعنت بہیجی جیسا سنی مذہب اے اماموںکو اور رافضی
لوگ اصحاب رسول اللہ اور اونکے بعد کے لوگون پر لعنت کرتے ہین اور اونکو
برا جانتے ہین سو منتظر رہو تم جب یہ باتین ظاہر ہووین سرخ ہوا کے اور
زمین مین زلزلہ ہونے کے اور اوسکی دہس جانے کے اور آدمیونکی صورت
بدل جانے کے دوسری بری صورت سے اور پتہر گرنے کے آسمان سے
اور قیامت کی علامتونکے کہ ایک پر ایک ظاہر ہو نگی جس طرح جواہر کا ہار جو
گوندہا ہوا ہے اور پہر ٹوٹ گیا اور جواہر اوسکے گرنے لگے ایک کے بعد ایک
روایت کیا اوسکو ترمذی نے ؛ سولہوان سوال اگر کوئی شخص مسائل شرعیہ
مین حنفیون کے ساتہ جدال کرے مثلاً وہ روایت فقہ کی رد مین کوئی حدیث
لاوے تب اوسکو جواب مین کہا جاوے کہ وہ حدیث ضعیف ہے فلانی محدث

نے اوسکو ضعیف کہا ہے تو کہے کہ پیغمبر خدا کا قول بہی کہین ضعیف ہوتا ہے
پہر جب اوسکے جواب مین کہا جاوے کہ حدیث ضعیف اوسکو کہتے ہین کہ جسکے
راوی مین کچہ خلل ہو اور اگر یقین ہو کہ یہ کلام فی الحقیقت پیغمبر خدا علیہ السلام کا ہی
تو پہر ضعیف ہونا اوسکا محال ہے نعوذ باللہ من ذالک تو پہر وہ کبہی چپ رہے کبہی
اس بات کو چہوڑکر دوسرا مسلہ ذکر کرے کبہی اور کچہ بات درمیان مین لاکر شور غل
مچاوے کبہی اوس محدث پر طعن تشنیع کرے اور اسی طرح سے جب فقہ کی روایت
سی کہا جاوی کہ آمین شور سی کہنا اور رفع یدین کرنا رکوع کا ارادہ کے وقت مثلا مکروہ ہی تب کہے
کہ پیغمبر خدا کا فعل بہی مکروہ ہوتا ہی اگر وہ مکروہ ہی تو پیغمبر خدا نے بہی مکروہ کام کیا تہا تو ہم بہی کیا کرینگے
پہر جب اوسکے جواب مین کہا جاوے کہ یہ مکروہ ہمارے حق مین ہے اسواسطے
کہ آمین آہستہ کہنا سنت موکدہ ہے تو پہر شور کرکے کہنے مین وہ سنت موکدہ ترک
ہوتی ہے اس لیے ہمارے حق مین مکروہ ہوگیا ؛ اور ایسا ہی ارسال یعنے رکوع
کے ارادے کے وقت ہاتہہ نیچے کو ڈالنا سنت موکدہ ہے تو پہر اوپر کو ہاتہہ اوٹہانے
سے وہ سنت موکدہ چہوٹتی ہے اسواسطے ہمارے حق مین مکروہ ہوا ؛ پہر وہ اس
جواب کے سننے کے بعد اوسی طرح کی حرکات کرے اور اوسکے جواب مین کچہ
غور نکرے ؛ اور اسی طرح سے جب اوسکو کہا جاوے کہ آمین شور سے کہنا اور رفع
یدین کرنا منسوخ ہے تو کہے کہ اگر منسوخ ہوتا تو امام شافعی رح کیون عمل کرتے
تب اوسکے جواب مین کہا جاوے کہ منسوخیت اسکی امام ابو حنیفہ کی تحقیق کی

روسے ثابت ہے اگر یہ منسوخیت امام شافعی رح کو معلوم نہوئی اور حدیث
ناسخ اونکو نہ پہنچی تو اسمین کچہ خلل نہین ؛ امام شافعی رح کچہ عالم الغیب نہ تہے
کہ سب حدیثیں اور سب احکام شرع کے انکو معلوم ہوتے ؛ اور اسی کے زعم
کے موافق کہا جاوے کہ رفع یدین اگر سنت ہوتا تو کیا امام اعظم عمل نکرتے باوجود
اس بات کے کہ زمانہ امام اعظم کا بہت قریب تہا حضرت کے زمانے سے اور
تحقیق اونکی سب سے زیادہ تہی اگر سنت ہوتا تو اونکو معلوم نہوتا تو پہر جو جواب تمہارا
ہے وہی جواب ہمارا ہے ؛ پہر اس جواب کے بعد بہی سابق کی طرح سے واہی
تباہی باتین کیے ؛ اور اسی طرح سے جب کوئی مسئلہ فقہ کے خلاف لوگوں پر
ظاہر کرے تب وسکو کہا جاوے کہ یہ مسئلہ فقہ کی کتاب کے خلاف ہے تو کہے
کہ فقہ کی کتاب کے مسئلہ پر کیا اعتماد اسکو تو آدمی نے بنایا ہے اس مسئلہ کو
حدیث مین دکہلاو ؛ تب اسکو جواب دیا جاوے کہ اس مسئلہ کی دلیل یہ حدیث
فلانی فقہ کی کتاب مین ہے تو کہے کہ فقہ کی حدیث پر کیا اعتماد ہے اسکو تو فقہا
نے لکہا ہے حدیث کی کتاب مین بتلاؤ جسکو محدثون نے جمع کیا ہے ؛ پہر جب
کہا جاوے کہ یہ حدیث طحاوی یا طبرانی یا رزین یا مستدرک یا موطا محمد یا مسند
امام ابو حنیفہ مین ہے تب یون کہے کہ ہم ان سب کو نہین مانتے ہین وہ
حدیث صحاح ستہ مین دکہلاؤ ؛ پہر جب اسکو بتایا جاوے کہ وہ حدیث ترمذی
مین منقول ہے تب کہے کہ وہ حدیث ضعیف ہے اوسکو تو ابو داؤد نے ضعیف کہا ہے

پہر جب وسکے جواب مین یون کہا جاوے کہ اس حدیث کو مجتہدون نے اور
بہت سے فقہانے صحیح غیر منسوخ کہا ہے پہر ایک محدث کا اوسکو ضعیف کہنا
اون سب مجتہدون اور فقہا کے مقابل مین کچہ اعتبار نہین رکہتا پہر وہ شخص
یہ جواب سنکر بہی سابق کیطرح لایعنی بے معنی بکتا ہے ٭ تو اب علما سے سوال
کیا جاتا ہے کہ یہ جواب کہ اوس شخص کے سوالات مین لکہے گئے ہین صحیح ہین یا نہ
نہین ٭ اور جو کوئی اسطرح کے سوالات بیجا کرے اور اوسکے یہ جواب جو سابق
سب مذکور ہوے نہ سنے اور اپنی جدال ورنزاع سے باز نآوے اور اپنی ضد
اور ہٹ پر اڑا ہے اور اس حدیث کو جسکو امام اعظم نے اور ہزارون فقہانے
صحیح اور غیر منسوخ کہا ہے نہ مانے اور اونکی تحقیقات پر اعتماد نکرے اور فقہ کی کتابونکو
نہ مانے اور فقہاے محدثین کے جمع کرنے پر اعتماد نکرے بلکہ کلمہ حقارت کا کہے
اور اس حدیث قوی کے مقابل مین دوسرے محدث کی کتاب سے کہ جسکا حال
اوپر کے صفحہ مین مذکور ہوا خلاف پر دلیل لاوے اور اونکے مقلدونکو اونکی
پیروی سے باز رکہے اور بیچارے عوام کو شک مین ڈالے بلکہ مذہب حنفی سے
بد اعتماد کرواوے اور امام اعظم کی تقلید سے چہڑواوے اور اس اسطرح کے
بے معنی شبہہ اور بیجا اعتراض کہ اوپر کے صفحون مین مذکور ہوچکا جاہلون کے
سامنے بیان کرے اور انکو سکہلاوے اور جواب وسکا نہ مانے ٭ تو وہ گروہ
دین مین جدال اور خصومت ڈالنے والا اور ضلال اور خود گمراہ اور لوگون کو گمراہ

بنانے والا ہے یا نہین ؛ جواب وے سب جوابات کہ اس شخص کے سوالات

مین دیے گے ہین سب درست اور راست بے کم وکاست ہین ان سب

جوابون کی صحت وحقیت مین کچھ شک اور شبہہ نہین ہے اور ایسا شخص جس کا

احوال سوال مین مذکور ہوا ظاہر حال اور قال سے او سکے اور اللہ تعالی اعلم

حقیقت حال سے او سکے بیشک اہل خصومت و رجدال و رضلال اور خود گمراہ

ہے اور لوگونکو گمراہ بنانے والا ؛ اور حدیثون سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ

وہ شخص جدالی مثل مشرکین کے اہل جدال سے ہے ؛ اور آیۃ شریف ما ضربوہ

لک الا جدلا بل ہم قوم خصمون کے مورد کی جنس مین داخل ہے جیسا کہ شرح مشکوۃ

کی اول جلد باب الاعتصام ۱۱۸ صفحہ مین لکھا ہے ؛ وعن ابی امامۃ رض

قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم مَا ضَلَّ قَوْمٌ بَعْدَ ہُدًی کَانُوْا عَلَیْہِ اِلَّا اُوْتُوا الْجَدَلَ ثُمَّ قَرَأَ

رَسُوْلُ اللّٰہِ ہٰذِہِ الْاٰیَۃَ مَا ضَرَبُوْہُ لَکَ اِلَّا جَدَلًا بَلْ ہُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ رواہ احمد والترمذی

وَابْنُ مَاجَۃَ ؛ روایت ہے ابو امامہ رض سے کہا فرمایا رسول ؐ نے گمراہ نہوئی

کوئی قوم بعد راہ پانیکے کہ جسپر وہ تہی مگر جب کہ دی گئی انکو جدل اور جدل کے

معنے دشمنی اور لڑائی اور جھگڑا اور پیچھے اپنے طریق کی جس سے مشہور اور جاری

کرین جھوٹے مذہب کو اور گراوین سچی بنیاد کو ؛ پھر پڑھی حضرت ؐ نے یہ آیت

ما ضربوہ اخر تک ؛ اس آیت کے نازل ہونیکا سبب یہ ہے کہ جب فرمایا اللہ

تعالی نے ؛ اِنَّکُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ حَصَبُ جَہَنَّمَ ؛ مقرر تم اور سوائے

اللہ کے جس چیز کو تم پوجتے ہو سب ہتہر ہین جہنم کی شرک کرنیوالے خوش
ہوے اور دہوم مچائی اور کہنے لگے کہ ہمارے بت کچہ عیسی ع م سے بہتر نہین
ہین اور عیسی ع م جو معبود نصارا کے ہین اگر اس آیت کے حکم سے دوزخ
مین جاوینگے تو ہم راضی ہین کہ ہمارے معبود بہی اونکے ساتہ رہین ؛ اس مقام
مین فرمایا ہے کہ مَا ضَرَبُوۡهُ لَكَ اِلَّا جَدَلًا بَلۡ هُمۡ قَوۡمٌ خَصِمُوۡنَ یعنے یہ بحث جو کافرون
نے تیرے ساتہ کی ہے نہین کی انہون نے مگر جہگڑے اور ضد اور شرارت
کی رو سے ؛ کیونکہ لفظ ما تعبدون کا عیسی ع م کو شامل نہین ہو سکتا اس لیے
کہ کلمہ ما کا عقل والون کے لیے نہین ہے چیز کی معنی مین مقرر ہے جسکے معنی
جو چیز اور کلمہ من کا عقل والون کے لیے مقرر ہے جسکے معنی جو شخص اور
یے لوگ جانتے ہین کہ عرب کی لغت مین اسی طرح پر آیا ہے باوجود اسکے صرف
ضد اور شرارت سے اور اپنے طریق کی پچہہ کرکے یون کہتے ہین ؛ اور روایت
ہے کہ ابن زبعری نے یہ بحث کی تہی ؛ حضرت نے فرمایا اوسکو کہ افسوس ہے
تیری بوجہہ پر کیا اچہا ناوان ہے تو اپنی قوم کی زبان سے ستر ہوان سؤال
اگر کوئی حدیث کہ جسپر عمل حضرت امام اعظم کا ہو اور اونکے بعد ہزارون محدثین
اور فقہا اور علما نے اُس حدیث کو صحیح غیر منسوخ کہا ہو اور اوسی کے موافق
عمل کرتے چلے آے ہون اور فقہ کی کتاب مین بہی مندرج ہو پہر اوسی حدیث
کو اور کسی محدث نے جو امام کا مقلد نہ ضعیف کہا ہو یا دوسری حدیث اوسکی

خلاف کسی حدیث کی کتاب مین ہے تو اوس حدیث مین کچہ شبہہ یا خلل
ہوگا یا نہین ؛ اور اس حدیث کے موافق عمل کرنے مین کچہ نقصان ہے یا
نہین ؛ الجواب اس باتکا جواب موقوف ہے اس بات کے جاننے پر کہ پہلے
درمیان مجتہد اور فقیہ اور محدث کے فرق جانے اور وہ فرق یہ ہے ؛ کہ مجتہد
کا مرتبہ بلکہ فقیہ کا رتبہ زیادہ ہے اس سے جو صرف محدث ہے اسواسطے کہ
مجتہد وہ شخص ہے جو سب آیات احکامی کو اور اوسکے معانی اور تفاسیر اور تاویلات
اور شان نزولات اور تمام اقسام اوس کے جیسا اصول کی کتابون مین مفصل
لکہا ہے خوب یاد رکہتا ہو ؛ اور سب احادیث احکامی اور اس کی سند کو اور
سب راویون کے احوال کو اور معانی اور مرادات اور تاویلات کو اچہی طرح
تحقیقات کیا ہو جیسا کہ جواب مین سوال عمل بالحدیث کے بطور مثال کے چند
امور مذکور ہونگے ؛ اور سب اقسام احادیث احکامی کے جیسا کہ شروح مین
کتب احادیث کے مذکور ہے ہر حدیث کو مفصلاً جانتا ہو اور اوسے یاد ہو ؛
اور سب احکام اجماعی کو بہی یاد رکہتا ہو ؛ اور قوت تمام اور استعداد کمال احکام
قیاسی کے نکالنے کی بہی رکہتا ہو ؛ اور فقیہ اوسکو کہتے ہین کہ احکام شرعی عملی
کو اونکی دلیل کے ساتہ جانتا ہو یعنی ہر مسئلہ کو اوسکی دلیل سے قرآن یا
حدیث یا اجماع یا قیاس سے جانتا ہو ؛ اور ہر ایک دلیل کی معنی اور مراد اور
تاویل کو خوب تحقیق کیا ہو ؛ اور محدث وہ شخص ہے کہ صرف احادیث کی

عبارت کو جیسا سنا جمع کیا ہو معنی اور مراد اور محل اور تاویل اوسکی جانتا ہو

یا نہین اور احکام عملی کو دلیلون سے جانے یا نجانے جیسا کہ بہت سے

محدثو نکا یہی حال تہا * پہر جب کسی مجتہد اور فقیہ نے جس حدیث کو صحیح کہا ہو تو اوسے

کسی محدث کا اوسکو ضعیف کہنا کچھ معتبر نہین ہے * خصوصاً جیسے مجتہد امام اعظم رح

جنکا زمانہ حضرت پیغمبر خدا علیہ السلام کے زمانے سے بہت نزدیک تہا اور وے

تابعین مین سے تہے * بہت سی حدیثین اونہون نے صحابی سے سنین تہین

اور بہت سی تابعین سے * جیسا کہ درمختار کے خطبے مین ہے سو اونہون نے

جس حدیث کو صحیح غیر منسوخ کہا ہے اور بعد اونکے ہزارون فقیہون نے بہی جو

اس حدیث کو تحقیق کیا تو جیسا امام اعظم رح نے فرمایا تہا ویسا ہی پایا تب

اونہون نے بہی اپنی کتابون مین اوسکو درج کیا اور فقہ کی مسئلہ پر اوس حدیث سے

دلیل لائے تو اب اس حدیث کی صحیح غیر منسوخ ہونیمین کسیطرح کا شک شبہہ نہین رہا

پہر اونکے بعد کوئی ایسے محدث جو امام سے بہت پیچہے تہے اور درمیان اونکے

اور حضرت پیغمبر خدا علیہ السلام کے آٹہ آٹہ دس دس واسطے راویون کے بلکہ

زیادہ گذرے اور اونکا مرتبہ اجتہاد کا جیسا امام اعظم کا تہا نتہا بلکہ قریب بہی نتہا

بلکہ اونکو فقاہت مین بہی ویسا کمال نہ تہا جیسا کہ فقہائے حنفی کو علم فقہ مین تبحر تہا

اگر اونہون نے اپنے مذہب کی رعایت کی راہ سے یا تعصب کی رو سے

یا اپنی تحقیقات کے لحاظ سے یعنی جن راویون کے وسیلے سے اونکو وہ حدیث

ہوچکی وہ لوگ اونکے نزدیک معتبر تھے اگر اوس حدیث کو ضعیف کہا تو ایسے شخص کا ضعیف

کہنا امام اعظم اور ہزاروں فقہا کے صحیح کہنے کے مقابل مین اونکے مقلد

کے حق مین بلکہ ہر منصف کے نزدیک ہرگز قابل اعتماد کے اور لائق اعتبار کے

نہین ہے + اور دوسری بات یہ ہے کہ جو حدیث فقہ کی معتبر کتاب مین ہے

عمل کے باب مین زیادہ معتبر ہے اوس حدیث سے کہ کتاب حدیث مین ہے اسواسطے

کہ فقہا نے التزام کیا ہے کہ جو حدیث صحیح اور غیر منسوخ ہے فقط اوسی کو فقہ کی کتاب

مین درج کر کے ہر مسلہ پر دلیل لائے ہین + اور جو حدیث ضعیف ہے اوسکو

اکثر تصریح کر دیا ہے کہ فلانی حدیث ضعیف ہے + اور اگر کوئی حدیث ماول ہے

تو اوسکی تاویل کو دلیل کے ساتھ بیان کیا ہے اور اگر منسوخ ہے تو اوسکی منسوخیت

کی وجہ کو لکھا ہے + برخلاف محدثون کے کہ اونہون نے صرف اسی بات کا التزام

کیا ہے کہ جو حدیث کسی معتبر سے سنا اوسکو اپنی کتاب مین جمع کیا پہر وہ اور کسی طرح

سے ضعیف ہو یا ماول ہو یا منسوخ ہو یا نہو + جیسا کہ چہ کتابین حدیث کی کہ صحاح

ستہ کر کے مشہور ہین اونمین ان تینون قسم کی حدیثین بہری ہوئی ہین + چنانچہ شیخ

عبد الحق دہلوی نے شرح مشکوٰۃ فارسی کے مقدمے مین لکھہ دیا ہے جسکا

خلاصہ یہ ہے + اور امام ہمام نے فتح القدیر مین پکار کر بسم اللہ پڑہنے کے

مسلہ مین لکھا ہے + پہر کوئی ایسی حدیث کہ جسپر امام اعظم مجتہد مقدم کا اور بہت

سے مجتہدون اور محدثون اور فقہا اور فضلا کا عمل ہو اور اون سبہون

نے بالاتفاق اسکو صحیح غیر منسوخ لکھا ہو اور فقہ کی کتاب مین بہی وہ مندرج ہو اگر اور
کوئی محدث اوسکو ضعیف کہے یا دوسری حدیث اسکے مخالف کسی حدیث کی کتاب
مین ملے تو حنفی کے حق مین بلکہ ہر منصف کے نزدیک اوس حدیث سابق مین
کچہ خلل واقع نہوگا اور اوسکے موافق عمل کرنے مین ہرگز نقصان نہین ہے ۔ ۴۳ اٹھارواں
سوال اگر کوئی اصلا رعایت مذہب حنفی کی نکرے مثلا لہو یا پیپ کسی پہوڑے سے
نکلنے مین جو ابوحنیفہ رح کے مذہب مین ناقض وضو ہی وضو نکرے یا کہ کسی مذہب
کی رعایت نکرے مثلاً فوکرکے چہونے سے بہی جو شافعی رح کے مذہب
مین وضو کا ناقض ہے وضو نکرے ۔ بلکہ اگرچہ ایک وقت مین یہ دونون
واقع ہون ہرگز وضو نکرے ۔ حاصل یہ ہے کہ جو مذہب حنفی مین نماز کا مبطل ہو اوسکو
کبہی کرے اور جو فرض ہو اوسکو کبہی نکرے ۔ اور علماے حنفی سے بغض
اور عداوت رکہے اور جو کوئی ابوحنیفہ رح کا مقلد ہو اوس سے نفرت رکہے
سو ایسے کے پیچہے نماز مین اقتدا جائز ہے یا نہین ۔ جواب ایسے کے پیچہے
ہرگز نماز درست نہین ہے ۔ درمختار فقہ کی کتاب جو بہت معتبر ہے اور حرمین
شریفین مین اوسکا درس ہوتا ہے اور وہان کے علما کا اوسپر بہت اعتماد اور عمل ہے اوس
مین لکہا ہے ۔ ومخالف کالشافعی ان تیقن المراعاۃ لم یکرہ او عدمہا لم یصح وان شک
کرہ یعنے جو کوئی حنفی مذہب کا مخالف ہو مثلاً شافعی تو اوسکے تین حال ہین ۔
اگر یقین ہو کہ وہ حنفی مذہب کی رعایت کرتا ہے یعنے مثلاً

چو چیز کہ حنفی مذہب مین اوسکے ساتہ نماز جائز نہین ہے اوس سے وہ شخص
احتراز کرتا ہے تو اوسکے پیچھے نماز مکروہ نہین + جیسا کہ مکہ معظمہ مین امام شافعی
المذہب رعایت کرتے ہین اور اگر معلوم ہو کہ وہ رعایت نہین کرتا تو اوسکی
اقتدا درست نہین اور اگر اوسکے حال مین شک ہو یعنے ایسے شخص کا حال
معلوم نہو کہ رعایت کرتا ہے یا نہین تو ایسے کے پیچھے نماز مکروہ ہے پہر جب
معلوم ہوا کہ جو شافعی مذہب کہ ہماری مذہب کی رعایت نکرے اوسکی اقتدا
درست نہین تو جو شخص کہ کسی مذہب کی رعایت نکرے تو بے شبہہ اوسکی
اقتدا کسی طرح سے ہرگز درست نہو ویگی + اور فتاوی عالمگیری مین کہ
تمام علمای ہندوستان کے نزدیک وہ بہت معتمد اور معتبر ہے لکہا ہے اَمَّا
الْاِقْتِدَاءُ بِالشَّافِعِیِّ قَالُوْا لَا بَاْسَ بِہٖ اِذَا لَمْ یَکُنْ مُتَعَصِّبًا اور جامع الرموز مین ہے
لا باس بہ اذا لم یتعصب ای لم یبغض للحنفی یعنے شافعی المذہب کے پیچھے اقتدا
مضائقہ نہین اگر متعصب نہو یعنے حنفی لوگون سے بغض نرکہتا ہو + پہر جب کہ کوئی
شخص شافعی المذہب کہ حنفی سے بغض رکہتا ہو تو اوسکی اقتدا درست نہین
ہے تو پہر ایسا شخص کہ علماے حنفی سے بغض اور نفرت رکہے ہرگز اوسکی
اقتدا درست نہین ہے بلکہ نماز باطل ہے + اور بحر الرائق مین ہے وَاَمَّا الصَّلٰوۃُ
خَلْفَ الشَّافِعِیَّۃِ فَحَاصِلُ مَا فِی الْمُجْتَبٰی اَنَّہٗ اِذَا کَانَ مُرَاعِیًا لِلشَّرَائِطِ وَالْاَرْکَانِ
عِنْدَنَا فَالْاِقْتِدَاءُ صَحِیْحٌ وَاِلَّا فَلَا یَصِحُّ لَا خُصُوْصِیَّۃَ لِلشَّافِعِیَّۃِ بَلِ الصَّلٰوۃُ خَلْفَ کُلِّ مُخَالِفٍ

للمذہب کذلک کوئی شخص شافعی المذہب اگر رعایت کرتا ہو ان سب شرطون اور رکنون کی جو ہمارے مذہب مین ہے تو اوسکی اقتدا صحیح ہے؛ اور اگر رعایت نکرتا ہو تو اوسکی اقتدا صحیح نہین ہے؛ اور یہ حکم شافعیہ کے حق مین خاص نہین ہے بلکہ اسی طرح سے جو شخص کہ حنفی مذہب کا مخالف ہو اوسکی اقتدا کا یہی حکم ہے اور مولانا عبد العزیز مرحوم نے راہ نجات کے ۲۱ صفحہ مین لکھا ہے کہ جس شخص کے مذہب مین خلل ہو اوسکے پیچھے نماز جائز نہین؛ اکیسوان سوال سوائے صحاح ستہ کے اور کتابین حدیث کی مثل رزین اور طحاوی اور مسند امام ابو حنیفہ اور موطائے امام محمد اور مستدرک حاکم اور بیہقی اور طبرانی وغیرہ علمائے سنت وجماعت اور محدثین کے نزدیک معتبر ہین یا نہین؛ اور صحاح ستہ مین حدیثین ضعیف اور معلول بھی ہین یا نہین؛ جواب اولا جاننا چاہیے کہ حضرت پیغمبر خدا نے قران کو لکھنے اور جمع کرنے کو فرمایا تھا پھر بہت سے اصحاب نے اپنی سمجھ اور یاد کے موافق قرآن شریف کو جمع کیا تھا لیکن ترتیب اور تقدیم وتاخیر مین اختلاف تھا؛ پھر بعد حضرت کے سب اصحاب نے اتفاق کر کے ایک طور پر مقرر کیا؛ اس سبب سے کلام الہی ایک جگہ جمع ہوا اور اوسمین اختلاف نہ پڑا؛ بخلاف احادیث کے کہ حضرت نبی نے نہ لوگونکو جمع کرنے کو حکم فرمایا اور نہ اصحاب نے ملکر جمع کیا بلکہ بعد اون کے بہت پیچھے لوگون نے کہ بعض اونکے فاضل تھے اور بعضے صرف لکھنا جانتے تھے الگ الگ انہون نے

اپنی اپنی یاد کے موافق اور جسنے جسقدر لوگون سے سنا ایک جگہ جمع کر کے
ایک کتاب بنائی ؛ سو اس لیے احادیث مین بہت اختلاف واقع ہوا ؛
اور سب احادیث ایک جگہ مین جمع نہوئین اور اسی جہت سے صحاح ستہ
جو حدیث کی چہہ کتابین لوگون مین مشہور ہین اونکے آپس مین بہی بہت اختلاف
ہے ؛ اور اونمین سب قول اور فعل حضرت کے جمع نہین ہین ؛ بلکہ ان چہہ
کتابونکے سوا بہت سی کتابین حدیث کی ہین ؛ اور جیسی وے چہہ کتابین معتبر
ہین ویسی وے بہی معتبر ہین ؛ جیسی مسند امام ابو حنیفہ اور موطا امام محمد اور
حجت امام محمد اور آثار امام محمد اور رزین اور طحاوی اور طبرانی وغیرہ ؛ اور اسقدر
جاننا بہت ضرور ہے کہ یہ چہہ کتابین جنہین صحاح ستہ کہتے ہین اونمین سب
حدیثین صحیح نہین ہین بلکہ انہین حدیثین ضعیف اور معلول بہی ہین ؛ جیسا کہ شیخ
عبد الحق محدث دہلوی نے شرح مشکوۃ فارسی کے مقدمے مین لکہا ہے اور
امام ابن ہمام نے فتح القدیر مین پکار کر بسم اللہ پڑہنے کے مسئلے مین لکہہ دیا ہے
اور عبارت فتح القدیر کی یہ ہے لَيْسَ حَدِيْثٌ صَرِيْحٌ فِيْ جَهْرِ التَّسْمِيَةِ اِلَّا وَفِيْ اِسْنَادِهٖ
مَقَالٌ عِنْدَ اَهْلِ الْحَدِيْثِ وَلِهٰذَا اَعْرَضَ عَنْهُ اَرْبَابُ الْمَسَانِيْدِ الْمَشْهُوْرَةِ فَلَمْ يُخَرِّجُوْا
شَيْئًا مِنْهَا مَعَ اشْتِمَالِ كُتُبِهِمْ عَلٰى اَحَادِيْثَ ضَعِيْفَةٍ بیسوان سوال حدیث مین آیا ہے
کہ رسول نے فرمایا ہے کہ میری امت مین تہتر فرقے ہونگے اونمین سے بہتر
ناری اور ایک ناجی اسسے معلوم ہوا کہ ہر فرقہ محمدی کہلاویگا اور کلام اللہ اور

احادیث رسول اللہ صلعم کو اپنی دلیل ٹھہراویگا ٭ سوا اسکی کیا وجہ ہے کہ ایک فرقہ ناجی اور باقی سب ناری باوجودیکہ ہر ایک اپنی دانست مین کلام اللہ اور احادیث رسول اللہ کے موافق عمل کرنیکا دعوا رکھتا ہے ٭ جواب پہلے جاننا چاہیے کہ ایک فرقہ سنت و جماعت کا اور بہتر فرقے اونکے سوا سب قرآن اور حدیث سے دلیل لاتے ہین اور اپنے خیال مین اوسی پر عمل کرتے ہین باوجود اس باتکے ایک گروہ اسمین سے سنت و جماعت کا ناجی اور باقی بہتر جہنمی اسکا سبب یہی ہے کہ اہل سنت و جماعت کا طریق یہ ہے کہ جو بات ظاہر حدیث سے ثابت ہوئی اوسپر عمل واجب جانتے ہین ٭ اگرچہ اوسکی حقیقت یا کنہ عقل مین نہ آوے ٭ بلکہ گر انکی عقل یا خواہش نفسانی برخلاف اوسکے حکم کرے تو بھی عقل اور خواہش کی پیروی نہین کرتے سنت کا اتباع اپنے اوپر لازم اور واجب جانتے ہین اور پیغمبر خدا کی امت جس بات پر اتفاق کرین اوسکو بجان و دل قبول کرتے ہین اگرچہ اجماع اونکا کسی کی عقل یا خواہش کے برخلاف ہو یا اوسکا دل اوس سے ناخوش ہو ٭ برخلاف اور گروہون کے جیسے رافضی خارجی معتزلہ کہ اونکا یہ طریقہ ہے کہ جو قرآن و حدیث مین آیا ہے اگر اونکی عقل کے موافق اور خواہش کے مطابق ہوا تو جلدی سے اوسکو قبول کر لیتے ہین اور اگر مخالف ہوا تو قرآن و حدیث کی تاویل کرتے ہین ہرگز نہ اوسپر اعتقاد کرتے نہ عمل مین لاتے بلکہ اپنی عقل ناقص اور نادانی اور خواہش نفسانی کی پیروی کرکے جس باتکو

اونکی عقل قبول اور خواہش اونکی پسند کرے اوسی پر اعتقاد اور عمل رکھتے ہین اور اوس پر قرآن یا حدیث سے تاویل کرکے ہو یا کسی حیلہ اور فریب سے ہو دلیل لاتے ہین * اور اسی طرح اوسی اجماع کو مانتے ہین جو اونکی عقل اور خواہش کے موافق ہوا اور جو برخلاف ہو تو اوسکی تاویل کرتے ہین * اور کبھی اہل اجماع پر طعن تشنیع کرتے ہین اور خلاف پر اوسکے دلیلین ضعیف ہون یا قوی ظاہر ہون یا تاویل سے ہون گذرانتے ہین * اسی واسطے اہل سنت و جماعت اون لوگونکو اہل ہوا کہتے ہین یعنے خواہش نفسانی کی پیروی کرنے والے * چنانچہ رافضیون نے نِسَآءُکُم حَرْثٌ لَّکُم فَاْتُوا حَرْثَکُم اَنّٰی شِئْتُم آیۃ قرآن کے معنو مین خواہش نفسانی کو دخل دیکر شیطان کے بہکانے سے سیاق و سباق کلام اللہ پر لحاظ نکرکے اندھے بنکر حکم کیا کہ عورت کی دبر مین بھی دخول کرنا جائز ہے * اور معتزلہ عذاب قبر کی حقیقت سے جو اونکی عقل مین نآئی * باوجودیکہ احادیث صریح اور صحیح اوسمین وارد ہین منکر ہوگئے * اہل سنت و جماعت اوسپر ایمان لاکر قائل ہوے اور اوسکی کیفیت کو علم الٰہی پر چھوڑا کہ عقل آدمی کی اوسکے دریافت سے عاجز ہے * اور قوم رافضی حضرت ابوبکر رض کو خلیفہ برحق نہین جانتے ہین باوجود اس کے کہ تمام صحابی کا اونکی خلافت پر اجماع تھا لیکن چونکہ اونکی خواہش کے مطابق نتھا اس اجماع کو

نہین مانتے ہین ٭ اور حضرت صدیق کو اور جو اوس اجماع کے بانی اور مددگار
تھے اونکو برا جانتے ہین اور بدبد کہتے ہین ٭ الغرض سوائے اہل سنت و جماعت
کے کہ فرقہ اہل حق یہی ہے اور فرقون نے شرع کے احکام مین اپنی عقل اور
خواہش کو دخل دیا اسواسطے وے جہنمی ہوے نعوذ باللہ منہا ٭ اور سنی لوگون
نے سنت اور جماعت کی پیروی کی اس لیے وے جنتی ہوے اَللّٰھُمَّ ثَبِّتْنَا مَعَھُمْ
فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ٭ اکیسوان سوال اس زمانے مین اگر کسی گروہ کا حال بعینہ
ان لوگون کا سا ہو وے یعنے اپنی عقل اور اپنی سمجھ اور اپنی خواہش کو مسائل
شرعیہ مین دخل دیوین اور مجتہدین سلف کی تقلید اور پیروی نکرین اور علما کے
اجماع کو بلکہ تمام اہل اسلام کے اتفاق کو نمانین اور اسکو حق نسمجھین ۔ اور سواد
اعظم یعنے بڑی جماعت کی تبعیت نکرین بلکہ اپنی راے پر چلین اور اوسکو
رواج دیوین اور جو حدیث کہ اونکی خواہش کے موافق ہو اس پر تو عمل کرین اور
جو برخلاف ہو اوسکو نمانین یا اوسکی تاویل کرین ٭ مثلاً جب وے قوم کہین
کہ عمل ہمارا قرآن اور حدیث پر ہے تب اون سے کہا جاوے کہ بہت سی حدیثون مین
صاف آیا ہے کہ مسلمانون کے اجماع کی پیروی کرو اور خلاف اوسکے ہرگز عمل
مین نلاو بلکہ یون بھی آیا ہے کہ جس بات پر اکثر مسلمان اور بڑی جماعت ہون
اوسی کو لازم پکڑو جو اوسکے خلاف کریگا جہنم مین پڑیگا جیسا کہ یہ حدیث مشکوٰۃ
شریف کی باب الاعتصام کے ۲۲ صفحہ مین موجود ہے ٭ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ

رسولُ اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَجْمَعُ اُمَّتِیْ عَلٰی ضَلَالَۃٍ وَیَدُ اللّٰہِ عَلَی الْجَمَاعَۃِ مَنْ شَذَّ شَذَّ فِی

النَّارِ رواہ الترمذی روایت ہے ابن عمر رض سے کہا فرمایا رسولؐ اللہ نے

بیشک اللہ جمع نہین کرتا میری امت کو گمراہی پر اور اللہ کا ہاتہ ہے جماعت پر

اور جو کوئی جدا ہوا اوس سے جا پڑا وہ جہنم مین ٭ وَعَنْہُ اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ فَاِنَّہٗ مَنْ

شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ رواہ ابن ماجہ اور اونہین ابن عمر رض سے روایت ہے پیروی

کرو بڑی جماعت کی سو مقرر یون ہے کہ جو جدا ہوا جماعت سے وہ گر پڑا آگ مین ٭

وعن ابی ذر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من فارق الجماعۃ شبرا فقد

خلع ربقۃ الاسلام عن عنقہ رواہ احمد روایت ہے ابی ذر رض سے کہ کہا فرمایا

پیغمبر خدا نے کہ جسنے جدا کیا جماعت کو ایک بالشت پہر بیشک نکالا اوسنے ڈوری

اسلام کی اپنی گردن سے ٭ پہر تمام علما بلکہ تمام امت کا اتفاق اسپر ہے کہ جس کا

مرتبہ مجتہد کا تہو بلکہ اکثر علماؤن نے یون لکہا ہے کہ اس زمانے مین اگر کسی کا

مرتبہ اجتہاد کو پہنچے تو بہی اوسپر لازم ہے کہ ایک طریقہ ان چار

مذہبون سے اختیار کرلے ان چار کے خلاف نکرے ٭ اور کوئی

نیا مذہب نہ نکالے اور کسی مذہب کی پیروی سوا ان کے نکرے ٭

چنانچہ اگلے سوال مین مسلم الثبوت اور فتوی سے علماے حرمین

شریفین کے اور فتوی سے مولانا محمد اسحق اور مولانا عبد العزیز

اور شیخ عبد الحق دہلوی کے اور اشباہ و نظائر اور نہایۃ المراد وغیرہ کی تحریر سے

ظاہر ہوگا سوتم اوسپر کیون نہین عمل کرتے ہو تا تب اس کے جواب مین کبھی چپ
رہ جاوین کبھی اوس حدیث کی تاوین کرین کبھی اجماع پر طعن کرین اور کہین
کہ بہت سے مسلمان تو تعزیہ داری اور شرک ور بدعت بھی کرتے ہین تو کیا یہ سب
بھی درست ہو جائیگا نعوذ باللہ منہم کہان افعال جہلا و اہل بدعت و اہل شرک
اور کہان اجماع علما ؛ الغرض علما کے اجماع کو ایسے ایسے افعال مشرکین اور جہال
کے ساتھ تشبیہ دیکر بیچارے عوام کو علما کے اجماع سے بد اعتقاد اور بدگمان کر دیوین
اور کبھی اوس حدیث کو ضعیف کہین اور کبھی حدیث کے معنی اور کچھ اپنے دل
سے ٹھہراکے عوام کو بہکاوین ؛ دوسری مثال یہ کہ جب اونکو کہا جاوے کہ حدیث
مین آیا ہے کہ جو مسلمانون مین فتنہ اور فساد ڈالے اور اونکی جماعت مین تفرقہ کروائے
تو اوسکو قتل کرو وہ بہت برا شخص ہے ؛ جیسا کہ اس مضمون کی حدیث اگلے
سوالات کے جواب مین مذکور ہوئی ؛ سو تم مسلمانون کے گروہ مین فساد اور
تفرقہ کیون ڈالتے ہو اور اللہ تعالی نے تو منافقون کے حال مین یون فرمایا ہے ؛ وَاِذَا
قِيلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوا فِي الْاَرْضِ یعنے جب انکو کہا جاتا ہے لوگون مین فساد نڈالو یہ
بہت برا کام ہے ؛ تو اوسکے جواب مین یون تقریر ظاہر کرتے ہین کہ ہم تو کلام اللہ
اور احادیث رسول اللہ کے موافق چلتے ہین اور دوسرون کو چلاتے ہین اور کہین
کہ ہم تو سنوارتے ہین اور منافقون کی طرح اس آیت کے مضمون کو بیان کرتے
ہین قَالُوا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُونَ تو اس گروہ کے یون کلام کرنے سے صاف ظاہر ہوا

کہ اماموں کو اور اونکی مقلدوں کو خصوصا مقلدوں کو امام اعظم رح کے سمجھتی ہین کہ
وے لوگ کلام اللہ اور احادیث رسول اللہ کے برخلاف عمل کرتے ہین ٭ سو بلی
جھوٹے ہین اَلَآ اِنَّھُمْ ھُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَلٰکِنْ لَّا یَشْعُرُوْنَ یعنے مقرر وہی فساد والتے
ہین مگر اپنی نفسانیت اور جہالت کے سبب سے غور نہین کرتے اور نہ باز آتی
تو اب سوال کیا جاتا ہے کہ یہ گروہ جنکا احوال اور اقوال سابق مذکور ہوا ہے بدعت
شیطانی اور وسواس نفسانی مین مانند گروہ معتزلی ور رافضی کے اور اقوال اور افعال
مین مانند بہت سی فرقہ ضالہ وگمراہ کے اور گفتگو اور سوالات اور جوابات مین
مانند منافقون اور مشرکون کی ہین یا نہین ٭ الجواب اللہ اعلم بالصواب
وے گروہ برحسب سوال کے اور اللہ اعلم ہے اون کی حقیقت حال سے بیشک
و شبہہ مثل معتزلہ اور رافضی وغیرہ کے احوال اور اعمال کی رو سے بدعت اور
ہوا مین پڑے ہوے ہین ٭ اور بہت سے فرقہ ضالہ ومضلہ کی مانند اقوال اور
افعال مین خود گمراہ اور لوگون کو گمراہ بنانے والے ہین ٭ اور مشرکون اور منافقون
کی مانند سوالات اور جوابات مین جھگڑنے والے ہین ٭ سابق اسکے جوابون مین
دلیلین انکی ایات اور احادیث اور اقوال اسلاف سے مذکور ہو چکی ہین تکرار اور
ذکر بار بار کی حاجت نہین ہے بلکہ جسکو ذرا سا بھی علم اور اوسکے دل مین کچھ
انصاف ہے تو اوس پر ظاہر اور باہر ہے نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِھِمْ وَمِنْ سَیِّئَاتِ
اَعْمَالِھِمْ وَمِنْ قَبِیْحَاتِ اَقْوَالِھِمْ وَقَبَائِحِ اَحْوَالِھِمْ وَشَنَائِعِ اَعْمَالِھِمْ ٭ بائیسوان سوال

کلام اللہ اور احادیث رسول اللہ کے موافق عمل کرنا ان چار مذہبون مین سے ایک کی
تقلید اور پیروی کرنے سے جو تمام اہل اسلام کے ملکو مین محمدی ملت کے درمیان
مروج اور مشہور ہے حاصل ہوتا ہے یا اون کے خلاف نیا مذہب نکال لیے ہیئے
اور کسی کو اون کے مقلد پر انکار کرنا پہنچتا ہے یا نہین ؛ جواب یہہ ہی چار مذہب جو مشہور
ہین انہین سے ایک کی پیروی کرنے سے کلام اللہ اور احادیث رسول اللہ کے
موافق عمل کرنا حاصل ہوتا ہے ؛ اور کسیکو اونکے مقلد پر انکار درست نہین ہے
فتوی ہین علمائے الحرمین المعظمین زادہما اللہ شرفا کے کتاب تجنیس و مزید سے
منقول ہے فابو حنیفۃ و مالک والشافعی واحمد کل واحد منہم من اہل الذکر الذین
وجب سوالہم واتباعہم لمن لم یصل الی درجۃ النظر والاستدلال فاذا عمل احد
من المقلدین فی طہارتہ او صلاتہ او فی شیء مما جرت بہ التکلیف بقول واحد منہم
مقلدا لہ فقد ادی ما علیہ ولیس لاحد ممن ہو فی درجۃ التقلید ولا المجتہد الانکار علیہ
خلاصہ اوسکا یہہ ہے کہ امام ابو حنیفہ اور مالک اور شافعی اور احمد رح ہر ایک اونمین
سے ایسے عالم تہے کہ جنسے دین کی باتین سوال کرنی اور اونکی پیروی کرنی واجب
ہے اوس شخص کے حق مین کہ جو اجتہاد کے مرتبہ کو نہین پہنچا ہے ؛ پہر جب
کوئی مقلدین سے پیروی کرے اونمین سے ایک کی اپنی طہارت مین یا نماز مین
یا اور کسی امر شرعی مین تو ادا کیا اوسنے جو واجب تہا اوسپر ؛ اور نہین پہنچتا ہی
کسی کو مقلد ہو یا مجتہد انکار کرنا ویسے شخص پر ؛ اور مولانا محمد اسحق دہلوی نے

مائۃ المسائل کے ۱۰۶ صفحہ مین سائل کے جواب مین لکھا ہے اوسکا ترجمہ یہ ہے

چارون مذہب بدعت نہین نہ سیئہ نہ حسنہ بلکہ پیروی ان مذہبونکی عین پیروی سنت کی ہے کیونکہ اختلاف ان چارون مذہبونکا اختلاف اصحاب کی جہت سے ہے اور صحابہ کی پیروی کرنے مین حدیث اصحابی کالنجوم فبایہم اقتدیتم اہتدیتم وارد ہے یعنے صحابہ میرے تارے کی مانند ہین تم جنکی اقتدا کروگے ہدایت پاؤگے یا اختلاف چارون مذہبونکا بسبب اختلاف قیاس کے ہے اور قیاس کا صحیح ہونا نصون سے یعنے مضبوط دلیلون سے ثابت ہے پس پیروی ان مذہبونکی حقیقت مین پیروی نص کی ہے اور اختلاف ان مذہبونکا اس سبب سے بھی ہے کہ کسی نے ظاہر حدیث پر عمل کیا اور کوئی اوسکی حقیقت اور غرض پر گیا چنانچہ صحیح بخاری اور مسلم وغیرہ مین یہ حدیث ہے کہ جب حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگونکو بنی قریظہ کی طرف بھیجا فرمایا کہ نہ پڑھے کوئی تم مین سے عصر کی نماز مگر بنی قریظہ مین پہر بعضون نے اونمین سے راہ مین نماز پڑھ لی یہ سمجھ کر کہ حضرت کو اس فرمانے سے منظور یہی تہا کہ کہین راہ مین توقف نکرین نہ یہ کہ وقت آنے پر بھی نماز نہ پڑھین اور بعضون نے حدیث کے ظاہر لفظون پر لحاظ کرکے راہ مین نماز نہ پڑھی یہان تک کہ بنی قریظہ مین پہنچ گئے پہر جب حضرت نے یہ بات سنی دونون قسم کے لوگون پر اعتراض نفرمایا اسی سبب سے عمل دونون طور پر جائز ہوا اور یہی طور ہے چارون مذہبون کے اختلاف کا پس کیونکر بدعت ہوگی

اور اُسی کتاب مین ہے ہرگز اون کے مقلد کو بدعتی کہنا درست نہین کیونکہ تقلید
اونکی تقلید حدیث شریف کی ہے ظاہر و باطن کے اعتبار سے ❊ پس پیرو حدیث
کو بدعتی کہنا گمراہی ہے اور باعث عذابکا ❊ اور یہ عبارت بہی اُسمین ہے ❊ فرض
ونفل کی نماز اونکے مقلد ونکی البتہ مقبول ہوگی اور تقلید نہین چہوڑی جائگی ❊ کیونکہ
تقلید اونکی تقلید سنت کی ہے ❊ اور دلیلین اوسکی بہت سی کتابون سے آگے
مذکور ہون گی انشاء اللہ تعالی ❊ تیسوان سوال اس زمانے مین ان چار مذہبونکو
چہوڑ کر پانچوان طریق نکالنا یا اور کسی مذہب پر چلنا درست ہے یا باطل اور حرام ❊
جواب جب اجماع علما سے ثابت ہوا کہ ان چار مذہب کے سوا پیروی کرنی کسی کی
خصوصا ایک نیا مذہب نکال کر اوسکو رواج دینا بہت سے عوام لوگونکو بلکہ خواص
کو شک اور تردد اور تہلکہ مین ڈالنا ہے ❊ اور اس جہت سے شریعت کا انتظام
جاتا ہی رہتا ہے اور دین مین فتنہ اور فساد پڑتا ہے ❊ اس لیے اس زمانے مین
نیا مذہب پانچوان نکالنا اور اوسکو رواج دینا باطل اور حرام ہے ❊ چنانچہ اکثر
علماء دیندار اور فضلاء نیک کردار نے اسکو اپنی اپنی کتابون مین لکہا ہے جیسا
کہ مسلم الثبوت مین ہے اَجْمَعَ الْمُحَقِّقُوْنَ عَلٰی مَنْعِ الْعَوَامِّ مِنْ تَقْلِیْدِ اَعْیَانِ الصَّحَابَۃِ
رض بَلْ عَلَیْهِمْ اتِّبَاعُ الَّذِیْنَ بَوَّبُوْا فَہَذَّبُوْا وَنَقَّحُوْا وَجَمَعُوْا وَعَلَیْہِ بَنٰی اِبْنُ الصَّلَاحِ مَنْعَ
تَقْلِیْدِ غَیْرِ الْاَرْبَعَۃِ لِاَنَّ ذٰلِکَ لَمْ یُدْرَ فِیْ غَیْرِہِمْ اتِّفَاقُ کہا محققون نے منع کرنے پر
عوام کو تقلید کرنے سے صحابہ کی بلکہ اونپر واجب ہے پیروی کرنی اون مجتہدونکی

جنهون نے علم فقہ کو جمع اور تفصیل کیا اور آراستہ اور خلاصہ بنایا اور اوسی باب
پر ابن صالح نے بنا کیا کہ سواے اون چار امامونکے اور کسی کی تقلید منع کی جاوےگی
اس واسطے کہ یہ سب باتین اور کسی مجتہد مین معلوم نہین ہوئین ؛ اور اشباہ مین
ہے وَمَا خَالَفَ الْاَئِمَّۃَ الْاَرْبَعَۃَ مُخَالِفٌ لِلْاِجْمَاعِ وَقَدْ صَرَّحَ فِی التَّحْرِیْرِ اَنَّ الْاِجْمَاعَ انْعَقَدَ
عَلٰی عَدَمِ الْعَمَلِ بِمَذْہَبٍ مُخَالِفٍ لِلْاَرْبَعَۃِ لِاِنْضِبَاطِ مَذَاہِبِہِمْ وَکَثْرَۃِ اَتْبَاعِہِمْ اور جو حکم
مخالف ہو اون چار امامون کے قول کا سو وہ اجماع کا مخالف ہے ؛ اور تصریح
کیا ہے امام ابن ہمام نے تحریر مین کہ تمام علما کا اجماع ہوا ہے عمل نکرنے پر اوس
مذہب کے جو مخالف ہے ان چار امامونکے اس واسطے کہ ان امامونکا مذہب
ضبط اور آراستہ ہوا ہے اور اونکی پیروی کرنے والے بڑی بڑی جماعت ہین
یعنے اون امامون کے مقلدین سواد اعظم اور بہت لوگ ہین ؛ اور سواد اعظم
کی تبعیت کرنے کو حضرت پیغمبر خدا نے واجب فرمایا ہے ؛ تو پہر اس سے معلوم
ہوا کہ جس نے اون چار امامونسے کسی ایک کی پیروی نہین کی تو وہ سواد اعظم
سے دور رہا اور پیغمبر کے حکم کا مخالف بنا اور اونکے فرمانیکے بموجب مستحق جہنم کا ہوا
جیسا سابق مذکور ہوا ہے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا ہے اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ فَاِنَّہٗ مَنْ شَذَّ
شُذَّ فِی النَّارِ یعنے پیروی کرو بڑی جماعت مسلمانون کی کیونکہ جو شخص دور رہیگا
جماعت کی پیروی سے تو وہ پڑیگا جہنم مین ؛ اور نہایۃ المراد مین لکہا ہے وَفِیْ
زَمَانِنَا ہٰذَا قَدِ انْحَصَرَتْ صِحَّۃُ التَّقْلِیْدِ فِیْ ہٰذِہِ الْمَذَاہِبِ الْاَرْبَعَۃِ فِی الْحُکْمِ الْمُتَّفَقِ عَلَیْہِمْ

وَفِی الْحُکْمِ الْمُخْتَلَفِ فِیْہِ اَیْضاً ٭ قَالَ الْمُنَادِی فِی شَرْحِ الْجَامِعِ الصَّغِیْرِ وَلَا یَجُوْزُ الْیَوْمَ تَقْلِیْدُ غَیْرِ الْاَئِمَّۃِ الْاَرْبَعَۃِ فِی قَضَاءٍ وَلَا اِفْتَاءٍ ترجمہ ہمارے اس زمانے مین منحصر ہوئی ہے تقلید انہین چار مذہب مین خواہ حکم متفق ہو خواہ حکم مختلف پہر ان چار مین سے سوا اور کسی کی تقلید درست نہین ہے ٭ اور کہا ہے منادی نے جامع صغیر کی شرح مین ٭ جائز نہین ہے اس زمانے مین تقلید کرنی سوائے ان چار امامون کے نہ تو قضا مین اور نہ فتویٰ مین ٭ یعنے نہ تو قاضی کو درست ہے انکے مذہب کے سوا حکم کرنا اور نہ مفتی کو جائز ہے فتویٰ دینا ٭ اور تفسیر احمدی مین ہے قَدْ وَقَعَ الْاِجْمَاعُ عَلٰی اَنَّ الْاِتِّبَاعَ اِنَّمَا یَجُوْزُ لِلْاَرْبَعِ فَلَا یَجُوْزُ الْاِتِّبَاعُ لِمَنْ حَدَثَ مُجْتَهِدًا مُخَالِفًا لَهُمْ بے شبہ واقع ہوا ہے اجماع اس بات پر کہ تقلید نہین جائز ہے مگر ان چار امامون مین سے ایک کی ٭ پہر جائز نہین ہے پیروی کرنی اس شخص کی جو اس زمانے مین نیا مجتہد ہوا اور وہ مخالف ہو ان چار امامون کا ٭ اور اسی تفسیر احمدی مین لکھا ہے وَالْاِنْصَافُ اَنَّ انْحِصَارَ الْمَذَاهِبِ فِی الْاَرْبَعَةِ وَاتِّبَاعَهُمْ فَضْلٌ اِلٰهِیٌّ وَقَبُوْلِیَّةٌ عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰی لَا مَجَالَ فِیْهِ لِلتَّوْجِیْهَاتِ وَالْاَدِلَّةِ اور انصاف یہ ہے کہ منحصر ہونا مذہبون کا ان چار مذہب مین اور منحصر ہونی پیروی انہین چار مین یہ فضل ہے اللہ تعالیٰ کا اور مقبولیت ہے اوسکی ٭ پہر اس بابت مین دلیل اور توجیہ کو کچھ دخل نہین ہے ٭ اور شرح سفر السعادت کے ۲۸ صفحہ مین جو لکھا ہے اوسکا خلاصہ یہہ ہے کہ دین مجتہدون نے پیغمبر خدا کی حدیثون اور

اونکے اصحاب کی روایتون کو چھانٹکر ناسخ کو منسوخ سے اور صحیح کو غیر صحیح سے جدا
کرکے تحقیق وتاویل فرماکے آپس مین اونکے موافقت اور مطابقت دیکر ایک
مذہب مقرر کیا ہے ؛ عوام مسلمانون بلکہ عالمون کو اس زمانے کے وہ قوت
اور طاقت کہان ہے کہ یہ کام اونکے ہاتہ سے نکلے ؛ اونکی راہ یہی ہے کہ مجتہدونکی
پیروی کرین اور اونکے طریقے پر جاوین ترجمہ تمام ہوا ؛ اور بعضے علمانے مولانا
شاہ عبد العزیز قدس سرہ کی روایت سے یون لکہا ہے کہ چارو مجتہدون نے
جو فرمایا ہے کہ جو کوئی ہمارے قول کو برخلاف حدیث صحیح کے پاوے تو چاہیے
کہ وہ حدیث پر عمل کرے کہ فی الحقیقت ہمارا مذہب یہی ہے ؛ تو یہ کہنا اونکا
اونکے زمانے سے علاقہ رکہتا ہے کیونکہ اونکے بعد اجتہاد جاتا رہا تقلید لازم
ہوئی ؛ اس لیے بعد اونکے جتنے علما گذرے باوجودیکہ اونکو مسائل کے نکالنے
کی قوت اور کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کا علم اور فقیہون کی اختلافات
کی شناسائی حاصل تہی پہر بہی وے اجتہاد کی راہ نہ چلے اسی واسطے کہ جیسی
سمجہ کی مضبوطی اور غور کی قوت اور دل کی ستہرائی اور قلب کی روشنی اور
بے طمعی اور نیت کی درستی اور خواہش نفسانی سے دوری اور پرہیزگاری اور
سلیقہ عربی زبان کی بوجہ کا قدیم لغتون کے موافق اون مجتہدون مین تہی
اپنی ذات مین انہون نے بنائی ؛ اور ویسی تحقیقات اور تلاش اور قوت مسائل
کے نکالنے کی انہین حاصل نہوئی ؛ اور مسلمون کے نادرست ور درست کرنے

مین کوئی دوسری راہ سوائے اون لوگون کے مقرر کی ہوئی میسر نآئی ؛ حکم کیا اجتہاد کے حرام ہونے اور چارون امامون کی تقلید کے واجب ٹھرجانے پر اور اللہ تعالیٰ اون پر رحمت کرے کہ اچھے طریقے اور مضبوط راہ پر چلے کہ جن مین بہت سی نیک باتین پائی جاتی ہین ؛ اون مین سے ایک یہ ہے کہ لوگون کی سرشت مین یہ بات ہے کہ ہر شخص اپنی سمجھ پر نازان ہوتا ہے ؛ اور دوسرے کے کمال کو اگرچہ مجملا اوسپر اعتقاد رکھتا ہو پھر بہی بسبب اس کے کہ اوسکے دل مین ایک بات ٹھر رہی ہے اچھی بات کو بہی اون کی قبول نہین کرتا پھر اپنے برابر کے لوگون کے قول کا تو کیا ٹھکانا ؛ پس اس صورت مین اگر کوئی شخص اجتہاد کی شرطین حاصل کرکے خلاف اگلون کے احکام جاری کرتا تو ہر کوئی کیا ناقص اور کیا متوسط اپنی استعداد کے موافق ایک نئی راہ پر چلنے لگتا ؛ اس مین یہان تک اختلاف وفہم ہوتا کہ جمعیت شریعت کے احکام کی عبادات اور معاملات کے مقدمہ مین باقی نرہتی اور ٹوٹ جاتی ؛ اور امر معروف اور نہی منکر کا دروازہ بند ہوجاتا ؛ چنانچہ جب تک چار مذہب پر لوگ مضبوط نہین ہوے تہے اور اونکی پیروی اختیار نہین کی تہی ستر اور کئی فرقے ہوگئے تہے اور اونکے تابعدار باقی رہ گئے ؛ مگر بعد اوسکے جب علماؤن نے ان چار مذہبون کو خوب ضبط کیا اور اون کے موافق احکام کو ہر طرف جاری فرمایا اور ایک نیا مذہب بنانے کو باطل اور حرام ٹھہرایا تب اون چار کے سوا دوسرا نیا مذہب کسی نے نہ نکالا اور شاید کسی نے نکالا ہو تو

تو بسبب اجماع علماء دین دار کے اور مدد سے پادشاہ دین پناہ کے جاری اور
رواج نہونے پایا ؛ خلاصہ اُنکی عبارت کا تمام ہوا ؛ اور فتوی مین علماء حرمین
شریفین کے ہے وَالْحَاصِلُ اَنَّہٗ لَایَنْبَغِیْ لِعَاقِلٍ اَنْ یَّخْتَارَ فِی الدِّیْنِ طَرِیْقَۃً اِلَّا
مَا ارْتَضَاہَا السَّلَفُ وَالْخَلَفُ وَتَوَاتَرَتْ رِوَایَۃٌ وَحَصَلَ الْاِجْمَاعُ فِیْ کُلِّ عَصْرٍ عَلٰی
حَقِیَّتِہٖ ذٰلِکَ وَلَمْ یُوْجَدِ الْمُتَّصِفُ کَذٰلِکَ اِلَّا مَا اَجْمَعَ عَلَیْہِ الْعُلَمَاءُ مِنْ حَقِیَّۃِ الْمَذَاہِبِ
الْاَرْبَعَۃِ عَصْرًا بَعْدَ عَصْرٍ وَتَلَقَّتْہُمُ الْاُمَّۃُ بِالْقَبُوْلِ وَاَمَّا مَا لَمْ یُنْقَلْ مُتَوَاتِرًا وَلَمْ یُجْمَعْ عَلٰی حَقِیَّتِہٖ
وَلَمْ تَتَلَقَّہُ الْاُمَّۃُ کُلُّہَا بِالْقَبُوْلِ فَلَا یُلْتَفَتُ اِلَیْہِ وَلَا یُعَوَّلُ عَلَیْہِ حاصل یہ ہے کہ لائق
نہین ہے کسی عاقل کو کہ اختیار کرے دین مین کسی طریقے کو مگر وہ طریقہ کہ
پسند کیا ہو اوسکو اگلے علما اور پچھلے فضلا نے اور روایت اوسکی تواتر سے نقل
ہوئی ہو اور حقیت اوسکی اجماع سے علما کے ہر زمانے مین ثابت ہوئی ہو اور
ایسا کوئی مذہب نہین پایا گیا مگر یہی چار مذہب کہ سب علما نے اون کی حقیت
پر اجماع کیا ہے اور تمام امت نے اونکو قبول کیا ہے ؛ اور جو مذہب کہ تواتر
سے منقول نہین ہے اور علما نے بھی اوسکی حقیت پر اجماع نہین کیا ہے
اور سب مسلمانون نے بھی اوسکو قبول نہین کیا ہے تو اوسکی طرف التفات
اور اوسپر اعتماد نکیا جاویگا یعنے ایسا مذہب تقلید کے قابل نہین ہے ؛
چوبیسوان سوال جو کوئی اجتہاد کا رتبہ نرکھتا ہو اُسکو واجب ہے کہ کسی ایک
مجتہد کی ان چار مجتہدون مشہورون مین سے پیروی کرے یا اوسکو جائز ہے

کہ قرآن اور حدیث مین جیسا پاوے ویسا عمل کرے ؛ جواب تقلید یعنے پیروی
کرنی کسی امام مجتہد کی اسپر واجب ہے ؛ اور اوسکو قرآن اور حدیث پر عمل کرنا
موافق اپنی سمجہ کے درست نہین ؛ لیکن یہ معلوم کرلینا ضرور ہے کہ مراد مجتہد
سے وہ شخص ہے کہ جس کے اجتہاد پر تمام علما کا اتفاق ہو اور سب فاضلون کے
نزدیک اجتہاد اوسکا مقبول ہو اور اوسکا مذہب نقل تواتر سے منقول ہو ؛ سوا ایسے
یہی چار امام ہین کہ مشہور ہین تمام اہل شرق اور غرب مین ؛ اور سب اہل عجم
اور عرب کا اون کے اجتہاد پر اجماع ہے ؛ اور بہت سے علماے کرام اور اولیاے
عظام کہ اونکے بعد گذرے اونہین چار مین سے ایک کی تقلید مین گذر گئے ؛ اور
اونکے سوا اور کسی مجتہد کے مذہب پر اجماع علماء کا اور اتفاق مسلمین کا نہین ہے
اور نہ کسی کا مذہب تواتر سے مروی ہے ؛ جیسا کہ تفصیل ان باتون کی جواب مین
سوال سابق کے مذکور ہوئی ؛ نہ وہ شخص کہ خود دعوی اجتہاد کا رکھتا ہو یا بعضے
جاہل یا بعضے فاضل خوشامد سے یا بعضے مرید یا شاگرد تعظیم سے یا اپنے زعم سے
اوسکو مجتہد کہتے ہون تو ایسے کی تقلید ہرگز جائز نہین ہے ؛ دلیل اس حکم کی
بہت سی کتابون مین لکھی ہے ؛ اختصار کے واسطے چند کتاب سے لکھا جاتا ہے

کفایہ شرح ہدایہ کے کتاب الصوم مین ہے ؛ اَلعَامِّیُّ اِذَا سَمِعَ حَدِیثًا لَیسَ لَہٗ اَن
یَّاخُذَہٗ بِظَاہِرِہٖ لِجَوَازِ اَن یَّکُونَ مَصرُوفًا عَن ظَاہِرِہٖ اَو مَنسُوخًا بِخِلَافِ الفَتوٰی ؛
یعنے عامی جب سنے کسی حدیث کو تو جائز نہین ہے کہ اوس حدیث کے ظاہر

سے جو سمجھا جاوے اوسپر عمل کرے کیونکہ ممکن ہے کہ ظاہر معنے اوسکے مراد

نہون یا وہ منسوخ ہو بخلاف فتوی کے یعنے حکم مجتہد کے کہ یہ شبہہ اور گمان

وہان نہین ہے اس واسطے کہ مجتہد خوب تحقیق کرکے حکم دیتا ہے ؛ اور اسی

کفایہ کی کتاب الصوم مین ہے اِنَّ الْمُفْتِيَ يَنْبَغِي اَنْ يَّكُوْنَ مِمَّنْ يُؤْخَذُ مِنْهُ الْفِقْهُ وَيُعْتَمَدُ

عَلَيْهِ فِي الْبَلْدَةِ فِي الْفَتْوٰى وَاِذَا كَانَ الْمُفْتِيْ عَلٰى هٰذِهِ الصِّفَةِ فَعَلَى الْعَامِّيِّ تَقْلِيْدُهٗ

وَاِنْ كَانَ الْمُفْتِيْ اَخْطَاَ فِيْ ذٰلِكَ وَلَا يُعْتَبَرُ بِغَيْرِهٖ ہکذا روی الحسن عن ابی حنیفہ وابن

رستم عن محمد وبشیر عن ابی یوسف رحمہم اللہ تعالیٰ یعنے لائق یہی ہے کہ مفتی

ایسا شخص ہو کہ جس سے لوگ سب مسئلہ فقہ کا پوچھتے ہون اور علم فقہ کو سیکھتے

ہون اور اس شہر مین اوسکے فتوی پر اعتماد رکھتے ہون اور مفتی جب اس

طرح کا ہو تو عامی پر پیروی اوسکی واجب ہے اگرچہ مفتی خطا بھی کرے

اور عامی اوسکی پیروی کے سوا اور کچھہ اعتبار نکرے یعنے جو مفتی اس طرح کا نہو

تو اوسکی پیروی نکرے روایت کیا ہے اس بات کو حسن نے امام ابو حنیفہ سے

اور ابن رستم نے امام محمد سے اور بشیر نے ابی یوسف سے ؛ اور تقریر شرح تحریر

مین ہے لَيْسَ لِلْعَامِّيِّ الْاَخْذُ بِظَاهِرِ الْحَدِيْثِ لِجَوَازِ كَوْنِهٖ مَصْرُوْفًا عَنْ ظَاهِرِهٖ اَوْ

مَنْسُوْخًا بَلْ عَلَيْهِ الرُّجُوْعُ اِلَى الْفُقَهَاءِ لِعَدَمِ الْاِهْتِدَاءِ فِيْ حَقِّهٖ اِلٰى مَعْرِفَةِ صَحِيْحِ الْاَخْبَارِ

وَسَقِيْمِهَا وَنَاسِخِهَا وَمَنْسُوْخِهَا فَاِذَا اعْتَمَدَ كَانَ تَارِكًا لِلْوَاجِبِ عَلَيْهِ یعنے عامی کو حدیث

کے ظاہر کے موافق عمل کرنا درست نہین ہے شاید اوس کے ظاہر معنے مراد

نہون یا وہ منسوخ ہو؛ بلکہ کسی مجتہد کی پیروی کرنی اوسپر واجب ہے اس
واسطے کہ اوس عامی کو معلوم نہین ہے کہ کونسی حدیث صحیح اور کون سی غیر صحیح
ہے اور کون ناسخ اور کون منسوخ ہے پہر ایسا شخص جب اپنے فہم پر اعتماد
کرکے کسی حدیث پر عمل کرے تو اوس تیج جو واجب ہے اوسکو چھوڑنے والا
ہوا یعنے اس واسطے کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے فَاسْئَلُوا اَہْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ
لَا تَعْلَمُوْنَ یعنے سوال کرو امور دینی کو جاننے والون سے اگر تم نہین جانتے؛
اور تحریر مین ابن ہمام کی اور تیسیر شرح مین اوسکی آیا ہے غَیْرُ الْمُجْتَہِدِ الْمُطْلَقِ یَلْزَمُہٗ
عِنْدَ الْجُمْہُوْرِ التَّقْلِیْدُ وَاِنْ کَانَ مُجْتَہِدًا فِیْ بَعْضِ الْمَسَائِلِ الْفِقْہِیَّۃِ اَوْ بَعْضِ الْعُلُوْمِ یعنے
جو کوئی مجتہد مستقل نہوا گرچہ بعضے مسئلہ فقہیہ مین یا بعضے علم مین وہ اجتہاد کی طاقت
رکھتا ہو تو اوسکو ضرور ہے کہ کسی مجتہد کی تقلید کرے؛ اور اشباہ مین ہے اَلْفَتْوٰی
فِیْ حَقِّ الْجَاہِلِ بِمَنْزِلَۃِ الْاِجْتِہَادِ فِیْ حَقِّ الْمُجْتَہِدِ یعنے مرد جاہل کہ اجتہاد کا رتبہ نہین رکھتا ہے اوسکو
مجتہد کی فتوی پر عمل کرنا واجب ہے جیسا کہ مجتہد پر اپنے اجتہاد کی موافق عمل کرنا واجب ہے؛
اور مولانا عبد العزیز مرحوم نے تفسیر مین سورہ بقرہ کی آیۃ فلا تجعلوا للہ انداداً کی تفسیر مین لکھا ہے؛
کہ کسانیکہ اطاعت آنہا بحکم خدا فرض است شش گروہ اند از انجملہ مجتہدین شریعت
و شیوخ طریقت اند کہ حکم ایشان بطریق واجب مخیر لازم الاتباع است بر عوام
زیرا کہ فہم اسرار شریعت و دقائق طریقت ایشان را میسر است فاسئلوا اہل
الذکر ان کنتم لا تعلمون جن لوگونکی اطاعت خدا کے حکم سے فرض ہے وے

چھ گروہ ہین اونمین سے ایک گروہ شریعت کے مجتہد اور طریقت کے مشایخ ہین کہ حکم انکا بھی بطریق واجب مخیر کے لازم ہے عوام امت پر اسواسطے کہ شریعت کے اسرار اور طریقت کے اطوار اونکو معلوم ہین جیساکہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے ؛ سوال کرو شریعت کے احکام کو عالمون سے اگر نہین جانتے ہو تم ؛ اور مولانا شیخ عبدالحق نے شرح سفر السعادت کے ۲۸ صفحہ مین لکھا ہی چون وحدت وجہ در مذہب قرار یافت اکنون تابع مجتہدی را رسد کہ چون حدیث صحیح مخالف بمذہب خود در نظر آید مذہب اگذارد و عمل بحدیث کند یا نرسد درا اینجا اختلافی در روش پیشینان و پسینان رفتہ گویند کہ مقتدای حقیقی پیغمبر خدا است و دیگران ہمہ تابع وے وچون بیقین معلوم شود کہ او فرمودہ است در پی دیگرے رفتن معقول نبود و این طریقہ متقدمان است اما درین روزگار بس این کار صورت نہ بندد چہ مجتہدان دین احادیث و آثار را تتبع نمودہ و ناسخ را از منسوخ و صحیح را از سقیم جدا ساختہ و تحقیق و تاویل فرمودہ و تطبیق و توفیق میان آنہا دادہ مذہبے قرار دادہ اند عوام مسلمانان را بلکہ علماے ایشان را درین روزگار این قوت و طاقت کجاست کہ این کار از دست ایشان آید ایشانرا جز متابعت مجتہدان کردن و در پی ایشان رفتن سبیلی نبود و چارہ نے ؛ خلاصہ اسکا یہ ہے کہ جب اجماع سے علما کے یہ بات قرار پائی کہ ایک مذہب کو اختیار کرنا ضرور ہے تو پھر تابع کو کسی مجتہد کے پہنچتا ہے کہ جب کوئی حدیث صحیح اپنے مذہب

کے خلاف اوسکے نظر مین گذرے تو اپنے مذہب کو چھوڑے اور اوس حدیث پر عمل کرے یا نہین ؛ تو اسمین درمیان متقدمین اور متاخرین کے اختلاف ہے متقدمین یون کہتے ہین کہ پیشواے حقیقی تو پیغمبر خدا ہین اور دوسرے سب تابع اونکے ؛ پہر جب یقین معلوم ہو جاوے کہ یہ کلام فرمودہ حضرت پیغمبر کا ہے تو پہر دوسرے کی پیروی کرنی معقول نہین ہے ؛ لیکن اس زمانے مین یہ کام بن نہین پڑتا یعنے حدیث پر عمل کرنا نہین ہوسکتا ہے کیونکہ دین کے مجتہدون نے پیغمبر خدا کی حدیثونکو اور اونکے اصحاب کے حکمون کو جنکر ناسخ کو منسوخ سے اور صحیح کو غیر صحیح سے جدا کر کے تحقیق اور تاویل فرمایا ہے پہر اونکی آپس مین موافقت اور مطابقت دیکر ایک مذہب مقرر کیا ہے عوام مسلمانون کو بلکہ اس زمانے کے عالمونکو وہ قوت اور طاقت کہان ہے کہ یہ کام اونکے ہاتہ سے نکلے ؛ اونکی راہی ہے کہ مجتہدون مین سے ایک کی پیروی کرین اور اونکے طریقے پر چلین سوا اسکے اور کچہ تدبیر اور سبیل نہین ہے ؛ یعنے اس زمانے کے لوگونکو اس قدر لیاقت نہین ہے کہ اپنی تحقیق سے ناسخ کو منسوخ سے تمیز دین اور صحیح کو غیر صحیح سے فرق کرین اور حدیث مجمل کی تاویل کرین اور اگر دو حدیث مین اختلاف ہو تو تطبیق یا ترجیح دین ؛ اسواسطے کسیکو جائز نہین ہے کہ حدیث مین جو پاوے ویسا عمل مین لاوے بلکہ یہی فرض ہے کہ کسی مجتہد کی تقلید کرے اور اپنی سمجہ کے موافق قرآن اور حدیث پر

عمل نکرے ۔ اور فتوی مین علماء حرمین شریفین کے لکھا ہے اَلْاِجْمَاعُ قَدْ
حَصَلَ عَلٰی حَقِیَّۃِ الْمَذَاہِبِ الْاَرْبَعَۃِ وَتَخَلَّفَ ذٰلِکَ فِیْمَا سِوَاہَا وَاَنَّ الْاُمَّۃَ جَمِیْعَہَا قَدْ
تَلَقَّتِ الْمَذَاہِبَ الْاَرْبَعَۃَ بِالْقَبُوْلِ وَلَمْ تُحَصِّلْ ذٰلِکَ لِغَیْرِہَا وَقَدْ اَوْجَبَ اللّٰہُ تَعَالٰی
عَلٰی مَنْ لَمْ یَعْلَمْ طُرُقَ الْاِجْتِہَادِ وَلَمْ یَعْلَمْ مَا کَانَ عَلَیْہِ الصَّدْرُ الْاَوَّلُ مِنَ الصَّحَابَۃِ مِنْ
اَقْوَالِہِمْ وَاَفْعَالِہِمْ اَنْ یَسْاَلَ وَلَا یَعْمَلَ اِلَّا بِمَا یُفْتِیْہِ الْمُفْتِیْ مِنَ الْاَئِمَّۃِ الْاَرْبَعَۃِ لِعَدَمِ
الْحُجَّۃِ فِیْمَنْ سِوَاہُمْ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فَاسْئَلُوْا اَہْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ اجماع علما
کا حق ہونے پر اون چار مذہب کے ثابت ہوا ہے اور ان چار کے سوا اور
کسی مذہب پر اجماع نہین ہوا اور بیشک سب امت نے ان چارونکو قبول کیا ہے
اور انکے غیر کو قبول نہین کیا ۔ اور بیشک خداے تعالی نے اوس شخص
پر کہ اجتہاد کے طریقے کو نجانے اور جو کچھ صحابہ نے فرمایا ہے اور کیا ہے اوسکو
بہی نہ جانے یہی واجب کیا ہے کہ شرع کے حکمون کو سوال کرے اور
عمل نکرے مگر اوس چیز پر کہ فتوی دیوے کوئی مفتی مذہب سے ایک امام
کے ان چار امامون مین سے کیونکہ ویسے شخص کے حق مین سوا اسکے اور
کچھ دلیل نہین ہے فرمایا ہے اللہ تعالی نے پہر سوال کرو اہل علم سے اگر تم
نہین جانتے اور شیخ عبد الحق دہلوی نے شرح سفر السعادت کے ۱۸ صفحہ
مین لکہا ہے ۔ گفتہ است محقق حنفیہ شیخ کمال الدین ہمام کہ این ترتیب کہ
محدثین در صحت احادیث و تقدیم صحیح بخاری و مسلم قرار دادہ اند تحکم است

وجائز نیست در روے تقلید زیراکہ اصحیت نیست مگر از جہت اشتمال رواۃ بر شروطے کہ اعتبار کردہ اند آنرا بخاری ومسلم وشک نیست کہ اجتماع شرائط راوی از حکم کردن بخاری ومسلم بآن جزم نمی توان کرد؛ چہ جائز است کہ در واقع خلاف آن باشد زیرا چہ تحقیق اخراج کردہ است مسلم در کتاب خود از بسیاری رواۃ کہ سالم میستند از جرح؛ وہم چنین در کتاب بخاری جماعہ اند کہ تکلم کردہ شدہ است در ایشان پس مدار کار در حق رواۃ بر اجتہاد علما وصواب بد ایشان باشد؛ وہم چنین در شروط صحت وضعف پس جائز است کہ صحیح شود نزد ایشان حدیثی در غیر کتابین کہ معارضہ کند مافی الکتابین را یا راجح آید بر ان؛ وحاصل این سخن آنست کہ اعتماد بر تصحیح وتنقید ائمہ مجتہدین واکابر سلف است؛ وچون ایشان حدیثی را تلقی بقبول کردہ وعمل بدان نمودند؛ پس انکار واعتراض بر ایشان بتقلید علماے محدثین کہ مشہور اند جائز نباشد والزام ایشان بحکم این جماعہ تحکم ومکابرہ است؛ خلاصہ ترجمہ اسکا یہ ہے کہ محدث محقق ابن ہمام نے کہا ہے کہ محدثون نے جو ترتیب دی ہے کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم زیادہ صحیح ہے اور کتابون سے اور یے دونون مقدم ہین اور کتابون پر تو یہ کہنا اونکا اونکے گمان سے ہے اور دعوی بے دلیل ہے؛ اور کسی مجتہد کے مقلد کو اس بات کی پیروی کرنی درست نہین ہے؛ اسواسطے کہ اون دونون کتابونکا صحیح ہونا یقینی ہے مگر اس لحاظ سے کہ بخاری اور

مسلم نے جن شرطونکو کہ راویون مین اعتبار کی ہین وے سب شرطین اون کی تلاش کے موافق اون حدیثون کے راویون مین پائی گئی ہون ؛ اور شک نہین ہے اس بات مین کہ بخاری اور مسلم کے کہنے سے کہ وے سب شرطین اون راویون مین مجتمع تہین یقین نہین ہوسکتا ہے کہ واقع مین بہی ویسا ہی ہو کیونکہ جائز ہے کہ حقیقت مین ویسا نہو؛ کیونکہ ہوسکتا ہے کہ کسی راوی کے ظاہر حال کو دیکھکر اُنہون نے مثلاً عادل سمجھا ہو اور وہ راوی بعد تفتیش کے ویسا نہ نکلا ہو؛ اس لیے کہ مسلم نے اپنی کتاب مین بہت سے لوگون سے روایت کی ہے کہ اون راویون مین کچہہ خلل اور نقصان تہا اور ویسا ہی صحیح بخاری کا بہی حال ہے ؛ تو اب اعتماد راویونکے احوال مین علماے مجتہدین کے فرمانے پر ہے اور اسی طرح حدیث کے صحیح ہونے مین اور ضعیف ہونے مین بہی مجتہد کے قول کا اعتبار ہے یعنے مقلد کے حق مین وہی راوی معتمد ہے کہ جسکو اوسکے امام نے معتمد کہا ہو اور اُس کے حق مین وہی حدیث صحیح ہے جسکو اوسکے امام نے صحیح فرمایا ہو؛ تو پہر جائز ہے کہ کوئی حدیث سواے اون دو کتابون کے اور کسی کتاب مین ہو جو اوسکے امام کے نزدیک صحیح اور معتبر ہو اُن کتابون کی حدیث کی نسبت یا غالب ہو اوس پر اور زیادہ معتبر ہو اوس سے؛ سو خلاصہ اس کلام کا یہ ہے کہ ہر حدیث کے صحیح ہونے مین مجتہدون کے

قول پر اعتماد ہے محدثون کے نہین ؛ یعنے جو شخص جس مجتہد کا مقلد ہو
پھر اوسکے امام نے جس حدیث کو صحیح کہا ہو اوسکے حق مین وہی حدیث صحیح
ہے دوسرے کے قول پر اعتماد نہین ؛ تو پھر جب کسی مجتہد نے کوئی حدیث
قبول کر لی اور اوس پر عمل فرمایا تو پھر حدیث سے اون محدثون کی جو لوگون
مین مشہور ہین اعتراض کرنا مجتہد پر جائز نہین ہے ؛ اور مجتہد کو الزام دینا
محدث کے قول سے محض بے جا اور دعوی بے دلیل ؛ یعنے جب
کسی مجتہد نے ایک حدیث کو روایت کر کے اوس کے موافق عمل کیا
تو اب اوسکے مقابل مین اور کسی حدیث سے جسکو کسی محدث نے روایت
کیا ہو اعتراض کرنا جائز نہین اور اوس حدیث کو چھوڑنا اور اوس مجتہد
کی تقلید سے پھرنا اور اوسکے مقابل کی دوسری حدیث پر عمل کرنا درست
نہین ہے ؛ اور شرح سفر السعادت کے ۳۲ صفحہ مین ہے نزد قدمای
ائمہ مجتہدین وکبرای الیشان علمی وافر از حدیث و معرفت جرح و تعدیل
و تنکیر و تعلیل و تطبیق و تاویل و ناسخ و منسوخ بود کہ الزام الیشان بہ تقلید
و متابعت احکام و اقوال علماے متاخرین از اہل حدیث نتوان کرد و
از حیطۂ ضبط و ربط احکام مجتہدین نتوان عدول کرد بر طبق کلامی کہ از
شیخ ابن ہمام نقل یافت ؛ خلاصہ اوسکا یہ ہے کہ اگلے مجتہدون یعنے اون
چار امامون مین حدیث کا علم کامل تہا اور حدیث صحیح اور ضعیف وغیرہ

کی تمیز اونمین بڑی کامل تہی ؛ یعنے حدیثون کے احاطہ اور تلاش مین اور ہر

حدیث کے حال دریافت کرنے مین جس قدر ان چار امامونکو علم اور امتیاز تہا

اون محدثون مشہورون کے تئین اسقدر نتو علم تہا نہ تو امتیاز تہا ؛ تو پہر اون مجتہدونکو

الزام دینا جائز نہین ہی قول سے ان محدثونکی اور حکم کرنی سے اوس جماعت کی ؛ یعنی محدثونکی

تحقیق کی لحاظ سے اور اونکی جمع کی اعتبار سے مجتہدون پر اعتراض کرنا درست نہین ہوسکتا

اور محدثون کے قول کی اعتبار سے مجتہدون کی تقلید سے پہرنا درست نہین ہے جیسا کہ

ابن ہمام کی کلام سے منقول ہوا اور حاصل ان دونون عبارت شرح سفر السعادت کا ہے کہ

امام ہمام ابن ہمام محدث نے کہا ہے کہ جس حدیث کو بخاری اور مسلم یا اور

کوئی محدث اونکی مانند نے صحیح کہا ہو یا اپنی کتاب مین داخل کیا ہو تو ہم حنفیونکو

تقلید کرنی اوسکی درست نہین ہے ؛ اور اسی طرح جس حدیث کو انہون

نے ضعیف کہا ہو تو ہمکو پیروی کرنی اوسکی جائز نہین ہے اسواسطے کہ حدیث

کی صحت اور ضعف راویون کے حال کے لحاظ سے ہے اور بہت سے راوی

ہین کہ اختلاف کیا ہے لوگون نے اون مین ؛ بعضے محدثون نے اونکو عادل

سمجہا ہے اور بعضے دوسرے نے انہین غیر عادل ٹہرایا ہے ؛ تو ہوسکتا ہی

کہ جس راوی کو اون محدثون نے عادل کہا ہے وہ شخص ہمارے امام کی

تحقیق مین غیر عادل ہو ؛ اور اسی طرح جس راوی کو انہون نے غیر عادل

گمان کیا ہے ہمارے امام کی تلاش مین وہ عادل نکلا ہو ؛ پس اب اعتماد نہین

ہمکو مگر اُس چیز پر کہ ہمارے امام نے کہا ہے ؛ پھر جب کہ ہمارے امام نے ایک حدیث کو قبول کر کے عمل فرمایا ہے تو ہمارے حق مین وہی حدیث واجب العمل ہے ؛ اور دوسری حدیث اوسکے مخالف جسکو اُن مشہور محدثون نے روایت کیا ہے اور اپنی اپنی کتابون مین درج کیا ہے تو کسی کو مقلد ہو یا غیر مقلد اوس حدیث سے امام پر اعتراض کرنا جائز نہین ہے ؛ اور اونکے مقلد کو اس حدیث پر عمل کرنا اور اپنے امام کی تقلید سے رجوع کرنا درست نہین ؛ اور اوسی شرح سفر السعادت کے ۲۶ صفحہ مین لکھا ہے ؛ این چہار تن از امامان دین و مقتدایان ملت اند کہ ضبط و ربط احادیث و اقوال صحابہ و سلف و تطبیق و توفیق میان آنہا نمودہ و تفسیر و تاویل و بیان ناسخ و منسوخ کردہ و غایت بذل مجہود درین باب فرمودہ استنباط احکام بقیاس و اجتہاد از نصوص کتاب و سنت نمودہ اند غیر مجتہد را جز تابع ایشان بودن چارہ و سبیلے نیست ؛ و مشایخ طریقت و بزرگان ایشان ہمبرین مذہب بودہ اند یارب مگر آنہائیکہ از ایشان بپایۂ اجتہاد رسیدہ موافق یا مخالف ایشان برائے خود اجتہادی می نمودہ باشند واللہ اعلم ؛ خلاصہ اوسکا یہ ہے کہ یے چار مجتہد دین کے امام اور ملت الاسلام کے پیشوا ہین کہ اونہون نے پیغمبر خدا کی حدیثونکو اور اصحاب کے آثار کو جمع کرا اور اون سب کے درمیان موافقت اور مطابقت دے اور بیان اور تاویل فرما کر اور ناسخ کو منسوخ سے جدا کر بہت کوشش و

جانفشانی اور شقت و حیرانی اٹھا شرع کے حکمون کو اونکی دلیلون سے جنکر
خلاصہ ہر ایک کا کیاہے ؛ غیر مجتہد کو سوائے پیروی کرنی ان چار امامون
مین سے ایک کی اور کچہ تدبیر بن ہنین پڑتی ہے شریعت کے علما اور طریقت
کے اولیا بہی اسی مذہب پر تہے ؛ مگر ان لوگون مین سے جبکا مرتبہ اجتہاد کو
پہنچا ہو تو وہ اپنے اجتہاد کے موافق چلا ہو خواہ ان چار امامون کے موافق
ہو یا مخالف ؛ اور اوسی شرح سفر السعادت کے ۲۶ صفحہ مین ہے وبالجملہ مذہب
حق و طریق وصول بمنزل مقصود و ابواب درآمد خانہ دین این چہار است ہر کہ
راہی ازین راہ ہا و دری ازین درہا اختیار نمودہ براہ دیگر رفتن و دری دیگر
گرفتن عبث و یاوہ باشد و کارخانہ عمل را از ضبط و ربط بیرون افگندن و از راہ
مصلحت بیرون افتادن است و اگر قصد سلوک طریق ورع و احتیاط دارد ہم
از مذہب واحد مختار روایتی کہ دلیلش احسن و قوی و فائدہ اش اعم و اتم و
احتیاط در ان اکثر و اقرب بود اختیار کند و براہ رخصت و مساہلہ و حیلہ اندوزی
نرود ؛ و این طریقہ متاخرین است و شک نیست کہ این طریقہ محکم تر و مضبوط
تر است ؛ ترجمہ فی الحقیقت مذہب حق اور منزل مقصود کے پہنچنے کی راہ
اور اس [illegible] گہر مین آنے کا دروازہ یہی چار مذہب ہین ؛ جس کسی نے کہ ان
راہون مین [illegible] ایک راہ کو اور ان دروازون مین سے ایک دروازہ کو اختیار
کیا تو پہر دوسری [illegible] چلنا اور دوسرے دروازے مین درآنا بے فائدہ و

بیہودہ ہے ؛ اور عمل کے کارخانے کو انتظام اور رونق سے بگاڑ دیتا ہو
اور دین کی مصلحت اور خوبی سے دور پڑتا ہے ؛ اور جو کوئی چاہے کہ تقویٰ اور
احتیاط کو اختیار کرے تو ایک مذہب کو ان چار سے اختیار کرے کہ اوسمین جو روایت
راجح اور غالب ہو اور دلیل اوسکی زیادہ قوی ہو اور فائدہ اوسکا کامل ہو اور
احتیاط اوسمین زائد ہو اوسی کو اختیار کرے ؛ اور اوس مذہب مین جو روایت
ضعیف ہو یا رخصت کی ہو اوسکو بلاضرورت اختیار نکرے اور حیلہ بازی فریب
سازی اور فتنہ انگیزی اور فساد پردازی نکرے ؛ اور یہی طریقہ متاخرین علما
کا ہے اور شک نہین ہے کہ یہ راہ بڑی سیدہی اور استوار اور خوب مضبوط
وہموار ہے ؛ اور اوسی شرح سفر السعادت کی ۲۰ صفحہ مین ہے ؛ قرار داد
علما و مصلحت دید ایشان در آخر زمان تعین وتحقیق مذہب است وضبط وربط
کار دین و دنیا ہم درین صورت بود ؛ از اول مخیر است ہر کدام را کہ اختیار کند
صورت دارد ولیکن بعد از اختیار یکے بجانب دیگرے رفتن سبب توہم سوء
ظن وتفرق وتشتت در اعمال و احوال نخواہد بود قرار داد متاخرین علما بر
این است وہو المختار وفیہ الخیر ؛ اجماع اور اتفاق علما کا اور صواب دید اونکا
اس اخیر زمانے مین اس بات پر ہے کہ ہر کوئی اون چار مذہبون مین سے
ایک کو اپنے حق مین معین اور خاص کر لیوے کیونکہ کاروبار کا انتظام اور
خیریت اور دین و دنیا کی مصلحت اسی صورت مین ہے ؛ ہر شخص ابتدا سے

حال مین اپنے مختار ہے کہ جسکو ان چار مذہبون سے چاہے اختیار کرلے؛
لیکن ایک کو اختیار کرنے کے بعد پھر دوسرے مذہب پر چلنا بداعتقادی
اور بدگمانی سے خالی نہوگا؛ اور عبادات اور معاملات کے باب مین تفرقہ اور
انتشار اور اختلاف واقع ہوگا؛ علماے متاخرین کا اتفاق اسی بات پر ہے
اور یہی بہتر اور مختار ہے اور خیریت اور مصلحت اسی مین ہے دوسرے مین نہین.
اور اوسی شرح سفر السعادت کے ۸۶ صفحہ مین ہے؛ در اذہان بعضے مردم چنان
در آمده که مذہب امام شافعی رح موافق احادیث است؛ و سلوک طریقہ اقتدا و اتباع
در مذہب ایشان بیشتر است؛ و مذہب امام ابوحنیفہ مبنی بر رائے و اجتہاد است
و مخالف احادیث؛ این سخن غلط محض و جہل صریح است آخر نہ در اجتہاد حفظ
کتاب اللہ و حفظ احادیث رسول اللہ و معرفت اقوال سلف شرط است و بے
آن درست نہ؛ چون قیاس اجتہاد آن امام عظیم الشان اقدم و اسبق و مقرر
و مسلم تمامہ امت است؛ این گمان را مجال نبود؛ ما نا کہ سبب وقوع درین ورطہ
آن بود که بعض محدثین که در مذہب امام شافعی بودند در کتابہائے کہ تصنیف
کردند چنانچہ مصابیح و مشکوٰۃ و مانند آن دلائل مذہب خود را تتبع و تفحص نمودہ جمع
کردند و در احادیث مذہب حنفی براہ طعن و جرح رفتند و این خالی گوشہ تعصبی
نخواہد بود و اکثر ایشان با حنفیہ بے گوشہ تعصبی نباشند عفا اللہ عنہم؛ نظر در
کتب حنفیہ کہ در دیار عرب مشہور است باید انداخت تا حقیقت حال منکشف

گردد ؛ مواہب الرحمن کتابی است درین مذہب شارح او التزام کردہ است کہ
دلیل از آیات قران و احادیث صحیحہ بیارد ؛ و گفتہ اند کہ نزد وے رضی اللہ عنہ
صندوقہا بود کہ احادیث مسموعہ خود را دران ضبط کردہ ؛ و گفتہ اند کہ مشائخ او کہ
از ایشان استماع حدیث کردہ ورا سے جماعتی از صحابہ کہ از ایشان شنیدہ از
تابعین سہ صد کس بودہ اند و آنہا کہ از وے روایت مستند کردہ اند پانصد کس اند
و مجموع استادوی در علم چہار ہزار کس اند و جمعی آنرا بر ترتیب حروف تہجی
جمع کردہ اند ؛ و چون احادیث کہ امام شافعی بدان تمسک نمودہ امام ابوحنیفہ
بآن تمسک نہ نمودہ مردم گمان کردہ اند کہ مذہب او مخالف احادیث است و
حال آنکہ در این جا احادیث دیگر است صحیح تر و قوی تر از ان کہ بدان اخذ
و تمسک نمودہ و این معنی بہ تفصیل بیان کردہ و اثبات نمودہ اند ما اگر آنرا ذکر
کنیم سخن دراز گردد و بالفعل آن مباحث موجود است طالب حق را باید کہ بدان
رجوع کند و فی الحقیقت مذہب حنفی جامع معقول و منقول است و ما ناکہ در
اغلب اوقات احوال عادت کریمہ آن امام ہمام آن بود کہ در تفہیم و تبیین مذہب
خود بجہت رعایت طبائع عامۂ خلق کہ مجبول اند بر تطابق معقول و منقول و
تائید نقل بعقل اقتصار بر دلیل معقول کردی و بہ قصد تسلیہ و تشفیۂ طباع ایشان
در کشف آن می کوشیدے و الا اصل تمسک و استدلال او بکتاب و سنت و
اقوال سلف بود و خود چہ صورت دارد کہ بے رجوع بکتاب و سنت و اجماع تمسک

بقیاس کند و حال آنکه شرط عمل بدان عدم آن اصول است و دلائل عقلی ایشان در
حقیقت برائے تائید و ترجیح بعضے احادیث است بر بعضے بموافقت وی مر قیاس
را و لابد از احادیث آنچه موافق بقیاس بود ازحم است نه آنکه قیاس در مقابل
نص کرده باشد و نیز حکم بصحت و ضعف احادیث در زمان متاخر بر خلاف زمان
سابق است چه می تواند که حدیثی در زمان ایشان صحیح باشد بسبب اجماع شرائط
صحت و قبول در رواة که واسطه بودند میان ایشان و حضرت پیغمبر خدا پس از آن
از جهت رواة دیگر که بعد از آن آمدند ضعفی پیدا شد پس از حکم متاخرین محدثین
بضعف حدیثی لازم نباید ضعف وے در زمان امام ابوحنیفه رح و این نکته ظاہر
است و امام اعظم بجہت غایت امتیاز و وفور فضل و کمال مغبوط و محسود عالم بود
متاخرین شافعیه را چه گفته آید که بعض متقدمین را نیز بآنجناب حسد گونه بود و در حقیقت
بکو فاضل تر محسود تر شافعیان را این حال است امام شافعی رح را به بینید که چه مدح
وے و مدح اصحابش می کند و می گوید که الناس کلهم عیال علی فقه ابی حنیفة
و آنچنانکه تقلید و اتباع امام ابوحنیفه باحادیث و اقوال صحابه است دیگر را نیست
اصحاب ابوحنیفه رح همه متفق اند که حدیث هرچند اسنادا و ضعیف بود مقدم تر
و اولی تر از قیاس و اجتهاد است و وی بعض تا بحد ضرورت نرسد عمل بقیاس
نکند و عمل بحدیث باقسامه از دست ندهد امام شافعی قیاس را بر چندین از
اقسام حدیث مقدم دارد و از اقسام قیاس نیز جز بقیاس مؤثر عمل نکند و قیاس

تناسب وقیاس شبہی وقیاس طردی ہمہ نزد وے متروک وغیر معمول ست

و در چندین مواضع قیاس را با حادیث ترک دادہ و امام شافعی عمل بقیاس

کردہ اگر آنرا ذکر کنیم بدرازی کشد و ابو حنیفہ تقلید صحابی را در انچہ صحابی باجتہاد

خود گوید واجب داند و شافعی گوید ہم رجال ونحن رجال یعنے ما و ایشان در اجتہاد

برابرایم وہمہ مجتہدایم مجتہد را تقلید مجتہد دیگر نرسد ٭ نقل است کہ امام ابو حنیفہ

رح فرمود کہ عجب از مردم کہ مرای گویند کہ وے فتوی برائے خود میدہد وحال

آنکہ من ہرگز فتوی نمیدہم مگر بانچہ ماثور و مروی است ٭ و امام حجت عبد اللہ

ابن مبارک از وے رض نقل کردہ کہ گفت انچہ از حدیث رسول خدا آید فبالراس

والعین وانچہ از صحابہ رسیدہ نیز اختیار کنیم واز گفتۂ ایشان نہ برائیم ولیکن

چون چیزے از تابعین بیاید ما و ایشان برابریم بایشان مزاحمت کنیم و در تحقیق

حق بحث نمائیم خلاصہ ترجمہ اوسکا یہ ہے ٭ بعضے لوگون کے گمان مین ہے

کہ مذہب امام شافعی کا احادیث کے موافق ہے اور حدیث کی پیروی اونکے

مذہب مین زیادہ ہے اور امام ابو حنیفہ کے مذہب کا مدار رائے اور اجتہاد

پر ہے ٭ یہ کلام محض غلط ہے اور صریح نادانی ہے ٭ کیونکہ کتاب اللہ اور احادیث

رسول اللہ اور اقوال صحابہ کو جاننا اور یاد رکھنا اجتہاد مین شرط ہے اور بغیر

ان چیزونکے اجتہاد درست نہین ہے ٭ اور جبکہ امام اعظم کا اجتہاد سب

مجتہدونکے اجتہاد پر مقدم اور سابق ہے اور سب علما اور مجتہدین کے نزدیک

ثابت ہے اور تمام امت کا مقبول ہے تو پہر یہ گمان فاسد کا محل نہین ہے ؛
اور سبب اس گمان اور زعم کا یہ ہے کہ بعضے محدثین شافعی المذہب نے کتابین
حدیث کی جو تصنیف کی ہین جیسا مصابیح اور مشکوۃ اور اوسکے مانند تو اپنے مذہب
کی دلیلین ڈہونڈہہ کر اور حدیثین جو اونکے مذہب کی موافق ملین چنکر جمع کیا ہے اور جو حدیث
که ابو حنیفہ کے مذہب کی موافق ہے اوسپر طعن اور جرح کیا ہے اور حقیقت مین یہ
سب تعصب سی باہر نہ تہا ؛ اور اکثر اون لوگون کے تعصب اور بغض سی خالی نہین تہے ؛ تو اس صورت مین
چاہیے کہ حنفی مذہب کی کتابون مین جو عرب کے ملکون مین مشہور ہین نظر کی جاوے
تاکہ حقیقت ظاہر ہو جاوے کہ ہر مسئلہ حنفی مذہب کا موافق قرآن اور حدیث
کے ہے ؛ جیسا کہ مواہب الرحمن حنفی مذہب مین ایک کتاب ہے کہ شارح
اوسکا التزام کر کے ہر مسئلہ کی دلیل کو قرآن اور احادیث صحیح سے لایا ہے ؛ اور
منقول ہے کہ امام ابو حنیفہ کے نزدیک کئی صندوق کتابین حدیث کی تہین
کہ جن حدیثون کو انہون نے اپنے استادون سے سنا تہا اون کتابون مین درج
کیا تہا ؛ اور مروی ہے کہ اوستاد سب اونکے جنسے انہون نے احادیث سنا
تہا سوائے صحابہ کے تین سو تابعین تہے ؛ اور جن لوگون نے کہ امام سے
اونکے مسند کو روایت کیا ہے پانچ سو تہے اور جب ایسا ہوا کہ امام شافعی
رح جن حدیثون سے دلیل لاتے ہین اور امام ابو حنیفہ رح اون سے دلیل نہین
لاتے تو لوگون نے گمان کیا کہ امام اعظم کا مذہب حدیث کے مخالف ہے

اور حال یہ ہے کہ ان حدیثون کے سوا اور بہت سی حدیثین ہین کہ اونکی بہ نسبت
زیادہ صحیح اور بہت قوی ہین جن حدیثون سے امام اعظم رح دلیل لاتے ہین
اور اس بابکو لوگون نے بالتفصیل بیان کیاہے ؛ اگر ہم اُن سب کو ذکر کرین
تو کلام دراز ہوتا ہے ؛ بالفعل بہی وے سب احادیث موجود ہین طالب کو چاہیے
کہ اون سب حدیثون کی طرف رجوع لاوے تاکہ ان سب حدیث مخالف کو
دیکہکر شک اور شبہہ مین نہ پڑے ؛ اور حقیقت مین مذہب حنفی جامع ہے دلیل
عقلی اور دلیل نقلی کو ؛ اور عادت حضرت امام اعظم رح کی اکثر اوقات مین
یون تہی کہ اپنے مذہب کے بیان مین صرف دلیل عقلی ذکر فرماتے اسلیے
کہ اکثر آدمیونکی طبیعت خوگر ہے اس بات پر کہ نقلی بات کو عقلی دلیل سے
تطبیق دیتے ہین اور اگر کوئی امر نقلی اونکی عقل کے موافق نہو تو اوس پر خوب
اعتقاد نہین لاتے ؛ اس جہت سے امام اعظم رح لوگونکی تسلی اور تشفی
کے واسطے مسئلہ کی دلیل کو عقلی وجہ سے ظاہر کرتے تہے ؛ اور حقیقت
الواقع
مین دلیل امام اعظم کی قرآن اور حدیث اور قول صحابہ سے تہی ؛ اور فی
ہر مجتہد پر واجب ہے کہ حکم کسی مسئلہ کا جب تک قرآن اور حدیث اور اجماع
مین پایا جاوے تب تک قیاس کی طرف رجوع کرنا درست نہین ہے ؛
اور جب کسی اس تین مین نملے تو بالضرورت قیاس سے حکم کرے تو پہر
ایسے امام کی طرف کیونکر گمان ہو کہ بغیر تلاش کرنے قرآن اور حدیث اور

اجماع کے قیاس سے حکم دیا ہو؛ اور دوسری بات یہ ہے کہ عقلی دلیل امام کی حقیقت مین واسطے ترجیح دینے بعض حدیث کو بعض حدیث پر تہی یعنے جب کہ دو حدیث مین اختلاف ہوتا تہا اور ترجیح کسی کی کسی طور سے نہوتی تہی تب امام اعظم جس حدیث کو دلیل عقلی کے ساتہ موافق پاتے اوسکو غلبہ دیتے تہے اور یون نہا کہ حدیث کے مقابل مین قیاس پر عمل کرتے نعوذ باللہ من ذالک؛ اور تیسری بات یہ ہے کہ حدیث کا صحیح اور ضعیف ہونا اگلے زمانے مین اور پچھلے زمانے مین مختلف ہے بہت سی حدیثین ہین کہ متقدمین کے نزدیک صحیح ہین اور متاخرین کے نزدیک ضعیف اور یہ ہو سکتا ہے کہ جتنے راوی کہ درمیان امام اعظم کے اور حضرت کے تہے سب مین شرطین صحت کی مجتمع تہین اسواسطے وہ حدیث صحیح ہوئی؛ پہر اونکے زمانیکے بعد راوی سب دوسرے ہوے اور واسطہ زیادہ ہوا تب پچہلے زمانیکے محدثون کے نزدیک وہی حدیث ضعیف ٹہری اس واسطے کہ اون محدثون سے پیغمبر خدا تک واسطے بہت ہوے یعنے راوی سب اس حدیث کے اون لوگون اور حضرت کے درمیان آگے سے زیادہ ہوے اور اون سب راویون مین شرطین صحت کی پائی نہین گئین اس لیے محدثون نے اوس حدیث کو ضعیف کہا اپنے زعم کے موافق پہر اگر کسی محدث نے جو امام اعظم کے پیچہے تہے کسی کو ضعیف کہا ہو تو اس سے؛

لازم نہین آتا ہے کہ امام اعظم کے زمانہ مین بہی وہ حدیث ضعیف تہی اور جب کہ
امام اعظم کو حدیث کا کمال امتیاز تہا اور بڑا فضل و علم تہا اکثر لوگ ونپر حسد کیو جاتی تہو
متاخرین شافعیہ کو کیا کہین بلکہ متقدمین کو بہی وس جناب کیساتہہ حسد تہا ؛ اور حقیقت تو یہ ہے
کہ جو کوئی بڑا فاضل ہوتا ہی تو ایک عالم کا محسود ہو جاتا ؛ تعجب ہی کہ شافعیون کا تو یہ حال
ہے اور پیشوا اونکے امام شافعی رح کو دیکہا چاہیے کہ کس قدر تعریف امام
اعظم اور اونکے اصحاب کی کرتے ہین اور کہتے ہین کہ اَلنَّاسُ عِيَالٌ عَلٰى فِقْهِ
اَبِي حَنِيْفَةَ یعنے لوگ اعتماد کرنے والے ہین ابوحنیفہ کی فقہ پر اور تابع اور
پیرو ہین اونکے ؛ اور امام اعظم کو جسقدر تابع داری اور پیروی احادیث
اور اقوال صحابہ کی تہی دوسرے مجتہدون کو نہ تہی ؛ اور اصحاب امام ابو حنیفہ
کے سب متفق ہین اس بات پر کہ حدیث ہر چند ضعیف بہی ہو تو قیاس پر
مقدم ہے ؛ اور امام اعظم کا یہ طور تہا کہ جب تک ممکن ہوتا تو حدیث کو
ہاتہہ سے نہین چہوڑتے آخر کو ضرورت کے وقت مین جب کوئی حدیث
معتبر نہ ملتی تب لاچار قیاس پر عمل کرتے ؛ اور امام شافعی رح بہت سی
حدیث کی اقسام پر قیاس کو ترجیح دیتے ہین ؛ اور امام اعظم صحابی کی
تقلید کو جس بات مین کہ صحابی نے اپنے اجتہاد سے کہا ہو واجب جانتے
ہین ؛ اور شافعی کہتے ہین کہ ہم اور صحابی برابر ہین وے بہی مجتہد تہے اور
ہم بہی مجتہد ہین مجتہد کو تقلید کرنی دوسرے مجتہد کی جائز نہین ہے اور امام

حجت عبد اللہ ابن مبارک نے امام اعظم رح سے روایت کی ہے کہ فرمایا
امام اعظم رح نے کہ جو کچھ حدیث مین آیا ہے اوسکو بسر و چشم ہم قبول کرتے ہین
اور جو کچھ کہ اصحاب سے مروی ہوا ہے اوسکو بھی ہم اختیار کرتے ہین اور اوس
سے باہر نہین آتے ہین ؛ لیکن جو کچھ کہ تابعین سے منقول ہو تو ہم اور وے
برابر ہین پھر ہم بھی تحقیق کرینگے اور حق کو تلاش کرینگے ؛ چھبیسوان سوال جو آپ
نے سوال سابق کے ظاہر ہوا کہ جسکا مرتبہ اجتہاد کا نہو تو ان چارون امامون
مین سے ایک کی تقلید اوس پر واجب ہے اور اگر اوسکو کوئی حدیث اوسکے امام
کے مذہب کے مخالف پہنچے تو اوس شخص کو اوسپر عمل کرنا جائز نہین ہے
باوجود اس کے کہ حضرت امام ابو حنیفہ رح نے فرمایا ہے کہ ؛ اترکوا قولی بخبر
الرسول صلی اللہ علیہ وسلم ؛ یعنے جب کوئی حدیث ہمارے قول کے خلاف
پاؤ تو اوسپر عمل کرو اور ہمارے قول کو چھوڑ دو ؛ اور اسی طرح سے اور امامون
نے بھی فرمایا ہے ؛ تو پھر وہ شخص اگر اس حدیث پر عمل نکرے تو پیغمبر خدا کی
قول پر بھی عمل نکیا اور امام کے حکم پر بھی نچلا ؛ اور دوسری بات یہ ہے کہ
پیغمبر خدا کے زمانے مین ہر ایک صحابی جیسی حدیث سنتے تھے عمل کرتے
تھے ؛ یعنے صحابی مجتہد ہو یا عامی ہر ایک پر بھی واجب تھا کہ جو حضرت فرماتے
اپنی اپنی سمجھ کے موافق عمل مین لاتے ؛ اور ایسا فرق نہین تھا کہ جو کوئی
مجتہد ہوتا تو وہ حضرت کے فرمانے کے موافق اور اپنی دریافت کے مطابق

عمل کر لینا اور جو کوئی مجتہد نہوتا تو حضرت کے قول کو چہوڑ کر اور کسی صحابی جو مجتہد تھے مثلاً ابو بکر یا عمر اونکی تقلید کرتا ؛ تو پہر اس مین کیا سر ہے کہ اس زمانے مین اگر کوئی شخص غیر مجتہد جب کوئی حدیث معتبر کتاب مین پاوے یا کوئی معتمد عالم سے سنے تو اوسکو اوس پر عمل کرنا جائز نہووے بلکہ کسی مجتہد کی تقلید اوسپر واجب ہو ؛ جواب باللہ التوفیق ومنہ التحقیق پہلے جاننا چاہیے کہ کوئی حکم حدیث کی رو سے جو کسی کے حق مین ثابت ہوتا ہے تو اوسمین تین چیز ضرور ہے ؛ یعنے ہر شخص جب تک تین چیز کو نہ جانے تب تک کوئی حکم کسی حدیث سے اوس کے حق مین ثابت نہین ہوتا ؛ پہلا جانے کہ یہ کلام حضرت کا ہے ؛ دوسرا جانے کہ مراد اس حدیث سے کیا ہے یعنے اوس کلام سے جو غرض ہو اوسکو سمجھے ؛ تیسرا جانے کہ یہ حکم ہم پر ہے یعنے اس حکم مین ہم بہی داخل ہین دوسرون کے واسطے خاص نہین ہے ؛ کیونکہ اگر کوئی ان تین باتون سے ایک بات کو نجانے گا تو اوسکے حق مین وہ ثابت نہوگا ؛ مثلاً اگر حضرت کی کلام ہونے مین شک ہو جیسا کہ کوئی حدیث کا فر یا فاسق سے سنے تو وہ حکم ثابت نہین ہوتا ہے ؛ اور ایسا ہی اگر کسی حدیث کی مراد کو نہ سمجھے جیسا کہ حدیث مجمل تو جب تک مراد اوسکی نہ سمجھے گا تو کیا عمل کریگا ؛ اور اسیطرح سے جب جانے کہ یہ حکم مجہ پر نہین ہے بلکہ دوسرونکے حق مین ہے جیسا حکم منسوخ کہ اگلے مسلمانون کے حق مین تہا تو وہ حکم بہی ثابت نہین ہوتا ہے ؛ جب یہ

بات معلوم ہوئی تو جانو کہ حضرت پیغمبر علیہ السلام جب کسی کو خطاب کرکے
کوئی حکم فرماتے تھے تو اوس شخص کے حق مین یہ تینون باتین پائی جاتی تھین
؛ پہلا امر تو ظاہر ہے کہ جب کسی مسلمان نے حضرت کی زبان سے کوئی حکم
سنا تو بے شبہہ جانا کہ یہ حکم رسول خدا صلعم کا ہے ؛ اور دوسرا امر بھی پایا جاتا تھا اسواسطے
کہ حضرت علیہ السلام ہر ایک کو اوسکے سمجھ کے موافق حکم فرماتے تھے کہ کسی طرح
سے اوسکو شبہہ باقی نرہتا تھا جیسا مشہور ہے کہ حضرت نے خود فرمایا ہے ؛
کَلِّمُوا النَّاسَ عَلٰی قَدْرِ عُقُولِہِمْ ؛ بات کرو لوگونکے ساتھ اونکی سمجھ کے موافق یعنی
لوگونسے بات اس اندازے سے کرو کہ اون کی دریافت مین آجاوے پھر اگر
کوئی شخص لائق اور ذہین ہوتا تو اوسکو اجمال اور کنایہ سے فرماتے اور اگر ایسا
نہوتا تو حسب حال اوسکے خوب واضح کرکے ارشاد کرتے کہ اوسکو کچھ شبہہ نرہتا ؛
جیسا کہ مشکوۃ شریف کی کتاب العلم مین ہے ؛ عَنْ اَنَسٍ رض قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی
اللہ علیہ وسلم اِذَا تَکَلَّمَ بِکَلِمَۃٍ اَعَادَہَا ثَلٰثًا حَتّٰی تُفْہَمَ عَنْہُ یعنی انس رض نے کہا ہے کہ پیغمبر
خدا جب کوئی بات فرماتے تو تین بار ارشاد کرتے تاکہ بے شبہہ خوب سمجھا جاوے
؛ اور اگر کوئی کلام مبہم ہوتا تو وہ شخص مخاطب اپنے حال کے قرینے سے یا حضرت
کے حال سے یا اور بعضے لوگون کے حال سے یا اپنے سوال کے قرینے سے
یا حضرت کے کلام کے سیاق سے یا اور لوگون کی گفتگو کی رو سے حضرت
کی مراد سمجھ لیتا جیسا کہ انشاء اللہ تعالی مثال اوسکی آگے مذکور ہوگی ؛ اور بعضا

کلام ظاہر کے خلاف ہوتا تھا کہ ہر کوئی اوس کی کنہ کو نہین پہنچتا تھا بلکہ وے
صحابی بہی کہ حضرتؐ کی صحبت مین اکثر حاضر رہتے تہے اور حضرت کی عادت سے
خوب واقف تہے اور آپ کی صحبت کی تاثیر کے سبب اون کے دل مین صفائی
اور روشنی ہو گئی تہی کہ سخن کی تہ پہنچتے تہے اور حضرت کی مراد اور غرض کو خوب
دریافت کرتے تہے جیسا کہ حضرت عائشہ رض کا حال تہا ؛ اور نمونے کیواسطے
اوسکی مثال آگے مذکور ہوگی ؛ اور اگر کلام ایسا مبہم ہوتا کہ مخاطب کسی طرح سے
بہی نہ بوجہتا تو وہ ثانیا پوچہتا جیسا کہ بہت سی حدیث مین آیا ہے کہ حضرتؐ نے
اولا ایک بات فرمائی پہر کسی صحابی نے پوچہا کہ یا رسول اللہؐ اس سے کیا مراد ہے
حاصل کلام یہ ہے کہ بعضا کلام حضرتؐ کا مبہم اور خلاف ظاہر ہوتا تہا پر مخاطب
اوسکی مراد کو کسی ایک طور سے سمجہہ لیتا ؛ اور ان باتون کی تفصیل اور ہر ایک
کی مثل لکھنے مین کلام دراز ہوگا اس واسطے یہان مجمل لکہا گیا ؛ انشا اللہ تعالیٰ
شرطونکے بیان مین بطور نمونے کے حال اور مثال اوسکا معلوم ہوگا ؛ اور تیسرا
امر یعنے اس بات کو جاننا کہ یہ حکم ہم پر ہے یہ بہی اوس شخص کے حق مین حاصل
ہوتا تہا اس لیے کہ جب حضرت نے اوسکو خطاب کرکے کوئی حکم فرمایا تو ظاہر
ہے کہ اوسکے حق مین ہے اگر دوسرے پر خاص ہوتا تو اوسکو کیون فرماتے ؛
پہر بعد حضرت کے ان تینون باتون کو جاننا بہت دشوار ہوا ؛ اسواسطے کہ پہلا
امر یعنے یقین کرنا کہ یہ حدیث شریف ہے اور یقین اوسکو کہتے ہین کہ بغیر شبہہ اور

بدون تردد کے کسی چیز کو جاننا ؛ اور حدیث مین یقین حاصل ہونے کی دو صورت ہے ایک تو یہ کہ اپنے کان سے حضرت کی زبان مبارک سے سنے اور بعد انتقال حضرتؐ کے یہ صورت اختیار سے جاتی رہی ؛ اور دوسری صورت یہ کہ خبر تواتر سے سنے ؛ اور اوسکی صورت یہ ہے کہ نقل کرنے والے اوس حدیث کو ہر زمانے مین اسقدر آدمی ہون کہ عقل ہرگز تجویز نکرے کہ اتنے لوگ سب کے سب جھوٹھ کہتے ہین ؛ اور خبر تواتر مین یہ بھی ضرور ہے کہ ابتدا سے انتہا تک ہر زمانے مین اور ہر طبقے مین اسقدر راوی ہون کہ ایک دوسرے سے برابر سنتے چلے آتے ہون اور ایسی ہی نقل کو تواتر کہتے ہین اور ایسی حدیث کو متواتر ؛ اور حدیث متواتر مین ہر ایک راویون کا حال تحقیق کرنا اور ہر ایک کی عدالت اور صداقت کو ثابت کرنا ضرور نہین ہے ؛ پھر ایسی روایت سے اوس حدیث مین یقین حاصل ہوتا ہے ؛ کیونکہ عادت جاری ہے کہ جب کسی بات کو اس قدر آدمی نقل کرتے ہین تو سنتے ہی ہر ایک کو یقین آجاتا ہے ؛ مثال اوسکی بغداد کسی شہر کا نام اور سکندر کسی بادشاہ کا نام اور اسی طرح سے قرآن شریف کے کلام خدا ہونے پر ہم لوگون کو جو یقین ہے تو اوسکا سبب سوا اسکے نہین ہے کہ نقل متواتر سے ثابت ہے کہ حضرتؐ نے اوس کو خدا تعالی کا کلام فرمایا ہے ؛ پھر بعد حضرت کے جب پہلی صورت متعذر ہوئی تو یقین حاصل ہونے کے لیے ایک صورت تواتر کی باقی رہی ؛ پھر اگر اتنے راوی اوس حدیث کے نہون

توہرگز یقین حاصل نہو گا ٭ تو اب ہر حدیث مین اسطرح کا یقین حاصل ہونا متعذر ہے کیونکہ حدیث متواتر بہت تہوڑی ہے ٭ اسواسطے اللہ تعالی نے گمان غالب کو یقین کے قائم مقام فرمایا ہے ٭ یعنے جب کسی کو گمان غالب ہو کہ یہ کلام پیغمبر خدا کا ہے تو وہ حدیث اوس شخص کے حق مین ثابت ہوگی ٭ اور گمان غالب جب حاصل ہوتا ہے کہ اوسکے راویکا حال خوب دریافت کرے

جیسا کہ مشکوۃ کی کتاب العلم مین ہے ٭ عن ابن سیرین قال اِنَّ ہٰذا العِلمَ دِینٌ فَانظُرُوا عَمَّن تَاخُذُونَ دِینَکُم رواہ مسلم ٭ روایت ہے ابن سیرین سے کہا کہ یہ علم دین ہے یعنے قرآن اور حدیث یہی دین اور اسلام ہے سو خوب نگاہ کرو کہ کس شخص سے سیکہتے ہو دین اپنا ٭ یہ کلام اشارہ ہے اہتمام اور احتیاط کرنے کیطرف دریافت کرنے مین احوال راوی کے ٭ یعنے حدیث کے راوی کو خوب تحقیق کیا چاہیے کہ پرہیزگار دیانت دار راست گفتار نیک کردار ہو ٭ اور نہ لیا چاہیے حدیث کو ہر کسی سے جو کوئی روایت کرے ٭ خصوصاً صاحب غرض جو نیا مذہب نکالنے والے جدا طریقہ رواج دینے والے ہون کیونکہ وے نیا مذہب رواج دینے کے واسطے بہت سی باتین دین مین افترا کرینگے اور جہوٹہہ حدیثین لوگونکو سنا دینگے ٭ یہ خلاصہ ترجمہ شرح فارسی مشکوۃ کا ہے ٭ پہر جب کسی کو راوی کی عدالت اور صداقت اور حفاظت پر یقین ہوگا تو اوسکے حق مین اوس

کلام کے حدیث ہونے پر گمان غالب حاصل ہوگا کیونکہ جب کوئی اپنے
افعال مین عادل اور اقوال مین صادق ہوتا ہے تو ظاہر حال سے اوسکے
یہ سمجھا جاتا ہے کہ حدیث کی روایت مین بہی وہ سچا ہوگا کیونکہ جھوٹھہ کہنا حرام
ہے ؛ خصوصا پیغمبر علیہ السلام پر جہوٹھہ بانکوا افترا کرنا بڑا گناہ ہے اس لیے
ایسے شخص کی روایت پر گمان غالب ہوتا ہے ؛ لیکن یقین حاصل نہین
ہوتا ہے اسواسطے کہ یقین جب حاصل ہووے کہ کسی طرح کا شبہہ اور
احتمال باقی نرہے ؛ اور حال یہ ہے کہ عقل کے نزدیک ایسے شخص کا بہی
کاذب ہونا جائز ہے اسواسطے کہ ہم تو صرف اوسکے ظاہر حال پر مطلع ہوسکتے
ہین اور اوسکی نیت اور ارادے اور اعتقاد پر تو خدا تعالیٰ ہی واقف ہے ؛
کیونکہ بعضے لوگ ایسے بہی ہوتے ہین کہ اگرچہ ظاہر مین نیک کار خوش اطوار
ہین لیکن باطن ہین منافق اور دین مین مفسد جیسا کہ اگلے زمانے مین وضاع
لوگ گذرے ہین ؛ اور بعضے آدمی ایسے بہی ہوتے ہین کہ اگرچہ ظاہر اور باطن
مین نیک ہین لیکن کسی غرض کے سبب سے یا اپنے زعم مین کسی ضرورت
کی جہت سے کبہی جہوٹھہ کہتے ہین اور اپنے اعتقاد مین اوسکو دین داری
سمجھتے ہین ؛ جیسا کہ مولانا عبد العزیز رح نے رسالہ اصول الحدیث مین لکھا ہے
کہ نوح ابن ابی عصمت کہ فاضل اور ثقہ تہا قرآن کی سورتون کی فضیلت مین
اوسنے بہت سی حدیثونکو وضع کرکے رواج دیا تہا اور مشہور کیا تہا ؛ پہر جب

اوسکو لوگون نے پکڑا اور سند اوسکی مانگی اور سخت تنگ کیا تب لاچار ہوکر اقرار کیا کہ مین نے ان حدیثونکو بنایا ہے اور نیت میری خیر تھی کیونکہ مین نے لوگونکو دیکھا کہ قرآن کی طرف کم متوجہ ہین اور دوسرے علوم کی طرف مثل تواریخ اور فقہ کے زیادہ مشغول رہتے ہین تو لوگونکو رغبت دلانے کے واسطے یہ سب حدیثین بنائین تاکہ ثواب کی رغبت سے یا اور کسی دنیاوی مطلب کی طمع سے اکثر قرآن پڑہین اور بیشتر تلاوت مین مشغول رہین اور سورتین یاد کرین اور اسی طرح سے بعضے واعظ اچھے کام مین رغبت دلانیکے واسطے یا برے کام سے ڈرانے کے لیے حدیث ضعیف بلکہ حدیثین وضعی بہی کہتے ہین باوجودیکہ جھوٹہ بات کو حضرت کی طرف نسبت کرنی ہر صورت مین اور ہر تقدیر مین حرام ہے اور راوی مین ایک امر اور بہی ضرور ہے وہ یہ ہے کہ فہم اور ضبط اور حفظ یعنی جو کچہ اوسنے سنا ہو خوب سمجھتا اور ضبط کرتا اور یاد رکھتا ہو اگر اوسکی فہم مین نقصان یا احاطہ مین قصور یا قوت حافظہ مین کچہ خلل ہوگا تو اوسکی روایت پر بہی اعتماد نہوگا پھر جانو کہ راوی کی عدالت اور صداقت اور حفاظت پر یقین حاصل ہونیکا دو طریق ہے اول یہ ہے کہ اوسکی صحبت مین ایک مدت دراز رہکر خوب افعال اور اقوال اوسکے دریافت کرے دوسرا یہ ہے کہ غائبانہ اوسکا حال مفصلا تواتر سے معلوم کرے یعنی اسقدر لوگ اوس کی عدالت اور صداقت اور حفاظت کو بیان کرین کہ ہر گز عقل تجویز نکرے کہ یہ سب کے سب

اوسکی جھوٹھ تعریف کرتے ہین تو اس صورت مین اوسکی عدالت اور صداقت
اور حفاظت پر یقین ہوگا خلاصہ یہ ہے کہ اگر درمیان اوسکے اور حضرت علیہ السلام
کے ایک راوی ہو تو فقط اوسی کا حال اون دو صورت مین سے ایک طور سے
یقین حاصل کرے اور اگر ایک واسطے سے زیادہ ہو تو پچھلے راوی کا حال اون
دونون طریق سے معلوم ہو سکتا ہے لیکن اوسکے اوپر کے راویون کا حال
جو فوت کر گئے ہین روایت سے دریافت ہونا ممکن نہین ہے صرف تواتر سے
اونکا حال معلوم ہو سکتا ہے ؛ الغرض جب سب راویون کی عدالت اور
صداقت اور حفاظت پر کمال یقین حاصل ہوگا تو اوس حدیث پر گمان غالب
ہوگا ؛ اور اگر کسی راوی کے ان سب حالات پر یقین کلی حاصل نہو بلکہ اگر کسی
طرح کا بھی اوسکے حال مین شبہہ واقع ہو حتی کہ اگر کوئی راوی مجہول الحال ہو
یعنے وہ سب صفات جو راوی مین شرط ہین کچھ معلوم نہو تو اوس حدیث مین
یقین کا تو کیا گذر ہے گمان غالب بھی حاصل نہوگا ؛ اور یقین یا گمان غالب
جب تک کسی حدیث پر نہو تو اوسکو روایت کرنا جائز نہین ہے جیسا کہ مشکوۃ کی
کتاب العلم مین ہے عن ابن عباس رض قال قال رسول اللہ اتقوا الحدیث
عنی الا ما علمتم الخ یعنے پرہیز کرو تم حدیث کی روایت کرنے کو مجھسے مگر جس حدیث
کو کہ یقین جانو کہ وہ مجھسے ہے آخر تک ؛ اور مشکوۃ کی باب الاعتصام بالکتاب
والسنہ مین ہے وعن ابی ہریرۃ رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کفی بالمرء کذبا

اَنْ یُّحَدِّثَ بِکُلِّ مَا سَمِعَ یعنے بس ہے مرد کو جھوٹھہ کہنے مین اسقدر کہ حدیث
کرے یعنے روایت کرے جو کچہ سنے ؀ یعنے اگر کوئی کسی طرحکا جھوٹھہ نکہے
لیکن جو کچہ لوگون سے سنے بے تحقیق کیے ہوے اوسکو روایت کرے تو اسی
قدر بس ہے جھوٹھہ کہنے کو ؀ تو معلوم کیا چاہیے کہ جب آدمی بے تحقیق کسی
بات کے نقل کرنے مین دروغ گو بنتا ہے تو کوئی حدیث بے تحقیق اور بدون
علم کے روایت کرنے مین اوسکا کیا حال ہوگا ؀ پہر اس زمانے مین بہی اگر
کوئی چاہے کہ کسی حدیث کو خود تحقیق کرے تو اوس پر واجب و ضرور ہے
کہ اپنے اوستاد سے یعنے جس سے اوس حدیث کو سنا اوس سے لیکر صحابی
تک جتنے راوی گذرے ہین ہر ایک کا حال الگ الگ کما حقہ اوسی طور سے
کہ سابق مذکور ہوا خوب دریافت کرے ؀ پہر جب ہر ایک راویکا حال بالتفصیل
یعنے عدالت اور صداقت اور حفاظت ہر ایک کی یقین سے معلوم ہوجاوے
تب وہ حدیث اوسکے حق مین ثابت ہوگی ؀ اور اگر ایک راوی کے حال مین
بہی شبہہ گذریگا یعنے اگر کسی راوی کی عدالت یا صداقت یا فہم یا ضبط یا حفظ
مین یقین نہوگا تو اوس حدیث مین بہی شبہہ ہوگا اور اوسکے حق مین وہ حدیث
ثابت نہوگی ؀ پہر اس زمانے مین سب اویو نکا حال دریافت کرنا بہت مشکل
ہے بلکہ متعذر ہے ؀ کیونکہ کس قدر لوگ گذرے ہین کہ اونکا احوال جز تواتر سے
تو کیا معلوم ہوگا نام بہی اونکا مشہور نہین ہے ؀ اور سابق مذکور ہوا ہے کہ راویونکے

حال کو بالیقین جاننا ضرور ہے ✤ اور یقین سے جاننے کی دو ہی صورت ہے
یا تو خود مدت دراز اوسکی صحبت مین رہے یا خبر تواتر سے سنے ✤ اور بعضے
لوگون سے اوسکا حال سننا یا کسی کتاب تواریخ مین دیکھنا کفایت نہین کرتا ✤
پہر جب یہ معلوم ہوا تب جانو کہ کسی حدیث کو فقط کسی کتاب معتبر مین دیکھنا
یا صرف کسی عالم معتمد سے سننا کسی کے حق مین کافی نہوگا ✤ کیونکہ اوسکے
حق مین ثابت ہونی موقوف اس بات پر ہے کہ وہ شخص خود اپنی تحقیق
سے احوال سب راویون کا بالیقین معلوم کرے ✤ اور ان دونون صورتون
مین راویونکا حال کچہہ ثابت نہوا ✤ اور بالفرض اگر حاصل ہوا ہو تو اوس
شخص کے حق مین ثابت ہوا کہ جس نے اوس کتاب کو جمع کیا تہا یا خود یاد
رکہا تہا ✤ طالب کے حق مین تو یہ ضرور ہے کہ سب کا احوال خود تحقیق کرکے
اور تواتر سے سنے تب اوسکے حق مین ثابت ہوگا ✤ اور اس مقام کے بیان
اور تحقیق سے کوئی یہ نہ سمجھے اور نہ کہے کہ اس تقدیر مین کسی کتاب حدیث
بلکہ کسی حدیث پر اعتماد نہ رہا اور سب مین شک اور شبہہ پڑ گیا سو جواب اوسکا
یہ ہے کہ فرق ہے درمیان تحقیق اور تقلید کے یعنے کسی حدیث کے پانیکا
دو طریق ہے ✤ ایک یہ کہ طالب آپ تلاش کرکے ثابت کرے ✤ دوسرا یہ
کہ کسی عالم محقق کی پیروی کرے خواہ اوسکی زبان سے سنکر یا اوسکی کتاب
مین دیکہکر ✤ اور سابق جو مذکور ہوا تحقیق کا بیان تہا اور تقلید کی صورت دوسری

ہے ؛ پھر اگر ایک شخص نے کسی عالم محقق پر اعتماد کرکے اوس کی کتاب
مین ایک حدیث پائی اور اوسکو مان لیا تو حقیقت مین اوس حدیث کی یہ
نسبت اوسکے مصنف کی تقلید ہوئی اور اوس عالم کی صرف پیروی ٹھہری
اپنی کچھ تحقیق نہوئی ؛ پھر اس زمانے مین جو شخص آرزو رکھے کہ تقلید کسی مجتہد
کی نکرے بلکہ خود آپ جو حدیث مین پاوے عمل کرے تو یہ ہوس اوسکی
ہرگز حاصل نہوگی ؛ کیونکہ کوئی حدیث حاصل کرنے مین اوسکو کسی عالم
کی تقلید کرنی ضرور ہوگی اور کسی کتاب کی پیروی ناچاری کرنی پڑیگی تو
جس سے بھاگیگا آخر کو اوسی مین جا گریگا ؛ اور دوسری بات یہ ہے کہ
بالفرض اگر کسی غیر مجتہد نے کسی عالم کی تقلید کرکے اوسکی کتاب پر اعتماد
کرلیا اور تقلید کے لحاظ سے حدیث پر اس کتاب کی اعتقاد کیا ؛ لیکن
حدیث کی مراد کو سمجھنے کے واسطے اور اُسنے حکم نکالنے کے لیے جو سب
شرطین ضرور ہین جیسا کہ آگے مذکور ہونگین کہانسے حاصل کریگا ؛
آخر کو گھبرا گھبرا کر لاچار ہوکے اوس حدیث کی مراد سمجھنے اور حکم نکالنے
مین اوسکو کسی عالم مجتہد کی تقلید کرنی ضرور ہوگی ؛ تو حقیقت مین پھر
انتہا اور ٹھکانا اوسکا تقلید کی طرف رجوع کریگا ؛ تو پھر ابتدا ہی سے اوسنے
کیون نہین اپنے اوپر تقلید کسی مجتہد کی واجب کرلی تھی ؛ اور افسوس
صد افسوس ہے اوسکے حال پر کہ جو شخص امام اعظم مجتہد مقدم کی تقلید

انکار کرے اور عار رکہے اور پہر آخر مین دوسرے عالم کی کہ جنکو نسبت
شاگردی کی بہی ان حضرت رح کے ساتہہ نہین ہے تقلید کرے ؛ خدا
ہمکو اپنی پناہ مین رکہے ایسی حماقت اور ضلالت سے ؛ اور امام ابوحنیفہ
رح نے جو فرمایا ہے کہ اُتْرُکُوا قَوْلِی بِخَبَرِ الرَّسُوْلِ صلی اللہ علیہ وسلم تو اوسکے معنے
یہ ہین کہ جب تم کوئی حدیث کو اپنی تحقیق سے پاؤ تو ہمارے قول کو جو ہم نے اپنے اجتہاد
سے کہا ہے اُسکو چہوڑ دو ؛ پہر جو قول اونکا کسی آیت یا حدیث یا اجماع
کے موافق ہو تو وہ حقیقت مین اونکا قول نہین ہے بلکہ حکم خدا اور
رسول کا ہے اوسکو چہوڑنے کے کچہہ معنے نہین ؛ پس جو حکم اجتہادی امام کا ہی اوسکی
بہ نسبت امام نے یہ فرمایا ہے ؛ لیکن یہ کلام امام کا حکم ہر خاص و عام کی حق مین
نہین ہے کیونکہ اگر عام ہوتا تو یون فرماتے تَرَکَ قَوْلِی کُلُّ مَنْ سَمِعَ خَبَرَ الرَّسُوْلِ یعنی جو
کوئی کہین سے کوئی حدیث سنے تو چہوڑ دے ہماری قول کو ؛ بلکہ یہ حکم امام کا خطاب
خاص ہے اپنے شاگردون کے لیے کہ جنکا مرتبہ حدیث کی تحقیق کا تہا اور اونکو
لیاقت اور قدرت حدیث پر عمل کرنے کی تہی جیسے امام ابی یوسف اور امام محمد اور امام
زفر وغیرہ اسواسطے کہ حدیث پر عمل کرنے کیواسطے ایک شرط جو سابق مذکور ہوئی
اوسکے سوا اور بہی بہت سی شرطین ہین کہ آگے مذکور ہونگی ؛ اور اون سب
شرطون کا پایا جانا عوام مین غیر ممکن ہے بلکہ اس زمانے کے عالمون مین
بہی متعذر رہے ؛ لیکن خدا تعالیٰ قادر ہے کہ کسی کو وہ رتبہ اپنے فضل سے

عنایت کرے ؛ جیسا کہ جواب سابق مین شرحِ سفر السعادت سے منقول
ہوا پھر اگر کوئی اس مقام کو دیکھکر شبہہ کرے اور کہے کہ جب مقلد کو حدیث
پر عمل کرنا درست نہین ہے تو پھر سابق کے مسلون مین حدیثون سے
ثبوت تم دلیل لائے ہو ؛ تو جواب اوسکا یہ ہے کہ ہم نے اون مسلون کو
کہ سابق ذکر کیا ہے اوس سب کو ہمارے امام نے قرآن اور حدیث
سے استنباط کیا اور فقہ کی کتابون مین ثابت ہوا ہے ؛ لیکن جبکہ بعضے
لوگ کہتے ہین کہ فلانا مسئلہ فقہ کا غلط ہے حدیث سے ثابت نہین ہے
اسواسطے ہم نے اون مسلون کی دلیل کو حدیثون سے جن جن کتابون
سے پایا بیان کیا تا کہ عوام کو ان مسلون مین شبہہ نپڑے ؛ اور جو مسئلہ کہ
امام سے ثابت ہوا ہے صرف اوسکی دلیل کو بیان کرنا مقلد کے حق
مین ممنوع نہین ہے ؛ اسکے بعد یہ جانو کہ اگر کوئی حنفی کسی حدیث کو
اوس کتاب مین پاوے کہ جمع کرنے والا اوسکا حنفی نہو جیسا کہ مشکوٰۃ
اور بلوغ المرام وغیرہ تو دو حال سے خالی نہین ہے ؛ یا تو امام اعظم کے
قول کے موافق ہو گی یا مخالف ؛ اگر موافق ہوئی تو کچھ کلام نہین اور اگر مخالف
ہوئی تو اس حدیث پر عمل کرنا حقیقت مین اس عمل کی بہ نسبت اوسکی
مصنف کی تقلید کرنی ہوئی ؛ اور امام اعظم کی تقلید سے منہ پھرانا ؛ حالانکہ
اوس قول مخالف کی ترجیح کی کوئی وجہ نہین ہے اسواسطے کہ امام اعظم کا

قول بہی البتہ کسی آیت یا دوسری حدیث یا اجماع سے ثابت ہے صراحۃً ہو یا ضمناً ہو ؛ اور یہ گمان نہین ہو سکتا ہے کہ حدیث صحیح غیر منسوخ معلوم ہوتی امام نے اپنے قیاس سے کہا ہو ؛ کیونکہ قیاس پر عمل کرنا جب جائز ہوتا ہے کہ قرآن اور حدیث اور اجماع مین پایا نجاوے ؛ اور یہ شبہہ بہی محض بے جا ہے کہ امام کو اوس حدیث کی خبر نہین پہنچی تہی اس واسطے کہ اوس زمانے مین بہت سی صحابی موجود تہے اور وہ زمانہ تابعین کا تہا اور لوگ حدیثونکو صرف زبانی یاد رکہتے تہے اور ڈر سے بہولنے کی عالمون مین اکثر چرچا اوسکا رہتا تہا ؛ تو اگر وہ حدیث صحیح غیر منسوخ ہوتی اور حضرتؐ کا بہی عمل اوسپر ہوتا تو ظاہر یہی ہے کہ وہ حدیث البتہ مشہور ہوتی اور لوگون کے عمل مین آتی پہر صرف یہ گمان اور شبہہ کرکے امام اعظم کی تقلید سے بہاگنا اور دوسرے محدث کی طرف دوڑنا دین مین کہیل کرنا ہے نعوذ باللہ منہ ؛ بلکہ ظاہر اور غالب یہی ہے کہ ترجیح امام اعظم کے قول کو ہی اسواسطے کہ امام اعظم کا زمانہ حضرتؐ کے بہت قریب تہا ؛ وہ اس زمانے مین تہے کہ جس کی خیریت کی گواہی حضرت علیہ السلام نے دی ہے کیونکہ وہے تابعین سے تہے اور بیس صحابی سے انکو ملاقات ہوئی اور سات صحابی سے انہون نے حدیث روایت کی ؛ جیساکہ درمختار کے خطبے مین لکہا ہے اور تین سو تابعین سے حدیث کو سنا ؛ اور کئی صندوق حدیث

ہی کتابون کے اوسنکے پاس تہے جیساکہ شرح سفر السعادت کے خطبہ مین
مرقوم ہوا ہے ؛ پہر ظاہر یہی ہے کہ جس قدر انکو حدیث صحیح پہنچی تہی
اور جتنی انکو حدیث کی تحقیق حاصل ہوئی تہی باقی مجتہدونکو اور حدیث کی کتاب
جمع کرنے والونکو جو اونکے بعد ہوے ایک کو بہی یہ بات حاصل نتہی ؛ پہر
جو حدیث کسی مخالف کی کتاب مین ہوگی تو وہ حدیث وضعی ہوگی یا ضعیف
یا منسوخ یا ماول کسی تاویل کرکے جیساکہ جواب سابق مین تفصیل اوسکی
شرح سفر السعادت سے مذکور ہوئی ؛ چنانچہ امام اعظم کے بعد ہزارون
علما و فضلانے جو امام اعظم کے مسائل اور دلائل کو حدیث کی کتابون
سے ملایا تو اگر کبہی کسی حدیث کو اُن کے مذہب کے خلاف پایا تو آخر
بعد تحقیق کے یون معلوم ہوا کہ وہ حدیث وضعی تہی یا ضعیف یا منسوخ یا
ماول یا اسکے مقابل مین دوسری حدیث زیادہ قوی ہے جیساکہ آمین
بالجہر کی اور رفع یدین کی حدیث کا بیان سابق مذکور ہو چکا ہے ؛ اور اسی
طرحسے جتنی حدیث مخالف ہین سب کا یہی حال ہے ؛ تفصیل اسکی فقہ
کی بڑی بڑی کتابون مین ہے جیساکہ فتح القدیر اور بحر الرائق اور مواہب الرحمان
اور تبیین الحقائق اور کافی اور شروح ہدایہ اور تخریج الہدایہ وغیرہ ؛ جسکو اس
بات مین شبہہ یا تردد ہو تو اگر وہ کچہ علم رکہتا ہے تو چاہیے کہ وہ فقہ اور اصول
فقہ کی کتابین دیکہے ؛ اور اگر وہ شخص جاہل ہے تو اوسکے حق مین اسیقدر

کافی ہے کہ بیشمار علما اور بے حساب ولیا اون کے مقلد تھے اور مرتے دم تک انہین کی پیروی کرتے رہے ہے ؛ اور تمام جہان کے مسلمانون مین تخمینا نین حصے حنفی ہونگے اور ایک حصہ اور مذہب والے ؛ اور مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کہ اصل مقام دین و شریعت کا ہے حاکم اور قاضی اور مفتی وہان کے امام اعظم کے مذہب کے موافق احکام شرع کو جاری کرتے ہین ؛ اور پہلا امر یعنے یقین کرنا کہ یہ کلام حدیث ہے جیسا اسمین راوی کی عدالت اور صداقت اور حافظت تحقیق کرنی ضرور ہے ؛ ایک اور امر بہی ضرور ہے ؛ اور وہ یہ ہے کہ معلوم کرنا اسکا کہ راوی نے آیا حضرت کے قول کو بالفاظہ اور بعبارتہ یعنے بدون تغیر اُسکے لفظون مین نقل کیا ہے یا اپنی سمجہ کے موافق مطلب وسکا اپنی عبارت مین ادا کیا ہے ؛ اگر اول ہے تو مقبول ہے اور اگر ثانی ہے تو پہر دو حال سے خالی نہین ہے ؛ اگر راوی مجتہد ہے تو مقبول ہے اور نہین تو مردود کیونکہ اکثر کلام حضرت علیہ السلام کا جوامع الکلم سے ہے ؛ یعنے لفظ تہوڑے اور معنی بہت اور بعضا کلام مبہم یا خلاف ظاہر ؛ پہر جو مجتہد ہے تو البتہ حضرت کی مراد کو سمجہ سکتا ہے اور غیر مجتہد اُن سب معانی کو ضبط نکر سکیگا اور غرض حضرت کی اکثر نہ سمجہیگا تو پہر اکثر غلطی مین پڑجایگا ؛ اس لیے اوسکی روایت پر اعتماد نہین ؛ جیساکہ مشکوۃ کی کتاب العلم مین ہے وعن ابن

مسعود رض قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ علیہ وسلم نَضَّرَ اللّٰہُ عَبْدًا سَمِعَ مَقَالَتِی فَحَفِظَہَا وَوَعَاہَا وَاَدَّاہَا فَرُبَّ حَامِلِ فِقْہٍ غَیْرِ فَقِیْہٍ وَرُبَّ حَامِلِ فِقْہٍ اِلٰی مَنْ ہُوَ اَفْقَہُ مِنْہُ لِلْحَدِیْثِ تروتازگی دیوے خدا اوس بندیکو کہ جنسی سنا ہمارے کلام کو پہر یاد کیا اوسکو جیسا سنا اور نگاہ رکہا اوسکو اور پہنچایا اوسکو لوگون کو آخر تک وعن ابن مسعود رض قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم یَقُوْلُ نَضَّرَ اللّٰہُ اِمْرَءً سَمِعَ مِنَّا شَیْئًا فَبَلَّغَہٗ کَمَا سَمِعَہٗ فَرُبَّ مُبَلَّغٍ اَوْعٰی لَہٗ مِنْ سَامِعٍ یعنے تازگی بخشی خدا اوس مرد کو جس نے سنا مجہسے کوئی کلام پہر پہنچایا اوسکو جیسا سنا تہا سو بہت پہنچاے گئے زیادہ یاد رکہنے والے ہوتے ہین سننے والے سے ؛ اور مشکوۃ کی شرح مین شیخ عبد الحق دہلوی نے لکہا ہے خلاصہ اسکا یہ ہے کہ یہ حدیث دلالت کرتی ہے اس بات پر کہ حدیث کو بلفظہ روایت کرنا چاہیے اور نقل بالمعنی مین علما کا اختلاف ہے ؛ لیکن مختار یہ ہے کہ اگر راوی کلمات کے موارد کو اور عبارت کے استعمالات کو اور الفاظ کے مقامات کو اور کلمات کے محاورات کو اور نکات اور اشارات اور مقتضیات کو خوب جانتا ہو اور کمال صداقت اور لیاقت رکہتا ہو تو جائز ہے اور نہین تو درست نہین ؛ اسکے بعد دوسرا امر یعنے اس حدیث کی مراد سمجہنی بہت سے امر پر موقوف ہے اس مقام مین بطریق مثال کے چند امور ذکر کیے جاتے ہین ؛ اور وے شرطین کہ جنکا مضمون دقیق ہے اور عوام کو اونکا سمجہنا دشوار ہے

بیان ذکر نہین کیا گیا بلکہ اسکو اصول فقہ اور اصول حدیث کی کتابون پر
حوالے کیا گیا ؛ پہلا یہ کہ اگر وہ شخص عربی ہو تو چاہیے کہ اہل فصاحت
اور بلاغت سے ہو اور اپنی زبان دانی مین مہارت تمام اور مشق کامل
رکہتا ہو ؛ اور اگر عربی سے ایسا ماہر نہو یا عجمی ہو تو علم صرف اور نحو اور لغت
اور بلاغت کے قواعد کو خوب ضبط رکہے اور اصطلاحات اور محاورات
اور استعمالات کو خوب جانے تاکہ لفظی معنے کو اولا سمجھے جیساکہ ماتہ المسائل
مین ہے حافظ ابن حجر نے فتح المبین مین لکہا ہے اَلْبِدْعَۃُ مُنْقَسِمَۃٌ اِلَی
الْاَحْکَامِ الْخَمْسَۃِ لِاَنَّہَا اِذَا عُرِضَتْ عَلَی الْقَوَاعِدِ الشَّرْعِیَّۃِ لَمْ تَخْلُ عَنْ وَاحِدٍ
مِنْ تِلْکَ الْاَحْکَامِ فَمِنَ الْبِدَعِ الْوَاجِبَۃِ عَلَی الْکِفَایَۃِ الْاِشْتِغَالُ بِالْعُلُوْمِ الْعَرَبِیَّۃِ
الْوَاجِبَۃِ الْمُتَوَقِّفِ عَلَیْہَا فَہْمُ الْکِتَابِ کَالصَّرْفِ وَالنَّحْوِ وَاللُّغَۃِ وَالْمَعَانِیْ وَالْبَیَانِ
یعنے بدعت کی پانچ قسم ہین ؛ حرام مکروہ واجب مستحب مباح
کیونکہ جب اوسکو نسبت کیا جاوے قواعد شرعیہ کی طرف تب خالی
نہوگا ایک ان پانچ احکام سے ؛ پہر بدعت واجب علی الکفایہ کی قسم
سے ہے سیکہنا علوم عربیہ کو جو موقوف ہے اس پر سمجہنا قرآن کا
جیسا صرف نحو لغت معانی بیان ؛ اور ایسا ہی سمجہنا حدیث کا بہی موقوف
ہے ان سب علمون پر ؛ اور ماتہ المسائل مین ہے قَالَ الْقَسْطَلَانِیُّ فِیْ
شَرْحِ الْبُخَارِیْ فِیْ بَیَانِ اَحْوَالِ اَبِی الْاَسْوَدِ حَاتِمِ بْنِ عُمَرَ وَبْنِ سُفْیَانَ الدُّئِلِیِّ

وَهُوَ اَوَّلُ مَنْ تَكَلَّمَ فِي النَّحْوِ بَعْدَ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ رض ؛ کہا قسطلانی نی شرح بخاری
مین احوال مین ابی الاسود حاتم کی کہ وہ شخص پہلا ان لوگون کا ہی جسینی بعد حضرت علی رض
کی علم نحو مین کلام کیا یعنی سب کی پہلے تو حضرت علی رض نی علم نحو کو تصنیف فرمایا ہے
اونکی بعد اور لوگون کی بہ نسبت اول ابی الاسود نے علم نحو کو جمع کیا؛ اور اسی بابة المسائل مین
ہے ؛ وفی الدر المنثور عن ابی بکر محمد ابن القاسم الانباری فی کتاب الوقف
وابن عساکر فی تاریخہ عَنِ ابْنِ اَبِیْ مُلَیْکَۃَ قَالَ اَمَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اَنْ لَّا یُقْرِءَ
النَّاسَ اِلَّا عَالِمٌ بِاللُّغَۃِ وَاَمَرَ اَبَا الْاَسْوَدِ بِوَضْعِ النَّحْوِ تفسیر درمنثور مین ہے ابی بکر
محمد ابن قاسم رض سے کتاب الوقف مین اور ابن عساکر سے کتاب تاریخ
مین ابن ابی ملیکہ سے کہ کہا حکم کیا عمر رض نے کہ قرآن نہ پڑہاوے آدمیونکو
مگر جو شخص کہ عالم ہو علم لغت کا ؛ اور حکم کیا انہون نے ابی الاسود کو تصنیف
کرنیکو علم نحو کے ؛ اور کہا ہے حافظ ابن حجر نے فتح المبین مین پانچوین حدیث
کی شرح مین ؛ وَاَمَّا مَا لَا یُنَافِیْ ذٰلِکَ بِاَنْ یَّشْهَدَ لَهٗ شَیْءٌ مِّنْ اَدِلَّۃِ الشَّرْعِ اَوْ
قَوَاعِدِهٖ فَلَیْسَ یُرَدُّ عَلٰی فَاعِلِهٖ بَلْ هُوَ مَقْبُوْلٌ مِّنْهُ کَاسْتِخْرَاجِ عُلُوْمِ اللُّغَۃِ وَالنَّحْوِ وَالْمَعَانِیْ
وَالْبَیَانِ فَذٰلِکَ کُلُّهٗ مَعْلُوْمٌ حُسْنُهٗ ظَاهِرٌ فَائِدَتُهٗ مُعِیْنٌ عَلٰی مَعْرِفَۃِ کِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰی
وَفَهْمِ مَعَانِیْ کِتَابِهٖ وَسُنَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلعم فَیَکُوْنُ مَامُوْرًا بِهٖ وَکَوَضْعِ الْمَذَاهِبِ وَ
تَدْوِیْنِهَا فَاِنَّهٗ مَقْبُوْلٌ مِّنْ فَاعِلِهٖ مُثَابٌ مَّمْدُوْحٌ عَلَیْهِ خلاصہ یہ ہے جو بدعت کہ
کسی دلیل شرع سے کے موافق ہو تو وہ مردود نہین بلکہ مقبول ہے جیسا علم

لغت نحو معانی بیان کہ جس اس سب کا معلوم اور فائدہ اسکا ظاہر اور
کلام اللہ کی دریافت اور قرآن اور حدیث کے معنی سمجھنے پر مددگار ہے
تو یہ سب بہی شرع کا حکم ہے اور اسی طرح سے سب مذہب کو جین
اور مقرر کرنا اور اوسکو جمع کرنا شرع مین مقبول ہے اور فاعل کو اُسکی
آخرت مین ثواب اور دنیا مین تعریف ہے ؛ پہر اُسکے بعد مراد اور غرض
حضرت علیہ السلام کی سمجہنے مین اور بہت سی چیزین بہی ضرور ہین ؛
منجملہ ان شروط کی یہ ہے کہ کلام کے سیاق کو دریافت کرے یعنی اوسکی
رویہ اور روش کو بخوبی سمجہے اسواسطے کہ بہت سے الفاظ حدیث اور قران
کے ہین کہ اگر صرف اُسی ایک جملے مین نظر کیجے تو ایک معنی سمجھی جاتی ہے
اور اگر سیاق اور سباق کی طرف لحاظ کیجے تو مراد اُس کلام کی دوسری
معلوم ہوتی ہے ؛ جیسا کہ مشکوۃ کے باب التیمم مین ہے ؛ خلاصہ اسکا
یہ ہے کہ کہا جابر نے نکلے ہم لوگ کسی سفر مین پہر ہم لوگون مین سے
ایک مرد کا سر پتھر سے ٹوٹا اور بعد اسکے اوسکو احتلام ہوا تب اسنے
ہمراہیون سے اپنے پوچہا کہ آیا تم سمجہتے ہو کہ تیمم ہمارے واسطے درست
ہے ؛ بولے کہ تیرے واسطے تیمم درست نہین اسواسطے کہ تیرے پاس پانی موجود
ہے ؛ اور خدا تعالی نے فرمایا ہے کہ فلم تجدوا ماءً فتیمموا صعیدا طیباً
اگر تم پانی نپاؤ تو تیمم کرو ؛ الغرض لوگون نے صرف اسی آیت پر نظر کر کے

تہا کہ تیمم تجہکو درست نہین ؛ تب لاچار ہوکر اوسنے غسل کیا پہر پانی
اوسکے زخم مین سرایت کرگیا آخر کو وہ مرگیا ؛ جابر رض کہتے ہین کہ
جب ہم سب حضرت علیہ السلام کے نزدیک پہنچے اور حضرت نے اس
قصے کو سنا تو فرمایا قَتَلُوهُ قَتَلَهُمُ اللّٰهُ اَلَا سَاَلُوا اِذَا لَمْ يَعْلَمُوا فَاِنَّمَا شِفَاءُ الْعِيِّ
السُّؤَالُ یعنے فتوی دینے والون نے اوسکو مار ڈالا خدایتعالی انکو مارے
چونکہ اونہون نے بے علم فتوی دیا اسواسطے حضرت نے ان کو بد دعا دی
اور فرمایا کہ اگر تم علم نہین رکہتے تہے تو کس واسطے علما سے نہین پوچہا
کہ نہین ہے روا نادانی اور نارسائی کی مگر سوال کرنا اور پوچہنا عالم سے
خلاصہ اس قصہ کا یہ ہے کہ اون لوگون نے صرف اس ایک آیت کو
ملاحظہ کرکے حکم دیا اور آیت کی آگے اور پیچہے کو نظر نہ کیا کہ اللہ تعالی
پہلے اوسکے فرماتا ہے ؛ وَاِنْ كُنْتُمْ مَرْضَى اَوْ عَلَى سَفَرٍ یعنے اگر تم بیمار ہو یا
سفر مین ہو ؛ اور پیچہے اوسکے فرماتا ہے ؛ مَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ حَرَجٍ
یعنے خدایتعالی ارادہ نہین کرتا ہے کہ کوئی حکم تم پر کرے کہ اُس مین تم
پر سختی اور تنگی ہو ؛ پس کلام سابق اور لاحق سے صاف معلوم ہوتا
ہے کہ مراد اس آیت یعنے فلم تجدوا ماء سے یہ ہے کہ تمکو پانی کے استعمال
پر قدرت نہو تو اس تقدیر مین تیمم درست ہے ؛ تو معلوم ہوا کہ اُس شخص
زخمی کے حق مین تیمم درست تہا اور اسی واسطے حضرت علیہ السلام نے

ناخوش ہو کر اُن کو بد دعا دی نعوذ باللہ من غضب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ؛
خدا بچاوے ایسی نادانی سے کہ حضرت علیہ السلام کی بد دعا مین پڑے ؛ اس حدیث
سے کئی فایدے حاصل ہوے ؛ پہلا یہ کہ بعضا کلام اللہ تعالی کا اگلی یا پچہلی
بات سے علاقہ رکہتا ہے کہ جب تک اوسکو نہ ملایئے تو مراد اوسکی نہین سمجہی
جاتی ؛ دوسرا یہ کہ اگر کسی کو علم اور قدرت قرآن کے مطلب سمجہنے کا نہوا گرچہ
لفظی معنے سمجہتا ہو بلکہ اگرچہ اہل زبان بہی ہو لیکن اوسکے ساتہ بہی اوسکو قرآن
سے اپنی سمجہ کے موافق مسئلہ دینا درست نہین ہے ؛ اور تیسرا یہ کہ جسکو
قابلیت قرآن کی مراد سمجہنے کی نہو تو وہ کسی عالم سے پوچہے اور اپنی راے
اور اپنی عقل ناقص کو قرآن مین دخل ندیوے ؛ اور چوتہا یہ ہے کہ اگر کوئی
بے علم کسی کو غلط مسئلہ بتاوے اور اس مین کچہہ گناہ ہو تو وہ گناہ مسئلہ بتانی
والے پر پڑتا ہے ؛ اور پانچوان یہ ہے کہ جو کوئی ایسا کریگا تو وہ حضرت پیغمبر خدا
کی ناخوشی اور دعاے بد مین پڑیگا ؛ اور ظاہر ہے کہ جب وہ حضرت کی
بد دعا مین پڑا تب عذاب الٰہی مین مقرر گرفتار ہوا ؛ نعوذ باللہ من غضب اللہ
ومن سخط رسول اللہ ؛ اور مشکوۃ کی کتاب العلم مین لکہا ہے ؛ اور یہ حدیث
عمرابن شعیب کی طویل ہے جس قدر یہان درکار ہے لکہا جاتا ہے فَمَا عَلِمْتُمْ مِنْہُ
فَقُوْلُوْا وَمَا جَہِلْتُمْ فَکِلُوْہُ اِلٰی عَالِمِہٖ یعنے حضرت علیہ السلام نے فرمایا سے
جو بات قران سے جانو تو کہو اور جو نجانو تو اوسکو اوسکے عالم کیطرف سونپو

اور اوسی کتاب مین ہے عن ابی ہریرۃ رضی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من افتی بغیر علم کان اثمہ علی من افتاہ یعنے جو کوئی فتوی دیا جاوے بدون علم کے تو گناہ اوسکا اُس پر ہے کہ جس نے اُسکو فتوا دیا * اب خوب غور کرکے سمجھا چاہیے کہ اصحاب حضرت کی اہل زبان تہے قرآن اور حدیث کو خوب سمجھتے تہے کیونکہ اونہین کی زبان کے موافق قرآن اور حدیث وارد ہوا تہا * باوجود اسکے جو لوگ کہ علم اور فہم کامل نہین رکہتے تہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو مسئلہ نکالنے کو اور فتوا دینے کو منع فرمایا اور پیروی کرنی کسی عالم کی ارشاد کیا * پہر جو شخص عجمی ہو اور صرف نحو بلاغت کے قواعد سے بہی واقفیت نرکہتا ہو اور لغت عربی کو نجانتا ہو اور اصطلاحات و استعمالات پر بہی مطلع نہو اور وے علوم کہ قرآن اور حدیث کے سمجھنے کے واسطے ضرور ہین اوس سے تو محض ہی غافل ہو صرف ترجمہ قرآن اور حدیث کا پڑہا ہو تو ایسے کو فتوی دینا اور قرآن اور حدیث سے مسئلہ نکالنا بے شبہہ حرام ہے * اور جب کہ صحابی باوجود ہم زبان اور ہم صحبت ہونے کے حضرت علیہ السلام کی بددعا مین پڑگئے تو پہر ایسے لوگ کہ انکو زبان عربی مین بہی کچہ دخل نہو تو کیا عجب ہے کہ حضرت کی لعنت مین پڑجاوین نعوذ باللہ منہا * بلکہ ایسا شخص خود گمراہی مین پڑکر دوسرونکو بہی گمراہی مین ڈالیگا جیسا کہ مشکوۃ کی کتاب

العلم مین ہے عن عبد اللہ بن عمرو رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ

لَا يَقْبِضُ الْعِلْمَ انْتِزَاعًا يَنْتَزِعُهُ مِنَ الْعِبَادِ وَلٰكِنْ يَقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَاءِ حَتّٰى اِذَا

لَمْ يُبْقِ عَالِمًا اتَّخَذَ النَّاسُ رُؤُسًا جُهَّالًا فَسُئِلُوْا فَاَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ فَضَلُّوْا وَاَضَلُّوْا مُتَّفَقٌ

عَلَيْهِ خلاصہ ترجمہ اس مقام کا یہ ہے کہ آخر زمانے مین علما نہین رہینگے

اوسوقت لوگ جاہلونسے مسئلہ پوچھینگے ؛ تب وی جہال بدون علم

کے فتوا دینگے پہروے آپ گمراہ ہونگے اور دوسرونکو بہی گمراہ کرینگے

؛ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْهُمَا پہر جانو کہ قرآن کی طرح بہت سی حدیثین ہین کہ مراد اونکی

سمجہنی موقوف ہے اگلی یا پچہلی بات پر ؛ اور اکثر ایسا بہی واقع ہوتا ہے

کہ راوی صرف ایک دو جملے حدیث کے نقل کرتا ہے اور کلام سابق کو

یا سخن لاحق کو چہوڑ دیتا ہے ؛ یا اس سبب سے کہ باقی کو بہول گیا

یا اس جہت سے کہ اوس راوی نے اوسی قدر سنا تہا ؛ لیکن جب

اوسکی روایت کو دوسری راویون کی روایت سے ملایا جاتا ہے تب

معلوم ہوتا ہے کہ اس حدیث کے ماقبل یا مابعد یہ جملہ بہی ہے ؛ تو اگر کوئی

صرف حدیث کے اوسی ٹکڑے پر نظر کرے تو ایک مراد سمجہی جاتی ہے

؛ لیکن جب کلام سابق کو یا کلام لاحق کو لحاظ کیا جاوے تو ظاہر ہوتا ہے

کہ یہ مراد نہین ہے بلکہ مراد اس کلام کی دوسری ہے ؛ جیسا کہ یہ حدیث

مشہور اکثر حدیث اور فقہ کی کتاب مین ہے انما الاعمال بالنیات تو اس

کلام کے ظاہر سے یہی سمجہا جاتا ہے کہ ہر عمل موقوف نیت پر ہے ؛

یعنے حکم دنیاوی اور حکم اخروی موقوف نیت پر ہے ؛ اگر کسی عمل مین
نیت پائی جاوے تو وہ عمل صحیح ہوتا ہے اور ثواب بہی ملتا ہے ؛ اور
اگر نیت پائی نجاوے تو عمل باطل ہے یعنے نہ صحت اور نہ ثواب ؛ جیسا
کہ امام شافعی رح اس حدیث کے معنی یہی کہتے ہین ؛ مثلا اگر وضو
مین نیت نکرے تو وہ وضو صحیح نہین ہے اور ثواب بہی نہین اور اس
سے نماز بہی درست نہین بلکہ دوسری بار وضو نیت کے ساتہ کرنا فرض
ہے ؛ اور امام اعظم رح اس حدیث کے معنی یون فرماتے ہین کہ جزا
ہر عمل کی موقوف نیت پر ہے ؛ یعنے حکم اخروی ہر عمل کا موقوف نیت
پر ہے ؛ یعنے اگر نیت ہو کہ یہ کام خدا کی رضا کے واسطے کرتے ہین تو اوسین
ثواب ہے اور اگر خدا کی خوشنودی کی نیت نہو تو ثواب نہین ہے ؛
مثلا وضو مین اگر فرمان برداری خدا کی نیت ہو تو ثواب ہے اور اگر ایسا
نہو برابر ہے کہ اصلا نیت نہو جیسا کوئی تالاب مین بے قصد کے گر پڑا
اور وضو کے اعضا کا غسل اور مسح ہو گیا ؛ یا نیت اور کسی امر کی کیا ہو
جیسا ٹہنڈا ہونا یا ماندگی کو دفع کرنا یا بدن کا میل دہونا یا غیر اوسکا اس مین
ثواب نہین لیکن وضو درست ہے ؛ نماز اس وضو سے جائز ہے
دوسری بار وضو کرنے کی ضرورت نہین ؛ پہر جب اس حدیث کو پچہلی
کلام سے کہ بعد اس عبارت کے ہے ملایا جاتا ہے تب صاف معلوم

ہوتا ہے کہ جو امام اعظم نے فرمایا ہے حق ہے کیونکہ پیچھے اوس کے یہ
مضمون ہے کہ ہر مرد کے واسطے وہی چیز ہے جو نیت کریگا ؛ پھر جس
نے ہجرت مین خدا اور رسول کی رضامندی کی نیت کی تو اوسکو وہی
ہی یعنے ثواب ہے ؛ اور جس نے ہجرت مین دنیا کی نیت کی تو اوسکو وہی
دنیا ہی یعنی کچھہ ثواب نہین ؛ جیسا کہ مشکوۃ کی پہلی حدیث ہی عن عمر بن الخطاب رض
قَالَ قَالَ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ وَاِنَّمَا لِامْرِءٍ مَّا نَوٰے
فَمَنْ کَانَتْ ہِجْرَتُہٗ اِلَی اللّٰہِ وَاِلٰی رَسُوْلِہٖ فَہِجْرَتُہٗ اِلَی اللّٰہِ وَاِلٰی رَسُوْلِہٖ وَمَنْ
کَانَتْ ہِجْرَتُہٗ اِلٰی دُنْیَا یُصِیْبُہَا اَوِامْرَاَۃٍ یَتَزَوَّجُہَا فَہِجْرَتُہٗ اِلٰی مَا ہَاجَرَ اِلَیْہِ مُتَّفَق
عَلَیہِ ترجمہ اسکا موافق شرح شیخ عبد الحق دہلوی رح کے یہ ہے کہ کوئی عمل
بے نیت کے معتبر نہین ؛ اور نہین ہے ہر ایک مرد کو ثواب مگر جو کچھ
کہ نیت کیا ہو اُسنے ؛ پھر جو شخص کہ ہجرت اوسکی خدا اور رسول خدا
کی طرف ہو یعنے خدا اور رسول کی رضامندی کی نیت ہو تو پھر ہجرت
اوسکی خدا اور رسول خدا ہی کی طرف ہے یعنے ثواب بہت ہے ؛
اور جو شخص کہ ہجرت اوسکی دنیا کی طرف ہو تاکہ وہ اوسکو پاوے یا کسی
عورت کی طرف تاکہ اوسکو نکاح کرے تو پھر اوسکی ہجرت اوسی چیز کیطرف
ہے جس کیطرف ہجرت کی ہے یعنے کچھ ثواب نہین ؛ ترجمہ تمام ہوا ؛ پھر
قرینے سے اس پچھلی عبارت کے صاف ظاہر ہے کہ مراد اس حدیث

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ سے وہی ہے کہ جو امام اعظم فرماتے ہین کیونکہ حضرت علیہ السلام

نے یہی فرمایا ہے کہ جس کی ہجرت للہ اور للرسول ہو تو اوسکو ثواب ہے ؛ اور

اگر للہ اور للرسول نہو تو ثواب نہین ؛ پہر اگر حدیث اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ کے

معنے یہ ہوتے کہ کوئی عمل بے نیت کے صحیح نہین تو آپ یون فرماتے کہ مَنْ کَانَتْ

ہِجْرَتُہٗ اِلیٰ دُنْیَا فَبَطَلَتْ ہِجْرَتُہٗ اَوْ قَالَ یُہَاجِرُ تَارِبًا یعنے جس نے ہجرت کی دنیا کے واسطے

تو باطل ہوئی ہجرت اوسکی ؛ یا یون فرماتے کہ دوسری ہجرت کرے اس واسطے

کہ ہجرت اوسوقت مین فرض تہی ؛ اور منجملہ اُسکے یہ ہے کہ مورد یعنے محل حدیث

کا جانے کیونکہ بہت حکم بلحاظ محل کے مختلف ہو جاتے ہین ؛ پہر بعضی حدیث

محل خاص مین وارد ہے حالانکہ حدیث کی عبارت مین اُس محل خاص کا

کچہ بیان نہین ہوتا ؛ تو اس صورت مین اوس حدیث کی مراد سمجہنے کی واسطے

اوسکے مورد کو جاننا ضرور ہے ؛ جیسا کہ صحیح مسلم مین ہے عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ رض

قَالَ قَالَ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّمَا الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ یعنی نہین واجب ہی غسل مگر منی

کے نکلنے سے اب ظاہر سے اس حدیث کے یہی سمجہا جاتا ہے کہ اگر دخول

پایا جاوے اور انزال نہ ہو تو غسل واجب نہین ؛ جیسا کہ بعضے آدمیون نے

صرف اس حدیث کے ظاہر کی طرف نظر کرکے یہی سمجہا تہا لیکن حقیقت مین

مورد اس حدیث کا احتلام ہے ؛ یعنے اگر کوئی خواب مین اپنے جماع کو دیکہے تو

غسل اوسپر واجب نہین ہوتا جب تک کہ انزال نہ پایا جاوے بخلاف جماع

حقیقی کے اگر آلت کا سر بھی داخل ہو تو غسل واجب ہے اگرچہ انزال نہو

؛ جیسا کہ مشکوۃ کے باب الغسل مین ہے قَالَ اِبْنُ عَبَّاسٍ رض اِنَّمَا اَلْمَاءُ مِنَ

اَلْمَاءِ فِي الاِحْتِلَامِ یعنے یہ حکم کہ بغیر انزال کے غسل واجب نہین اگرچہ مطلق

ہے لیکن احتلام کی صورت مین وارد ہے ؛ اور بعضے محدثون نے جو محل

اس حدیث کا معلوم نہین کیا تو کہا ہے کہ یہ حکم یعنے جماع مین بے انزال

کے غسل واجب نہونا ابتداے اسلام مین تہا پہر منسوخ ہوا ؛ اور منجملہ اوسکے

جاننا اس بات کو کہ راوی اس حدیث کا ابتدا سے اس قصے کے حضرت

کے حضور مین حاضر تھا یا درمیان مین یا آخر مین ؛ کیونکہ بسبب اختلاف اوقات حضور

راویونکے احادیث کی روایت مین بڑا اختلاف ہوتا ہے ؛ تو جو راوی ابتدا سے

انتہا تک حاضر ہوگا اس کی روایت پر اعتماد ہوگا اور اوسکی حدیث سے

مراد اور حکم شرعی معلوم ہوگا ؛ اور جو راوی ابتدا سے انتہا تک حاضر نہو

تو اوسکی روایت مین اکثر خلل و نقصان ہوگا ؛ اور حضرت کی مراد ایسی حدیث سے سمجھی نہین

جاویگی جیسا کہ تیسیر الوصول کی فروع تلبیہ مین ہے ؛ عَنِ ابْنِ جُبَيْرٍ رض قَالَ قُلْتُ لِابْنِ

عَبَّاسٍ رض عَجِبْتُ لاختلاف اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فِي اِهْلَالِهِ حِيْنَ اَوْجَبَ

فَقَالَ اِنِّي لَاَعْلَمُ النَّاسِ بِذٰلِكَ اِنَّهَا اِنَّمَا كَانَتْ مِنْ رَسُوْلِ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حَجَّةً وَاحِدَةً

فَمِنْ هُنَالِكَ اخْتَلَفُوْا خَرَجَ رَسُوْلُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حَاجًّا فَلَمَّا صَلّٰى

فِي مَسْجِدِ ذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْهِ اَوْجَبَهُ فِي مَجْلِسِهٖ فَاَهَلَّ بِالْحَجِّ حِيْنَ

فرغ من ركعتيه فسمع ذلك منه اقوام فحفظته عنه ثم ركب فلما استقلت به ناقته

اَہَلَّ وَاَدْرَکَ ذٰلِکَ مِنْہُ اَقْوَامٌ وَذٰلِکَ اِنَّ النَّاسَ اِنَّمَا کَانُوْا یَاتُوْنَ اَرْسَالًا فَسَمِعُوْہُ

حِیْنَ اسْتَقَلَّتْ بِہٖ نَاقَتُہٗ یُہِلُّ فَقَالُوْا اِنَّمَا اَہَلَّ حِیْنَ اسْتَقَلَّتْ بِہٖ نَاقَتُہٗ ثُمَّ مَضٰی فَلَمَّا

عَلَا عَلٰی شَرَفِ الْبَیْدَاءِ اَہَلَّ وَاَدْرَکَ ذٰلِکَ مِنْہُ اَقْوَامٌ فَقَالُوْا اِنَّمَا اَہَلَّ حِیْنَ عَلَا

عَلٰی شَرَفِ الْبَیْدَاءِ وَاَیْمُ اللّٰہِ لَقَدْ اَوْجَبَ فِیْ مُصَلَّاہُ وَاَہَلَّ حِیْنَ اسْتَقَلَّتْ بِہٖ

نَاقَتُہٗ وَاَہَلَّ حِیْنَ عَلَا عَلٰی شَرَفِ الْبَیْدَاءِ اَخْرَجَہٗ ابو داؤد خلاصہ ترجمہ اسکا یہ ہے

کہ ابن جابر رض سے روایت ہے کہ اُنہون نے کہا ابن عباس رض کو

کہ متعجب ہون مین اصحاب کے اختلاف سے کہ حضرت نے کسوقت تلبیہ

کو شروع کیا تہا؛ تب ابن عباس رض نے فرمایا کہ مین سب لوگون سے

اس امر مین خوب واقف ہون حضرت نے ایک بار حج کیا تہا یعنے حج پہم

نہ تہا کہ ہر بار ایک ایک طور سے کیا ہو اور ہر ایک صحابی ایک ایک حال

کو دیکھکر حکایت کرتے ہون؛ بلکہ سبب اختلاف کا یہ ہے کہ نکلے رسول خدا حج

کے ارادے سے پہر جب مسجد مین ذو الحلیفہ کی پہنچے تو دو رکعت نماز پڑہنے

کے بعد پہلا تلبیہ کہا پہر سنا اوسکو لوگون نے اور اوسکو اسی طرح یاد رکھا

اور روایت کیا؛ پہر اوسکے بعد آپ سوار ہوے اور جب اونٹ نے حضرت

کو اٹھایا تب تلبیہ فرمایا اور اوسکو دوسرے لوگون نے سنا اور ویسیہی یاد

اور ویسیہی اُسکو نقل کیا؛ اوسکے بعد جب حضرت بلندی پر چڑہے تلبیہ کہا او

اوسکو تیسری قوم نے سنا سواسی کو یاد رکہا اور حکایت کیا ٭ اور یہ اسواسطے

تہا کہ لوگ حضرت کے پاس جماعت جماعت متفرق آتے تہے جیسا جس نے

جسوقت سنا ویسا ہی نقل کیا تمام ہوا خلاصہ اسکا ٭ پہر جو شخص ابتدا سے

حضرت کے ساتہ تہا جیسے ابن عباس رض وے حقیقت حال پر مطلع

ہین اور روایت اونکی ٹہیک ہے اور منجملہ اوسکے یہ ہے کہ اگر کوئی حدیث

جواب مین کسی سوال کے واقع ہو تو ضرور ہے کہ سائل کی لفظون مین

تامل کیا جاوے اسواسطے کہ جواب موافق سوال کے ہوتا ہے ٭ پہر بعضی

حدیث ایسی ہے کہ اگر صرف اوس حدیث کی طرف نظر کی جاوے

تو ایک مطلب سمجہا جاتا ہے اور اگر سوال کو لحاظ کیا جاوے تو دوسری

مراد معلوم ہوتی ہے ٭ جیسا کہ تیسیر الوصول کے باب حج النبیؐ مین

لکہا ہے اَتَاہُ رَجُلٌ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ صلعم اِنِّیْ اَفَضْتُ قَبْلَ اَنْ اَحْلِقَ فَقَالَ

اَحْلِقْ وَلَا حَرَجَ وَجَاءَ اٰخَرُ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ذَبَحْتُ قَبْلَ اَنْ اَرْمِیْ قَالَ

اِرْمِ وَلَا حَرَجَ اَلْحَدِیْث خلاصہ اسکا یہ ہے کہ آیا حضرت کے پاس ایک مرد موسم

حج مین پہر کہا اوسنے یارسولؐ اللہ افاضہ کیا مین نے سر مُڈانی کے پہلے

٭ فرمایا حضرتؐ نے سر منڈا اور کچہ حرج نہین ٭ پہر دوسرا مرد حضرتؐ کے

پاس آیا اور کہا یارسول اللہ ذبح کیا مین نے رمی کے پہلے ٭ فرمایا رمی کر

اور کچہ حرج نہین ٭ اب ظاہر ہے اس حدیث کے معلوم ہوتا ہے کہ

اوسکو نیسری قوم نے سُنا سو اُسی کو یاد رکہا اور حکایت کیا ؛ اور یہ اسواسطے
تہا کہ لوگ حضرت کے پاس جماعت جماعت متفرق آتے تہے جیسا جس نے
جسوقت سنا ویسا ہی نقل کیا تمام ہوا خلاصہ اسکا ؛ پہر جو شخص ابتدا سے
حضرت کے ساتہ تہا جیسے ابن عباس رض وے حقیقت حال پر مطلع
ہین اور روایت اونکی ٹہیک ہے اور منجملہ اوسکے یہ ہے کہ اگر کوئی حدیث
جواب مین کسی سوال کے واقع ہو تو ضرور ہے کہ سائل کی لفظون مین
تامل کیا جاوے اسواسطے کہ جواب موافق سوال کے ہوتا ہے ؛ پہر بعضی
حدیث ایسی ہے کہ اگر صرف اوس حدیث کی طرف نظر کی جاوے
تو ایک مطلب سمجہا جاتا ہے اور اگر سوال کو لحاظ کیا جاوے تو دوسری
مراد معلوم ہوتی ہے ؛ جیسا کہ تیسیر الوصول کے باب حج النبیؐ مین
لکہا ہے اَتَاہُ رَجُلٌ فَقَالَ یَارَسُولَ اللّٰہِ صلعم اِنِّیْ اَفَضْتُ قَبْلَ اَنْ اَحْلِقَ فَقَالَ
اَحْلِقْ وَلَاحَرَجَ وَجَاءَ اٰخَرُ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ذَبَحْتُ قَبْلَ اَنْ اَرْمِیْ قَالَ
اِرْمِ وَلَاحَرَجَ اَلْحَدِیْث خلاصہ اسکا یہ ہے کہ آیا حضرت کے پاس ایک مرد موسم
حج مین پہر کہا اوسنے یارسول اللہ افاضہ کیا مین نے سر مُڈانی کی پہلے
؛ فرمایا حضرتؐ نے سر منڈا اور کچہ حرج نہین ؛ پہر دوسرا مرد حضرتؐ کے
پاس آیا اور کہا یارسول اللہ ذبح کیا مین نے رمی کے پہلے ؛ فرمایا رمی کر
اور کچہ حرج نہین ؛ اب ظاہر سے اس حدیث کے معلوم ہوتا ہے کہ

حج کے افعال کو بے ترتیب یعنے مقدم کو موخر اور موخر کو مقدم کرنے مین کچھ گناہ
اور کچھ فدیہ نہین ہوتا ہے خواہ قصدا ہو خواہ بھول کر خواہ نادانستگی سے ہو
جیسا کہ بعضے لوگ ایسا ہی سمجھتے ہین ؛ لیکن سائل کے لفظ کی طرف اگر نظر کیا
جاوے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ حکم صرف بھولنے اور نادانستگی کی صورت مین
ہے اور بالقصد کی تقدیر مین نہین جیسا کہ مواہب لدنیہ مین ہے کہ صحیح مسلم
مین لکھا ہو روایت سے ابن عمرو بن العاص کی وَقَفَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم عَلٰی
رَاحِلَتِہٖ فَطَفِقَ نَاسٌ یَسْاَلُوْنَہٗ فَقَالَ الْقَائِلُ مِنْھُمْ یَارَسُوْلَ اللّٰہ صلعم اِنِّی لَمْ اَکُنْ اَشْعُرُ اَنَّ
الرَّمْیَ قَبْلَ النَّحْرِ فَنَحَرْتُ قَبْلَ الرَّمْیِ فَقَالَ فَارْمِ وَلَا حَرَجَ قَالَ فَمَا سَمِعْتُہٗ یُسْاَلُ
یَوْمَئِذٍ عَنْ اَمْرٍ مِمَّا یَنْسَی الْمَرْءُ اَوْ یَجْھَلُ مِنْ تَقْدِیْمِ بَعْضِ الْاُمُوْرِ قَبْلَ بَعْضٍ وَاَشْبَاہِھَا
اِلَّا قَالَ اِفْعَلُوْا ذٰلِکَ وَلَا حَرَجَ الْحَدِیْثَ ؛ خلاصہ یہ ہے کہ لوگ سوال کرتے
تھے رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سو پوچھا ایک نے یارسول اللہ مجھے
خبر نتھی کہ رمی پہلے ذبح کی ہے سو مین نے ذبح کیا پہلے رمی کے ؛ پھر حضرت
نے فرمایا رمی کرو اور کچھ حرج نہین ؛ اور جب کوئی حضرت سے سوال کرتا
تھا کہ کسی مرد نے بھول کر کے یا انجان ہو کر کوئی کام کیا یعنے پہلے کو پیچھے
یا پیچھے کو پہلے تب حضرت فرماتے تھے کہ کرو اور کچھ حرج نہین ؛ اور منجملہ
اوسکے یہ ہے کہ سمجھے کہ یہ حکم علی الاطلاق ہے یا حکایت کسی کے حال
کی ؛ کیونکہ راوی کبھی سمجھتا ہے کہ یہ حکم ہر حال مین ہے اور ویسہی روایت

کرتا ہے باوجود اس بات کے کہ واقع مین حضرت نے بطور قصے کے کسی کا
حال فرمایا ہے اور ظاہر الفاظ سے حدیث کے یہ نہین معلوم ہوتا ہے ؛ پھر
جو صرف عبارت پر حدیث کی نظر کریگا تو بڑی غلطی مین پڑیگا جب تک کہ قصہ
اس حدیث کا نجانے ؛ اور قصہ حدیثونکا متن حدیث مین اکثر مذکور نہین ہوتا
بلکہ کتب سیر اور شروح حدیث اور فقہ مین مرقوم ہوتا ہے ؛ جیسا کہ مشکوۃ کی
باب البکاء علی المیت مین دو حدیث ہین کہ اون دونون کے ذکر کرنے
مین بہت طول ہوتا ہے اسواسطے صرف مثال کے لیے خلاصہ اون دونون
حدیثونکا مختصر کر کے لکھا گیا ؛ جب عائشہ رض کے نزدیک ذکر کیا گیا کہ عبداللہ
بن عمر رض کہتے ہین اَنَّ الْمَیِّتَ لَیُعَذَّبُ بِبُکَاءِ الْحَیِّ عَلَیْہِ ؛ یعنے مردہ عذاب
کیا جاتا ہے بسبب رونے زندے کے اسپر ؛ تب عائشہ رض نے فرمایا
کہ خدا مغفرت کرے عبداللہ کی خبردار رہو کہ عبداللہ نے قصداً جھوٹھ نہین
کہا لیکن بھول گیا جو حضرت سے سنا یا خطا اس کی سُنی مین یا سمجھنے مین واقع
ہوئی ؛ سو قصہ اوسکا یون ہے کہ ایکبار حضرت گذرے ایک یہودیہ کی
قبر کے سامنے کہ اوسپر کوئی روتا تھا تب حضرت نے فرمایا کہ یہ لوگ
اوسپر روتے ہین اور حال اوسکا یہ ہے کہ وہ عذاب کی جاتی ہے
اپنی قبر مین ؛ اور ایک روایت مین استقدر زیادہ ہے کہ حضرت عائشہ
رض نے فرمایا کہ کافی ہے تمکو قرآن ؛ اللہ تعالی فرماتا ہے وَلَا تَزِرُ وَازِرَۃٌ

اور اگر کوئی ایسے کوئی کس نہین اوٹہاویگا دوسرے کی بوجہ کو یعنی

ایک کا گناہ دوسرے پر پڑیگا ÷ سو رونا اور نوحہ کرنا یہ گناہ زندیکا

ہے مردے پر کیون پڑیگا ÷ اور منجملہ اوسکے یہ ہے کہ تمام آیتین احکامی

قرآن کی اوسکی معنی اور مراد اور تاویل کے ساتہ خوب معلوم اور یاد

ہو کیونکہ بہت سی حدیثین ظاہر مین آیت قرآنی کے خلاف ہین تو اسپر

عمل جائز نہین مگر جب معلوم ہو کہ وہ حدیث متواتر ہے ÷ اور یہ بہی معلوم

ہو کہ وہ آیت پہلے اسکے نازل ہوئی تہی یا قرائن اور علامات اور تاویلات

سے تطبیق اون دونونکے درمیان ہوسکے ÷ یا اُس حدیث کی ترجیح

اور قوت دوسرے کسی طور سے تحقیق اور ثابت ہو تو البتہ ایسی حدیث

پر عمل کیا جاویگا لیکن اس بات کی تحقیق کے واسطے بہت علم درکار

ہے کہ اس مقام مین گنجائش اوسکی نہین ہوسکتی ہے ÷ جیساکہ توضیح

کی فصل النسخ مین اور تفسیر احمدی کی خطبے مین لکہا ہے قَالَ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم یَکْثُرُ لَکُمُ الْاَحَادِیْثُ مِنْ بَعْدِیْ فَاِذَا رُوِیَ لَکُمْ حَدِیْثٌ فَاعْرِضُوْہُ عَلٰی کِتَابِ

اللّٰہِ فَاِنْ وَافَقَہٗ فَاقْبَلُوْہُ وَاِنْ خَالَفَہٗ فَرُدُّوْہُ یعنے بہت حدیثین روایت

کی جاوینگی تمہارے واسطے ہمارے انتقال کے بعد سو جب روایت کی

جاوے تمہارے واسطے کوئی حدیث تو پیش کرو اوسکو کلام اللہ پر پہر

اگر اوسکو موافق قرآن مجید کے پاؤ تو قبول کرو اور اگر مخالف پاؤ تو رد کرو

؎ یہ حدیث اصول کی کتابون مین منقول اور بعضی حدیث و تفسیر کی کتابون
مین مروی ہے ؎ اور بعضے محدثون کے نزدیک یہ حدیث ثابت نہین
ہے لیکن مضمون اس حدیث کا دوسرے مقامون سے بھی معلوم ہوتا ہے
جیسا کہ نور الانوار کی بحث سنت مین ہے رَوَتْ فَاطِمَۃُ بِنْتُ قَیْسٍ اَنَّ زَوْجَہَا
طَلَّقَہَا ثَلٰثًا وَلَمْ یَفْرِضْ لَہَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم سُکْنٰی وَلَا نَفَقَۃً وَرَدَّہٗ عُمَرُ رض وَقَالَ
لَا نَدَعُ کِتَابَ رَبِّنَا وَسُنَّۃَ نَبِیِّنَا بِقَوْلِ اِمْرَءَۃٍ لَا نَدْرِیْ اَصَدَقَتْ اَمْ کَذَبَتْ اَمْ
حَفِظَتْ اَمْ نَسِیَتْ یعنے روایت کی ہے فاطمہ بنت قیس نے کہ اوسکے
شوہر نے اوسکو تین طلاق دیں اور رسول ؐ خدا نے اوسکی عدت کی
نفقے وغیرہ کا حکم نہین فرمایا تھا ؎ پھر عمر رض نے اوسکی روایت کو رد کیا
اور کہا نچھوڑ دینگے ہم کتاب پروردگار کو اور نہ سنت رسول خدا کو روایت
سے ایک عورت کی کہ نہین دریافت کرتے ہین ہم کہ سچ کہا اوسنے یا جھوٹ
اور یاد رکھا ہے اُسنے یا بھول گئی ؎ اور منجملہ اوسکے یہ ہے کہ احکام اجماعیہ
سے بھی واقف ہو اسواسطے کہ احکام شرع کی دلیل صرف قرآن اور
حدیث ہی نہین ہے بلکہ اجماع بھی حجت ہے ؎ جیسا کہ مشکوۃ کی
کتاب العلم مین ہے وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اَلْعِلْمُ ثَلٰثَۃٌ
اٰیَۃٌ مُّحْکَمَۃٌ اَوْ سُنَّۃٌ قَائِمَۃٌ اَوْ فَرِیْضَۃٌ عَادِلَۃٌ الخ اصول شریعت کے تین ہین
پہلا آیت محکم یعنے کتاب اللہ کہ جس سے حکم ظاہر ہو ؎ اور دوسرا سنت

قائمہ یعنے حدیث کہ سند صحیح سے ثابت ہو ؛ تیسرا فریضۂ عادلہ یعنے جو دلیل
کہ برابر ہے قرآن اور حدیث کے ؛ تو یہ تینو واجب العمل ہین یہ اشارہ
ہے اجماع اور قیاس کی طرف ؛ اور بعضی حدیث کے ظاہر معنی بالاجماع
متروک ہین یعنے اتفاق سے سب علماء کے ثابت ہوا کہ اُس حدیث
کے ظاہر معنے مراد نہین بلکہ تاویل اوسکی دوسری ہے ؛ پھر اس صورت
مین اس حدیث کے ظاہر معنے پر عمل کرنا خلاف اجماع کا ہوتا ہے اور
اجماع کا خلاف کرنا حرام اور باطل ہے ؛ اور اجماع کو حق نہ جاننا کفر اور
ضلالت ہے ؛ جیسا کہ کفایہ شرح ہدایہ کی کتاب الصوم مین ہے وَالحَدِیثُ
اَلوَارِدُ فِیہِ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ اَلغِیبَۃُ تُفطِرُ الصَّائِمَ وَہُوَ مَاوَّلٌ
بِالاِجمَاعِ وَالفَتوٰی بِخِلَافِ الاِجمَاعِ غَیرُ مُعتَبَرٍ یعنے قول پیغمبر کا کہ غیبت روزے
کو توڑتی ہے بالاجماع ماول ہے ؛ اور تاویل اوسکی یہ ہے کہ غیبت
سے روزے کی فضیلت جاتی رہتی ہے ؛ اور فتوا دینا خلاف اجماع کی
باطل ہے ؛ اور اسی واسطے اگر کسی روزہ دار نے کسی کی غیبت کی
پھر اوس نے اُس حدیث کے ظاہر معنے کو اعتبار کر کے سمجھا کہ روزہ
اوسکا ٹوٹا پھر اوسنے قصداً کھانا کھا لیا تو اس صورت مین قضا اور کفارہ
دونون اُسپر واجب ہے ؛ اور حدیث مین پانی کا عذر اوسکے حق مین
مقبول نہین ہے کیونکہ بالاجماع اس حدیث کے ظاہر معنے مراد نہین

جیسا کہ کفایہ کے اوسی مقام مین ہے قُلْنَ اَنَّ الْغِیْبَۃَ فَطَّرَتْہُ فَاکَلَ بَعْدَ

ذٰلِکَ فَعَلَیْہِ الْقَضَاءُ وَالْکَفَّارَۃُ سَوَاءٌ اِعْتَمَدَ حَدِیْثًا اَوْ فَتْوٰی لِاَنَّ ہٰذَا الظَّنَّ وَ

الْفَتْوٰی فِیْ غَیْرِ مَوْضِعِہٖ یعنے کسی روزہ دار نے کسی کی غیبت کی پہر گمان

کیا کہ اُس غیبت نے اوسکے روزے کو توڑا پہر یہ سمجہ کر کہانا کہا لیا تو اِس

صورت مین قضا اور کفارہ دونون اس پر واجب ہے خواہ کسی حدیث پر

اعتماد کر کے روزہ توڑا ہو یا کسی عالم کا فتوی پاکر کہایا ہو اسواسطے کہ یہ

گمان اور فتوی بے محل ہے ؛ تو اب معلوم ہوا کہ جو کوئی مسائل اجماعیہ

سے واقف نہو اور وہ حدیث کہ بالاجماع ماول ہے اس کے ظاہر پر عمل

کریگا تو حرام اور سخت گناہ اور خرابی مین پڑیگا ؛ اور یہ بہی معلوم ہوا کہ بعضے

حدیث کی معنی سمجہنا موقوف ہے مسائل اجماعی کے جاننے پر ؛ اور منجملہ

اوسکے یہ ہے کہ جو حدیث دو معنی کا احتمال رکہے تو ایک معنی کو ترجیح دیوے

دوسری دلیلون سے ؛ اسواسطے کہ بہت ایسی حدیث ہوتی ہے کہ

ظاہر عبارت سے اُسکے دو معنی مختلف سمجہے جاتے ہین تو جب تک اُس

حدیث کو قرآن سے یا اور دوسری حدیثون سے تطبیق ندیوین تو ہرگز

مراد اُس حدیث کی نہین سمجہی جاتی ہے ؛ تو جو کوئی صرف ایک حدیث

کی طرف لحاظ کریگا تو سخت خبط اور اضطراب مین پڑیگا جیسا کہ حدیث

ہے مشکوۃ کے باب القراۃ فی الصلوۃ مین لَا صَلٰوۃَ لِمَنْ لَّمْ یَقْرَءْ بِفَاتِحَۃِ

الکتاب اس عبارت کے دو معنی ہو سکتے ہین ایک معنی تو یہ ہین کہ نہین
جائز ہے نماز اُس شخص کی جو نہین پڑھتا ہے سورۂ فاتحہ کو ؛ اور اس طرح
کی عبارت اور معنی دوسری حدیث مین بھی آئے ہین جیسا کہ لَاصَلٰوۃَ
لِمَنْ لَاوُضُوْءَ لَہٗ یعنے نہین جائز ہے نماز اُس شخص کی جسکو وضو نہین ہے ؛
جیسا کہ امام شافعی رح اس حدیث سے معنی یہی کہتے ہین ؛ اور دوسرے
معنے یہ ہین کہ نہین ہے فضیلت اور کمال نماز مین اوس شخص کی کہ نہین
پڑھتا ہے وہ سورہ فاتحہ کو اور اس طرح کی عبارت اور معنے دوسری حدیث
مین بھی آئے ہین ؛ جیسا کہ لَاصَلٰوۃَ لِجَارِ الْمَسْجِدِ اِلَّا فِی الْمَسْجِدِ ؛ یعنے نہین کامل
ہے نماز مسجد کی ہمسایہ کی مگر مسجد مین ؛ اور اُسی طور پر دوسری حدیث ہے
لَاصَلٰوۃَ بِحَضْرَۃِ الطَّعَامِ یعنے نماز کامل نہین ہے جس وقت کہ کھانا سامنے حاضر ہو
اور دل بھی راغب ہو ؛ پس جب کہ اس حدیث نے دو معنی کا احتمال
رکھا اور کچھ قرینہ حدیث کی عبارت مین کسی معنی کی ترجیح کا نہین ہے
تب ضرور پڑا کہ اُس حدیث کو قرآن اور دوسری حدیثون سے ملایا جائے
؛ تو بعد ملانے کے ظاہر ہوا کہ مراد اوس حدیث سے یہی ہے ؛ نہین
کمال ہے نماز کا بدون سورہ فاتحہ کے یعنے بے سورۂ فاتحہ کے نماز ادا
ہوتی ہے لیکن کامل نہین بلکہ ناقص ؛ اور یہی ہے مذہب امام ابو حنیفہ رح
کا موافق اس آیت شریفہ فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ کے ؛ یعنے

پڑہو جس قدر تمکو آسان ہو قرآن سے ؛ تو اس آیت سے معلوم ہوا
کہ کوئی سورہ معین اور فرض نہین ہے ؛ اور ایسی ہی حدیث مشکوۃ مین
ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو نماز تعلیم کرنیکے وقت فرمایا ہے فاقرء ما
تیسر من القرآن ؛ اور دوسری حدیث تیسیر الوصول کی کتاب التفسیر مین ہے

ثَلٰثُ اٰیَاتٍ یَقْرَءُ بِہَا اَحَدُکُمْ فِیْ صَلٰوتِہٖ خَیْرٌ لَّہٗ مِنْ ثَلٰثِ خَلِفَاتٍ عِظَامٍ سِمَانٍ ؛

یعنے تین آیتین ہین کہ جو پڑہے تم مین سے کوئی اُسکو نماز مین اپنی تو بہتر ہے
اوسکے حق مین تین اونٹنی حاملہ موٹی سے ؛ تو اس حدیث سے معلوم ہوا
کہ تین آیت جس سورہ سے ہو نماز مین پڑہنی کافی ہے ؛ اور جاننا چاہیے
کہ یہ حکم امام اور منفرد کے حق مین ہے اور مقتدی کو قرأۃ حرام ہے ؛
الغرض اس حدیث کو اگر پچھلے معنی پر عمل کیا جاوے تو قرآن اور دوسری حدیثون سے
تطبیق ہوتی ہے اور اگر پہلے معنی پر عمل کیا جاوے تو قرآن اور دوسری حدیثون کے خلاف
ہوتا ہے ؛ خلاصہ یہ ہے کہ جب تک اوس حدیث کو قرآن اور دوسری حدیثون سے ملایا نجاوے تو
ہرگز مراد اوس حدیث کی نہین سمجھی جاتی ہے ؛ اور منجملہ اوسکے معلوم کرنا وجہ ترجیح
کو یعنے اگر دو حدیث آپس مین متعارض ہون تو دریافت کرنا کہ غالب کون
ہے اور عمل کرنا کس پر صحیح ہے ؛ اور ترجیح بہت سببون سے ہوتی ہے
ہر ایک کی تفصیل اور ہر ایک کی مثال کا بیان بہت دراز ہے یہان نمونہ
کیواسطے چند چیزین مذکور ہوتی ہین کہ کبھی ترجیح بعضی حدیث کو بسبب ؛

موافقت کلام اللہ کے ہوتی ہے ÷ یعنے دو حدیث مین اختلاف ہو تو قرآن
جس حدیث سے موافق ہو وہ راجح ہے ÷ اور کبھی واسطے توافق حدیث
متواتر یا مشہور کے ÷ اور کبھی اس جہت سے کہ ایک حدیث بعضے وقت
مین وارد ہے اور دوسری اکثر احوال مین ÷ اور کبھی اس جہت سے کہ ایک حدیث
کے راوی اور فقیہ اور مجتہد تھے یا وے جو حضرت کی صحبت مین بیشتر حاضر رہتے
تھے تو اونکی روایت دوسرون کی نسبت سے غالب ہے ÷ اور کبھی
بجہت تقدم اور تاخر کے یعنے حدیث موخر راجح ہے کیونکہ موخر ناسخ مقدم کی
ہے ÷ جیسا کہ مسئلہ آمین کہنے کا بعد سورۂ فاتحہ کے کہ اوسکے اخفا مین بھی حدیث
وارد ہے اور جہر مین بھی مروی ہے ÷ پھر حدیث اخفا کی کئی وجہ سے غالب ہے
÷ اول یہ ہے کہ حدیث جہر کی بعضے وقت مین وارد تھی یعنے امت کو تعلیم
کے لیے تو لوگ جانین کہ فاتحہ کے بعد آمین کہنا چاہیے ÷ جیسا کہ مروی
ہے کہ حضرت پیغمبر خدا ظہر کی نماز مین کبھی آواز بلند کر کے قراءۃ فرماتے
تھے تا کہ لوگ قراۃ کی مقدار کو معلوم کر لین ÷ یعنے کس وقت مین کس
قدر قرآن پڑھنا چاہیے جیسا کہ تیسیر الوصول کی فصل صلوۃ الظہر والعصر
مین ہے ÷ عَنْ اَبِیْ قَتَادَۃَ رض اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم کَانَ یَقْرَءُ
فِی الظُّھْرِ فِی الْاُوْلَیَیْنِ بِاُمِّ الْکِتَابِ وَسُوْرَتَیْنِ وَفِی الرَّکْعَتَیْنِ الْاُخْرَیَیْنِ بِاُمِّ
الْکِتَابِ وَیُسْمِعُنَا الْاٰیَۃَ اَحْیَانًا ÷ وعن البراء قَالَ کُنَّا نُصَلِّیْ خَلْفَ رَسُوْلِ اللہِ صلی اللہ علیہ وسلم

الظہر فیسمع منہ الآیۃ بعد الآیات من لقمان والذاریات اور بخلاف حدیث اخفا

کے کہ وہ مطلق احوال اور اکثر اوقات مین تہی تو اسواسطے حدیث اخفا کی

غالب ہے ؛ جیسا کہ ملا علی قاری محدث نے شرح مختصر الوقایہ مین لکھا ہے

اَنَّ الْجَہْرَ بِہَا فِیْ بَعْضِ الْاَحْیَانِ کَانَ لِلتَّعْلِیْمِ فِعْلاً کَمَا وَرَدَ وَکَانَ لِیَسْمَعُنَا الْاٰیَاتِ۔

اَحْیَانًا لَا لِیَکُوْنَ سُنَّۃً مُسْتَمِرَّۃً وَالْاَلَمَا تَرَکَ عُمَرُ وَعَلِیٌّ وَابْنُ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہم

؛ اور کافی مین ہے وَالْجَہْرُ الْمَرْوِیُّ مَحْمُوْلٌ عَلٰی اَنَّہٗ کَانَ اِتِّفَاقًا لَا قَصْدًا اَوْ کَانَ لِتَعْلِیْمِ النَّاسِ

اَنَّ الْاِمَامَ یُؤْمِنُ کَمَا یُؤْمِنُ الْقَوْمُ ؛ دوسری وجہ یہ ہے کہ حدیث اخفا کے راوی

عمر ابن الخطاب اور علی ابی طالب اور عبد اللہ ابن مسعود رض اور انکی مانند

ہین ؛ جیسا کہ لمعات التنقیح اور شرح سفر السعادت مین ہے ؛ اور یہ صحابہ

بہ نسبت راوی جہر کے بڑے فاضل ہین ؛ اور قاعدہ ہے کہ جس حدیث

کا راوی بڑا فقیہ اور بڑا فاضل ہو تو دوسری حدیث پر جسکا راوی ویسا نہو

غالب ہے جیسا کہ اصول کی کتابون مین مذکور ہے ؛ اور یہان بہی رفع

یدین کے مسئلہ مین مذکور ہوگا انشاء اللہ تعالی ؛ خصوصا روایت اور مذہب

عمر رضی اللہ عنہ کا کہ حضرت پیغمبر خدا نے امت کو فرمایا ہے کہ ہمارے بعد

پیروی کرو ابو بکر اور عمر کی ؛ جیسا کہ مشکوۃ کے باب جمع المناقب مین ہے

عَنْ اِبْنِ مَسْعُوْدٍ رض اَنَّ النَّبِیَّ صلعم قَالَ اِقْتَدُوْا بِالَّذِیْنَ بَعْدِیْ اَبِیْ بَکْرٍ وَّعُمَرَ

اور حضرت پیغمبر نے علی رض کی شان مین فرمایا ہے کہ مین گھر ہون علم کا

اور علی دروازہ ہے اوسکا ؛ جیسا کہ مشکوۃ کے باب مناقب علی مین ہے
اَنَا دَارُ الْحِکْمَۃِ وَعَلِیٌّ بَابُہَا ؛ اور علی الخصوص عبد اللہ ابن مسعود رض کہ حضرت
پیغمبر خدا نے امت کو فرمایا ہے کہ دین کے امر مین جو عبد اللہ ابن مسعود تمکو
کہے اوسکو سچ جانو ؛ جیسا کہ مشکوۃ کے اُسی باب مین ہے وَمَا حَدَّثَکُمْ اِبْنُ مَسْعُوْدٍ
فَصَدِّقُوْہُ ؛ پہر جب راوی اخفاے آمین کے عمر بن الخطاب اور علی ابن
ابی طالب اور عبد اللہ ابن مسعود ٹہرے اور یے تینون صحابی جلیل القدر
عظیم الشان ہین اور عمل بہی اونکا یہی تہا تو بیشک اخفا راجح ہے اور پیروی
اوسکی واجب ؛ اور تیسری وجہ یہ ہے کہ آیت قران کی حدیث اخفا کی
موافق ہے اسواسطے کہ قرآن مین آیا ہے اُدْعُوْا رَبَّکُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْیَۃً اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ
الْمُعْتَدِیْنَ دعا کرو تم خداے تعالی سے عاجزی اور پوشیدگی سے بیشک
خدا تعالی دوست نہین رکہتا ہے حد سے گذرنے والون کو ؛ یعنے اللہ نے
دعا مین عاجزی اور اخفا کو حد کیا تو جو کوئی عاجزی یا اخفا نکرے اوس پر رحم
نہین کرتا ہے ؛ اور اللہ تعالی نے فرمایا ہے اُذْکُرْ رَّبَّکَ فِیْ نَفْسِکَ تَضَرُّعًا
وَّخِیْفَۃً وَّدُوْنَ الْجَہْرِ مِنَ الْقَوْلِ یاد کرو اپنے پروردگار کو اپنے دل مین عاجزی
اور ڈر سے بلند آواز کرکے نہین ؛ اور تیسیر الوصول کی باب التفسیر مین
ہے قَالَ اَصْحَابُہٗ اَقَرِیْبٌ رَّبُّنَا فَنُنَاجِیْہِ اَمْ بَعِیْدٌ فَنُنَادِیْہِ فَنَزَلَتْ وَاِذَا سَاَلَکَ
عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ پوچہا اصحاب رض نے پیغمبر خدا سے کہ پروردگار

ہمارا نزدیک ہے تو چپکے دعا کرین یا دور ہے تو شور سے پکارین ✤ تب

نازل ہوئی یہ آیت جب پوچہین تجہسے میرے بندے میرے حال کو

تو کہو کہ بے شبہہ مین نزدیک ہون ✤ پہر اون تین آیتون سے معلوم ہوا کہ

ہر دعا مین اخفا واجب ہے مگر جس دعا مین کہ جہر کرنا اوسکا دلیل یقینی اور

اجماع سے اور بے اختلاف کے ثابت ہو تو البتہ وہان جہر جائز ہے

جیسا کہ حج کے تلبیہ وغیرہ مین ✤ اور جب کہ لفظ آمین کا بہی دعا ہے کیونکہ

معنے اوسکے ہین قبول کر اور جہر اوسکا دلیل یقینی سے اور اجماع سے

ہرگز ثابت نہوا بلکہ حدیث مین تعارض واقع ہوا تو حدیث اخفا کی کہ جو کلام اللہ

کے موافق ہے راجح ہوئی ✤ جیسا کہ نہایہ مین ہے وَاحْتَجَّ اَصْحَابُنَا بِاَنَّ

التَّامِیْنَ دُعَاءٌ فَاِنَّ مَعْنَاہُ اَللّٰھُمَّ اَجِبْ وَالتَّبْنِیْلُ فِی الْاَدْعِیَۃِ الْمَخَافَۃُ عَلٰی

مَا قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اُدْعُوْا رَبَّکُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْیَۃً وَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ خَیْرُ الدُّعَاءِ الْخَفِیُّ

✤ اور عنایہ اور کافی مین بہی ایسا ہی ہے لیکن عبارت مین کچہ اختلاف ہے

طوالت کے خوف سے نہین لکہا گیا ✤ اور چوتہی وجہ یہ ہے کہ حدیث

جہر کی جو وائل بن حجر سے مروی ہے ضعیف ہے ✤ جیسا کہ یحیی ابن

معین نے کہ سردار محدثون کے اور شیخ اور استاد ہین امام محمد بخاری کے

جنکا حال تیسیر الوصول کے خطبے مین لکہا ہے ضعیف کہا ہے ✤ اور

اس وجہ کو امام زیلعی نے تبیین الحقائق مین لکہا ہے قَالَ الشَّافِعِیُّ یَجْھَرُ بِھَا

عِنْدَ الْجَهْرِ بِالْقِرَاءَةِ لِحَدِيْثِ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلعم اَنَّهُ قَالَ آمِيْنَ وَمَدَّ بِهَا صَوْتَهُ وَمَا رَوَاهُ ضَعَّفَهُ يَحْيٰى بْنُ مَعِيْنٍ فَلَا يَلْزِمُ حُجَّةً ؛ اور محدث شیخ ابن ہمام صاحب فتح القدیر نے اس حدیث کو معلول کہا ہے ؛ چنانچہ اس بات کو شیخ عبد الحق دہلوی نے لمعاۃ التنقیح اور شرح سفر السعادت مین نقل کیا ہے اور پانچوین وجہ یہ ہے کہ جہر آمین کا مقدم اور اخفا اوسکا موخر ہے ؛ پہر حدیث اخفا راجح ہے حدیث جہر پر اسواسطے کہ جہر منسوخ ہے ؛ جیسا کہ کفایہ اور عنایہ اور نہایہ مین ہے قَالَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مَسْعُوْدٍ رض تَرَكَ النَّاسُ الْجَهْرَ بِالتَّامِيْنِ وَمَا تَرَكُوْا اِلَّا لِعِلْمِهِمْ بِالنَّسْخِ فرمایا ہے عبد اللہ ابن مسعود رض نے کہ لوگون نے آمین شور سے کہنا چھوڑ دیا اور نہ چھوڑا اُسے مگر جب یقین حاصل ہوا اُن سب کو اسکی منسوخیت کا ؛ اور جیسا کہ مسئلہ رفع یدین کا کہ عدم رفع اور رفع دونوں مین حدیث وارد ہے لیکن عدم رفع کی حدیث کو بہت وجہون سے غلبہ ہے ؛ وجہ اول یہ ہے کہ حدیث عدم رفع کے راوی زیادہ معتمد اور معتبر اور بڑے فقیہ اور بڑے فاضل ہین ؛ جیسا کہ عبد اللہ ابن مسعود رض کہ حضرت کے سفر اور حضر مین ملازم رہتے اور حضرت کے احوال پر کمال مطلع تھے ؛ اور اسیواسطے حضرت نے فرمایا ہے کہ دین کے امر مین جو عبد اللہ بن مسعود کہے اوسکی پیروی کرو ؛ اور اصحاب عشرہ مبشرہ یعنے دس صحابی جنکو پیغمبر خدا نے بہشت کی خوشخبری دی ہے اور اصحاب بدری کہ خدا تعالی

نے اون لوگون کو جنت کی بشارت دی ہے اور یہ سب صحابی حضرت
کی صحبت مین اکثر حاضر رہا کرتے تہے اور حضرت کی مجلس مین خصوصا نماز
کے وقت حضرت سے بہت نزدیک رہتے تہے اور حضرت صلعم کے احوال
پر خوب واقف تہے * بخلاف حدیث رفع کے راوی کہ اس مرتبے مین
تہے تو سبب تسلیم حدیث عدم رفع کی راجح ہے * جیسا کہ فتح القدیر اور لمعات
التنقیح مین ہے وَاعْلَم اَنَّ الْآثَارَ عَنِ الصَّحَابَةِ وَالطُّرُقَ عَنِ النَّبِیِّ صلعم کَثِیْرٌ جِدًّا
وَالْقَدْرُ الْمُتَحَقِّقُ بَعْدَ ذٰلِکَ کُلِّہٖ ثُبُوْتُ رِوَایَةِ کُلٍّ مِنَ الْاَمْرَیْنِ عَنْہُ علیه السلام فَیُحْتَاجُ
اِلَی التَّرْجِیْحِ لِقِیَامِ التَّعَارُضِ وَیَتَرَجَّحُ مَا صِرْنَا اِلَیْہِ بِاَنَّہٗ کَانَتْ اَقْوَالٌ مُبَاحَةٌ فِی الصَّلٰوةِ
وَاَفْعَالٌ مِنْ جِنْسِ ہٰذَا الرَّفْعِ وَقَدْ عُلِمَ نَسْخُہَا فَلَا یَبْعُدُ اَنْ یَکُوْنَ ہُوَ اَیْضًا مَشْمُوْلًا
بِالنَّسْخِ خُصُوْصًا وَقَدْ ثَبَتَ مَا یُعَارِضُہٗ ثُبُوْتًا لَا مَرَدَّ لَہٗ وَکَذَا بِاَفْضَلِیَّةِ الرُّوَاةِ عَنْ
رَسُوْلِ اللّٰہِ فَقَدْ حَدَّثَ مَنْ لَا یُحْصٰی عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رض وَہُوَ اَعْلَمُ
بِشَرَائِعِ الْاِسْلَامِ وَحُدُوْدِہٖ وَمُتَفَقِّدٌ لِاَحْوَالِ النَّبِیِّ مُلَازِمٌ لَہٗ فِی اِقَامَتِہٖ وَاَسْفَارِہٖ
فَیَکُوْنُ لِلْاَخْذِ بِہٖ عِنْدَ التَّعَارُضِ اَوْلٰی مِنْ اَفْرَادِ مُقَابِلِہٖ اور نہایہ اور عنایہ اور ذخیرہ
العقبی مین ہے وَرُوَاةُ اَخْبَارِنَا الْبَدْرِیُّوْنَ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ الَّذِیْنَ کَانُوْا یَلُوْنَ
النَّبِیَّ فِی الصَّلٰوةِ وَعَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عُمَرَ وَوَائِلُ بْنُ حُجْرٍ کَانُوْا یَقُوْمُوْنَ اَبْعَدَ مِنْہُ صلعم
وَالْاَخْذُ بِقَوْلِ الْاَقْرَبِ اَوْلٰی * وَرُوِیَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رض اَنَّہٗ قَالَ اِنَّ
الْعَشَرَةَ الَّذِیْنَ بَشَّرَ لَہُمُ النَّبِیُّ بِالْجَنَّةِ لَمْ یَکُوْنُوْا یَرْفَعُوْنَ اَیْدِیَہُمْ اِلَّا عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ

اور دوسری وجہ یہ ہے کہ بعضے صحابی سنے حضرت کے رفع یدین کو روایت
کیا اور بعضے نے عدم رفع یعنے ارسال کو حکایت کیا * لیکن قول حضرت کا
عدم رفع سے موافق ہے اور رفع سے مخالف * اور قاعدہ ہے کہ جب
حضرت کا دو فعل مختلف مروی ہو تو جو فعل کہ حضرت کا قول اوسکے موافق
ہو تو اوس فعل کو غلبہ ہے جیسا کہ کفایہ اور کافی اور نہایہ مین ہے اِلَّا انّہٗ لمّا
تَعَارَضَتْ رِوَایَتَا فِعْلِہٖ وَجَبَ الْمَصِیْرُ اِلٰی قَوْلِہٖ وَھُوَ الْحَدِیْثُ الْمَشْھُوْرُ لَا تُرْفَعُ
الْاَیْدِیْ اِلَّا فِیْ سَبْعِ مَوَاطِنَ عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلٰوۃِ وَقُنُوْتِ الْوِتْرِ وَتَکْبِیْرَۃِ الْعِیْدَیْنِ
وَالْاَرْبَعَۃِ فِی الْحَجِّ اور یہی حدیث طحاوی اور طبرانی اور مسند امام ابوحنیفہ
حدیث کی کتابون مین ہے * اور ہدایہ اور فتح القدیر اور عنایہ اور تبیین الحقائق
مین بھی ہے * لیکن عبارت مین ان سب کتابون کی کچھ کچھ اختلاف
ہے اور مضمون سب کا ایک ہے * تیسری وجہ یہ ہے کہ رفع یدین
صرف حضرت کے فعل سے ثابت ہوا ہے قول اور حکم سے ثابت نہین
ہے * بلکہ قول حضرت کا عدم رفع مین وارد ہے * اور قاعدہ ہے کہ
جب حضرت کے فعل اور قول مین اختلاف ظاہر ہو تو قول کو ترجیح ہے
جیسا کہ اصول کتابون مین ہے اَلْقَوْلِیُّ مُقَدَّمٌ عَلَی الْفِعْلِیِّ اور دوسرے مقام
مین ہے حکایۃ الفعل لا تعم * اور خصوصا جب کہ منع حضرت کا وارد ہوا
یعنے حضرت نے لوگونکو نماز مین رفع یدین کرنے کو منع فرمایا ہو تو بیشک حدیث

عدم رفع کی غالب ہوئی + جیساکہ اوپر حدیث مذکور ہو چکی ہے یعنے
لاترفع الایدی الا فی سبع مواطن الحدیث + اور دوسری حدیث نہایہ
مین ہے وَحِینَ رَاٰے النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم اَقْوَامًا یَرْفَعُوْنَ اَیْدِیَهُمْ
فِی الصَّلٰوۃِ عِنْدَ الرُّکُوْعِ وَعِنْدَ رَفْعِ الرَّاْسِ مِنَ الرُّکُوْعِ
فَقَالَ مَالِیْ اَرَاکُمْ رَافِعِیْ اَیْدِیْکُمْ کَاَنَّهَا اَذْنَابُ خَیْلٍ شُمُسٍ اُسْکُنُوْا فِی الصَّلٰوۃِ +
اور یہی حدیث بحرالرائق اور تبیین الحقائق اور شرح مختصرالوقایہ مین بھی
ہے + لیکن عبارت مین کچھ اختلاف ہے + اور چوتھی وجہ یہ ہے
کہ رفع یدین مقدم ہے یعنے ابتداے اسلام مین تھا پھر منسوخ ہوا تو
ضرور عدم رفع کی حدیث راجح ہوئی جیساکہ کفایہ اور عنایہ اور کافی اور
نہایہ اور شرح سفرالسعادت مین ہے مَارَوَاہُ مَحْمُوْلٌ عَلَی الْاِبْتِدَاءِ اِذْ
اَنَّہٗ کَانَ ثُمَّ نُسِخَ عَنِ ابْنِ الزُّبَیْرِ رض اَنَّہٗ رَاٰی رَجُلًا یَرْفَعُ یَدَیْہِ فِی الصَّلٰوۃِ
عِنْدَ الرُّکُوْعِ فَقَالَ مَہْ فَاِنَّ ہٰذَا شَیْءٌ فَعَلَہُ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ والسلام ثُمَّ تَرَکَہٗ اور
کافی اور نہایہ اور کفایہ اور شرح سفرالسعادت مین ہے قَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ رض
رَفَعَ النَّبِیُّ صلعم فَرَفَعْنَاہُ وَتَرَکَ فَتَرَکْنَاہُ الغرض رفع یدین کا منسوخ ہونا
بہت سی کتابون سے ثابت ہے جیساکہ ہدایہ اور فتح القدیر اور نورالانوار
اور ترجمہ مشکوۃ شیخ عبدالحق رح اور کفایہ اور عنایہ اور کافی اور نہایہ اور
شرح سفرالسعادت لیکن طوالت کے خوف سے ہر ایک کی عبارت

جدا جدا انہین لکہی گئی * اور تیسرا امر یعنے جاننا کہ ہم اس حکم مین داخل
ہین اور اسبات کو جاننا بہی بہت سی چیز کے جاننے پر موقوف ہے * اس
مقام مین مثال کیواسطے تہوڑا ذکر کیا جاتا ہے * منجملہ اوسکے یہ ہے کہ جانے
کہ یہ حدیث سب مکلف کے حق مین ہے یا خاص بعضے گروہ کے حق مین
* کیونکہ بہت سے احکام بلحاظ اشخاص کے مختلف ہوتے ہین ایک کی
حق مین درست اور دوسرے کے حق مین نا درست * تو جب وہ اس
بات کو جانیگا تب سمجھیگا کہ خود کس جنس مین ہے اور اوسکے حق مین
کیا حکم ہے * اور اگر یہ فرق نجانیگا تو بڑی گمراہی مین پڑیگا جیسا کہ تیسیر الوصول
کی باب القبلہ والمباشرۃ مین ہے * وعن ابی ہریرۃ رض قال سال رجل رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم عن المباشرۃ للصائم فرخص لہ فاتاہ اخر فسالہ فنہاہ وکان الذی
رخص لہ شیخا کبیرا والذی نہاہ شابا اخرجہ ابو داؤد یعنے ابو ہریرہ رض
نے کہا کہ سوال کیا ایک مرد نے حضرت رسول اللہ سے کہ روزہ دار کو
مباشرۃ یعنے لگانا اپنے بدن کو عورت کے بدن سے درست ہے یا نہین
* آپ نے اوسکے واسطے درست رکہا * پہر دوسرے نے بہی ایسہی سوال
کیا سو اُسکو حضرت نے منع فرمایا * تو جس شخص کے واسطے درست
رکہا تہا وہ بڑا بوڑہا تہا اور جس کو منع کیا وہ جوان تہا * اور منجملہ اُسکے
یہ ہے کہ جانے یہ کہ حکم خاص ایک شخص معین کے حق مین تہا یا عام تہا

سب مکلف کے لیے ÷ کیونکہ بعضا حکم کسی سبب سے یا کسی مصلحت کی
روسے حضرت علیہ السلام ایک شخص خاص کے حق مین درست رہتے
تھے اور دوسرے کے حق مین نادرست ÷ اور حضرت کے بعد سب مکلف
کے حق مین برابر ہوا ÷ جیسا کہ تیسیر الوصول کے باب وجوب الصلوۃ
مین ہے عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ فُضَالَۃَ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ عَلَّمَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی
اللہ علیہ وسلم وَفِیْمَا کَانَ عَلَّمَنِیْ حَافِظْ عَلَی الصَّلٰوۃِ الْخَمْسِ قَالَ قُلْتُ اِنَّ
ہٰذِہِ السَّاعَاتِ لِیْ فِیْہَا اَشْغَالٌ فَمُرْنِیْ بِاَمْرٍ جَامِعٍ اِذَا اَنَا فَعَلْتُہٗ اَجْزَاَ عَنِّیْ فَقَالَ
حَافِظْ عَلَی الْعَصْرَیْنِ وَمَا کَانَتْ مِنْ لُغَتِنَا فَقُلْتُ مَا الْعَصْرَانِ قَالَ صَلٰوۃٌ
قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَصَلٰوۃٌ قَبْلَ غُرُوْبِہَا اخرجہ ابوداؤد عبد اللہ بن فضالہ نے روایت کیا ہے
اپنے باپ سے کہ کہا اونے تعلیم کیا مجکو پیغمبر خدا نے اور جن باتونکو کہ حضرت نے ہمکو سکھلایا تھا
اون مین سے ایک یہ تھا کہ حفاظت کر پانچ وقت کی نماز کو ÷ پھر کہا اونے کہ عرض کیا مینے
کہ ان سب وقت مین میرے واسطے بہت کام رہتا ہے سو مجکو حکم کیجیے ایسی ایک عبادت
کا کہ جب مین اوسکو کرلون تو کفایت کرے مجھکو ÷ سو فرمایا حضرت صلعم نے کہ حفاظت کر
عصرین کی اور لفظ عصرین کا میری بولی سے نہتا اسواسطے مین اوسکو نہ سمجھا پھر مین نے
پوچھا تب فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نماز پہلے طلوع آفتاب کے اور نماز
پہلے غروب اوسکے ÷ اور منجملہ اوسکے یہ جاننے کہ یہ حدیث کون سے شہروالون
کے حق مین وارد ہے اسواسطے کہ بہت احکام باعتبار شہروں کے

تخلف ہونا

مختلف ہوتے ہین اور حدیث کی عبارت مین اُس شہر کا کچھ ذکر نہین ہوتا ہی
تو جب وہ شخص اس بات کو جانیگا تب سمجھے گا کہ یہ حکم ہم پر ہے یا دوسرے پر
÷ اور اگر یہ فرق نجانیگا تو سخت خرابی مین پڑیگا ÷ جیسا کہ مشکوۃ کی باب آداب الخلا
مین ہے ÷ عَنْ اَبِی اَیُّوْبَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا اَتَیْتُمُ الْغَائِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوا
الْقِبْلَۃَ وَلَا تَسْتَدْبِرُوْہَا وَلٰکِنْ شَرِّقُوْا اَوْ غَرِّبُوْا متفق علیہ یعنے جب تم پاےخانے مین آؤ تو قبلے کیطرف منھہ
یا پیٹھہ نکرو لیکن پچھم یا پورب کیطرف منہہ کرو تو یہ حکم مدینہ والونکی حق مین اور مانند اونکی ہی
اسواسطی کہ مدینہ مطہرہ اوتر مکہ معظمہ کی ہے تو جب پورب یا پچھم کیطرف منہ کریگا تو قبلہ کیجانب
مین منہہ نہوگا ÷ جیسا کہ تیسیر الوصول کی باب آداب الاستنجا مین ہے ÷ قولہ شَرِّقُوْا اَوْ غَرِّبُوْا اَمْرٌ لِاَہْلِ الْمَدِیْنَۃِ
وَمَنْ ... عَلٰی ذٰلِکَ السَّمْتِ وَاَمَّا مَنْ کَانَ قِبْلَتُہٗ اِلَی الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ فَلَا یَسْتَقْبِلُہَا یعنی قول حضرتکا
شرقوا اور غربوا حکم ہے اہل مدینہ کے لیے اور جو لوگ کہ قبلہ اُنکا اوسی جانب
مین ہے ÷ اور جنکا قبلہ مشرق یا مغرب کی جانب ہو اُن کے حق مین
یہ حکم نہین ہے ÷ اور جیسا کہ تیسیر الوصول کی فصل استقبال القبلہ مین
ہے ÷ عن ابی ہریرۃ رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما بین
المشرق والمغرب قبلۃ اخرجہ الترمذی یعنی درمیان پورب اور پچھم کے قبلہ ہے ÷ تو یہ حکم
بھی اہل مدینہ اور مثل اونکے واسطے ہے ÷ اور منجملہ اوسکے یہ ہے کہ
اوس حدیث کی مجلس کو جانے کیونکہ بعضا حکم بسبب اختلاف مجلس کے
مختلف ہوتا ہے ÷ جیسا کہ ایک حدیث لوگونمین مشہور ہے اور فتاوی

حمادیہ مین کہاہے اَکْرِمُوا الْخُبْزَ فَاِنَّہَا مِنْ بَرَکَاتِ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ یعنے روٹی کی تعظیم کرو کیونکہ وہ برکت سے آسمان اور زمین کی ہے * یعنے روٹی جب آوے تو انتظار سالن کا نکرو تو یہ حکم گہر کے کہانے مین ہے ضیافت مین نہین کیونکہ ضیافت مین صاحب خانہ کے اذن کی انتظاری کرے * جیسا کہ اوسی فتاوی حمادیہ کی کتاب الاستحسان مین ہے وَہٰذَا فِی بَیْتِہٖ وَاَمَّا فِی الضِّیَافَۃِ فَیَنْتَظِرُ الْاِذْنَ تو جسکو مورد اس حدیث کا معلوم نہوگا تو ضیافت کی مجلس مین جیسی لوگونکی عادت ہے کہ پہلے روٹی لاتے ہین تو وہ شخص پہلے روٹی ہی ٹہوسنے لگیگا اور سالن کے لیے شور مچاویگا اور میزبان کو انتشار مین ڈالیگا اور دوسرے مہمانون کو انتظاری اور تاخیر مین پہنچے گا * جیسا کہ اسطرح کی خرابیان اکثر مجلسون مین واقع ہوتی ہین نعوذ باللہ منہم * اور منجملہ اوسکے جاننا کہ یہ حدیث کس وقت مین وارد ہوئی تہی کیونکہ بہت سی حدیثین ہین کہ حکم اونکا ابتداے اسلام مین تہا پہر وہ حکم منسوخ ہوا تو جب منسوخیت کو معلوم کریگا تب جانیگا کہ ہم اُس حکم مین داخل نہین ہین * جیسا کہ مشکوۃ کی کتاب الایمان مین ہے * نَہَاہُمْ عَنْ اَرْبَعٍ اَلْحَنْتَمِ وَالدُّبَّاءِ وَالنَّقِیْرِ وَالْمُزَفَّتِ * یہ چار نام اون برتنون کے ہین کہ جس مین شراب رکہتے تہے سو جب شراب حرام ہوئی تو اون برتنون کا استعمال بہی حرام ہوا تاکہ لوگونکو شراب یاد نپڑے اور رالعت اوسکی نرہے اور کمال نفرت

اور اجتناب آجاوے ✤ اور جب لوگ خوب شرع کے حکموں میں مضبوط ہوئے تو یہ حکم منسوخ ہوا ✤ اور منجملہ اوسکے یہ جاننا کہ حدیث مطلق احوال مین وارد ہے یا کسی عذر کی حالت مین واقع ہے ✤ کیونکہ بہت سی حدیثین ہین کہ عبارت اونکی مطلق ہے اور حقیقت مین مورد اونکا حالت عذر ہے ✤ اور جس شخص کو عذر نہو اوسکے حق مین وہ حکم نہین ہے ✤ تو جب تک اس بات کو نہ سمجھیگا نہ جانیگا کہ یہ حکم ہم پر ہے یا دوسرے پر ✤ جیسا کہ مشکوۃ کے باب صفۃ الصلوۃ مین ہے وَعَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ رض رَاَى النَّبِيَّ صلعم يُصَلِّي فَاِذَا كَانَ فِي وِتْرٍ مِنْ صَلٰوتِهٖ لَمْ يَنْهَضْ حَتّٰى يَسْتَوِيَ قَاعِدًا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ روایت ہے مالک بن حویرث سے کہ دیکھا اوس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے پھر جب ہوتے حضرت طاق رکعت مین یعنے ایک رکعت کے یا تین رکعت کے بعد تو نہ اوٹھتے یہان تک کہ اچھی طرح سے بیٹھتے ✤ اور شیخ عبد الحق دہلوی نے اس کے ترجمہ مین لکھا ہے کہ یہ بیٹھنا حضرت کا بسبب عذر کے اور حاجت کے تھا جسطرح بیماری اور ضعف اور کبر سن وغیرہ ✤ اور جس کسی کو اوسکی حاجت اور ضرورت نہو تو اوسکے حق مین وہ سنت نہین ✤ اور ہدایہ اور فتح القدیر اور بحر الرائق مین بھی ایسہی مذکور ہے ✤ خلاصہ اس جواب کا یہ ہے کہ قرآن اور حدیث سے حکم نکالنے کے واسطے بہت سے امور ضرور

ہین کہ تفصیل اونکی اس مقام مین نہین ہوسکتی ہے * اسواسطے صرف مثال
کے لیے چند باتین کہ ہر عوام اور خواص اُسکو بے تکلف سمجھین یہان بیان
کی گئین * اور اونکے سوا اور شرطین بہی ضرور ہین کہ اونکے مضمون کو بہی سمجھنا
ہر ایک عوام کو دشوار ہے * جیساکہ اصول فقہ اور اصول حدیث کی کتابون
مین مفصل اور مصرح ہے * اور اون سب شرطون کا اس زمانے مین پایا جانا
سخت مشکل اور بہت دشوار بلکہ متعذر اور محال ہے * چنانچہ سابق جو شرطین
بطور نمونہ کے مذکور ہوئی ہین اوسکے مضامین مین غور کرنے سے صاف
ظاہر ہوتا ہے * اسواسطے اس زمانے مین بلکہ زمانہ دراز سے سب عالمون
نے جب خوب دریافت کیاکہ قرآن اور حدیث سے بالاستقلال حکم نکالنا
نہین ہوسکتا ہے کیونکہ ہر حدیث کو ثابت کرنا اور اوسکے راویونکا احوال
دریافت کرنا اور صحیح اور حسن اور ضعیف اور غریب کو تحقیق کرنا اور مجمل اور
ماول اور ناسخ اور منسوخ کو تمیز دینا اور ہر ایک کی غرض اور مراد کو سمجھنا بالاستقلال
یعنے صرف اپنی تلاش اور جستجو سے حاصل نہوسکیگا بلکہ آخر کو لاچار
ہوکر پشیمان ہنکر اُن سب شرطونکو حاصل کرنے کے لیے کسی محدث یا
مجتہد یا فقیہ کی تقلید کرنی پڑیگی تو ابتداہی سے تقلید کسی مجتہد کی اپنے اوپر
واجب کرلی ہے * اور اسی واسطے سب علما نے اجماع کیا اس بات
پر کہ جس مجتہد کے اجتہاد پر تمام علما کا اتفاق ہو اور سب فاضلون کے

نزدیک اوسکا اجتہاد مقبول ہوا اور مذہب اوسکا نقل تواتر سے منقول ہو
اور مسائل اور قواعد اوسکے مذہب کے بے شبہہ مفصلا مروی ہوں تو
ایسے کی تقلید درست ہے ❊ پہر کوئی مجتہد ان اوصاف کے ساتہ سوائے
ان چار امام کے پایا نہین گیا اور کوئی مذہب ان سب صفات کے ساتہ
سوائے ان چار مذہب کے ثابت نہین ہوا ❊ اسواسطے سب علما اور
تمامی فضلا کا اجماع اس بات پر ہوا ہے کہ ان چار مذہب مین سے ایک
مذہب کی پیروی کرنی واجب ہے ❊ اور انکے سوائے اور کسی مجتہد
کی تقلید یا دوسرے کسی طریقے کی پیروی جائز نہین ہے ❊ اور کوئی یہ
گمان نکرے کہ صرف علمائے حنفی نے یہ اجماع کیا ہے بلکہ دوسری مذہب
مختلف کے علما نے بہی اسی بات پر اتفاق کیا ہے ❊ جیسا کہ سابق
جواب مین سوال چوبیسوین کے بہت سی کتابون سے مذکور ہوا ہے
پہر ثانیا تفصیل کی حاجت نہین ہے ❊ لیکن بطور نمونے کے صرف ایک
کتاب سے لکہا جاتا ہے ❊ نہایۃ المراد شرح مقدمہ ابن عماد مین ہے فی زماننا قد انحصرت
صحۃ التقلید فی ہذہ المذاہب الاربعۃ فی الحکم المتفق علیہ بینہم وفی الحکم المختلف فیہ ایضا
لاباعتبار ان مذاہب غیرہم من السلف باطلۃ وانما باعتبار ان مذاہبہم وصلت الینا
بالنقل المتواتر یرویہا جماعۃ بعد جماعۃ فی کل ساعۃ من زمانہم الی زماننا
ہذا لا یمکن عد الرواۃ ولا احصائہم فی اقطار الارض وتبینت لنا شروط

مذاهبهم وفصلت مجملاتها وقيدت مطلقاتها بالنقل المتواتر بخلاف مذاهب غيرهم من السلف فانها نقلت الينا بطريق الآحاد فلو فرض ان حكما من الاحكام نقل عن بعض مذاهب السلف بطريق التواتر يحتمل ان يكون مجملا لم يفصله ناقله وان له قيدا اخل به ناقله او شرطا يتوقف القول بصحته عند ذلك المجتهد فيكون العمل به باطلا فلهذا الامر حصرنا صحة التقليد في اتباع المذاهب الاربعة لا غير خلاصہ مضمون اسکا یہ ہے کہ اس زمانے مین تقلید منحصر ہے انہین چار کے ایک مذہب مین اور ان چار کے سوا اور کسی مجتہد کی تقلید درست نہین ہے ؛ اسواسطے کہ ان چار امامونکا مذہب نقل متواتر سے منقول ہوا ہے ؛ اور اونکے زمانے سے لیکر اس زمانے تک اس قدر راوی ان مذہب کے گذرے ہین کہ شمار کرنا اونکا ممکن نہین ہے ؛ اور ان مذہبون کی شرطین اور تفصیل خوب بیان کی گئی ہین بخلاف اور مذہبون کے کہ تواتر سے مروی نہین ہے اور تفصیل اونکی نہین ہوئی ہے تو شاید کوئی کلام مجمل ہو کہ اوسکی تفصیل نہین ہوئی ہو یا کوئی قید چھوٹ گئی ہو یا کوئی شرط کہ جس پر صحت اوس قول کی موقوف ہو متروک ہوئی ہو توان صورتون مین عمل اس پر باطل ہوگا ؛ اسواسطے انہین چار مذہب مین تقلید منحصر ہوئی ہے ؛ اور شافعی علمانے بھی ایسہی کہا ہے جیسا کہ حافظ ابن حجر شافعی المذہب کہ فاضل اور محدث اور مصنف کتاب بلوغ المرام

کا اور شافعیون کے نزدیک بڑا معتمد اور معتبر ہے اوس نے فتح المبین فی شرح الاربعین کی اٹھائیسوین حدیث کی شرح مین لکھا ہے اما فی زماننا فقال ائمتنا لا یجوز تقلید غیر الائمۃ الاربعۃ الشافعی ومالک وابی حنیفۃ واحمد رضوان اللہ علیہم اجمعین لانہا ہؤلاء عرفت قواعد مذاہبہم واستقرت احکامہا وخدمہا تابعوہم وحرروہا فرعا فرعا وحکما حکما فلا یوجد حکم الا وہو منصوص لہم اجمالا او تفصیلا بخلاف غیرہم فان مذاہبہم لم تحرر ولم تدون کذلک فلا تعرف لہا قواعد حتی تخرج علیہا احکامہا فلم یجز تقلیدہم فیما حفظ عنہم منہا لانہ قد یکون مشروطا بشروط اخری وکلوہا الی فروعہا من قواعدہم فقلت الثقۃ بجمیع ما یحفظ عنہم من قید او شرط فلم یجز التقلید حینئذ خلاصہ ترجمہ اوسکا یہ ہے ہمارے امامون نے یعنے شافعیون نے کہا ہے کہ اس زمانے مین ان چار امامون کے سوا اور کسی مجتہد کی تقلید جائز نہین ہے اسواسطے کہ ان امامون کے مذہب اور اونکے قاعدے خوب معلوم اور مشہور ہین اور مسئلے اونکے خوب ثابت ہین اور تابعون نے اونکے مذہب کو خوب ضبط کیا ہے اور بالتفصیل ہر ایک کو لکھا ہے ؛ بخلاف اور مجتہدون کے کہ اونکا مذہب لکھا ہوا نہین ہے اور قاعدہ اونکا معلوم نہین اور تفصیل اونکے مذہب کی منقول نہین اور مسئلے اونکے مذہب کے ضبط نہین ؛ اسواسطے دوسرے مذہب پر خوب اعتماد نہین ہے ؛ اور مالکی علمائی بہی

ایسہی کہاہے ؛ جیساکہ علامہ ابراہیم ابن مرعی سرخسی کہ مالکی المذہب اور فاضل ہاور محدث اور مالکیون مین معتمد علیہ ہے اوسنے فتوحات الوہبیہ فی شرح الاربعین للنوویہ کی اٹھائیسوین حدیث کی شرح مین لکھاہے

مَا عُرِفَ عَنْ ہٰؤُلَاءِ الصَّحَابَۃِ الْاَرْبَعَۃِ اَوْ عَنْ بَعْضِہِمْ اَوْلٰی بِالْاِتِّبَاعِ مِنْ بَقِیَّۃِ الصَّحَابَۃِ اِذَا وَقَعَ بَیْنَہُمُ الْخِلَافُ اِلٰی قَوْلِہٖ وَہٰذَا فِی الْمُقَلِّدِ الصِّرْفِ فِیْ تِلْکَ الْاَزْمِنَۃِ الْقَرِیْبَۃِ فِیْ زَمَنِ الصَّحَابَۃِ اَمَّا فِیْ مَا بَعْدَ ذٰلِکَ فَلَا یَجُوْزُ تَقْلِیْدُ غَیْرِ الْاَئِمَّۃِ الْاَرْبَعَۃِ مَالِکٍ وَاَبِیْ حَنِیْفَۃَ وَالشَّافِعِیِّ وَاَحْمَدَ رح لِاَنَّ ہٰؤُلَاءِ عُرِفَتْ قَوَاعِدُ مَذَاہِبِہِمْ وَاسْتَقَرَّتْ اَحْکَامُہَا وَخَدَمَہَا تَابِعُوْہُمْ وَحَرَّرُوْہَا فَرْعًا فَرْعًا وَحُکْمًا حُکْمًا

خلاصہ اسکایہ ہے کہ جو حکم شرع کاکہ ان چار خلیفون سے یابعض سے اونکے معلوم ہواہے تو وہ مقدم ہے دوسرے صحابی کے قول پراور یہ بات اوس زمانے کے مقلد کے حق مین تہی لیکن اوس زمانے کے بعد جائز نہین ہے تقلید سوائے ان چار اامونکے ؛ یعنے مالک ابوحنیفہ شافعی احمد کیونکہ اونکے مذہب کے قاعدے سب معروف ہین اور مسائل اونکے خوب ثابت اور مشہور ہین اور تابعون نے اونکے خوب ضبط کیاہے اور ہر ایک بات کو مفصلا لکھاہے اب حاصل اس سب کا یہ ٹہراکہ شریعت کے علما اور ہر مذہب کے فضلا کا اجماع اور اتفاق اسی بات پر ہوگیاہے کہ اس زمانے مین تقلید ایک امام کی ان چار اامون مین سے واجب ہے اور اونکے سوااور کسی کی تقلید درست نہین ہے

اور کسی عوام کو بلکہ اس زمانے کے خواص کو بھی اپنی سمجھ کے موافق قرآن
اور حدیث پر عمل کرنا اور اپنی دریافت پر اعتماد کرکے مسئلہ نکالنا جائز نہیں
+ اور اگر کوئی فاضل یا کوئی درویش اس اجماع سے نکلا ہو یا اوسنے اس
اتفاق کے برخلاف کیا ہو یا اوسکے مخالف کہا ہو تو اوس شخص کا کچھ اعتبار نہیں
ہے + کیونکہ وہ اجماع کہ حدیثوں کی روسے پیروی کرنی اوسکی واجب
ہے وہ اس سے عبارت ہے کہ اکثر علمائے دیندار اور فضلائے نیک
کردار ایک بات پر اتفاق کرین + پھر اگر کوئی شخص اگرچہ عالم بھی ہو اس
اجماع مین شریک نہو تو اوسکا کچھ اعتبار نہین ہے بلکہ وہ خود برخلاف
ہوا اور جماعت کا مخالف بنا + جیسا کہ مشکوۃ کے باب الاعتصام مین ہے
عن ابن عمر رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ فَاِنَّہٗ
مَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ + یعنے پیروی کرو جماعت کی سو مقرر یون ہے
کہ جو جدا ہوا جماعت سے گر پڑا وہ جہنم مین وعن معاذ بن جبل رض قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ الشَّیْطَانَ ذِئْبُ الْاِنْسَانِ کَذِئْبِ الْغَنَمِ یَاْخُذُ الشَّاذَّۃَ
وَالْقَاصِیَۃَ وَالنَّاحِیَۃَ وَعَلَیْکُمْ بِالْجَمَاعَۃِ وَالْعَامَّۃِ یعنے بے شبہہ شیطان آدمی
کے حق مین جیسا بھیڑیا بکری کے حق مین ہے کہ پکڑتا ہے بکری بھٹکی
ہوئی اور دور پڑی اور کنارے گری ہوئی کو + تو واجب تم پر یہی ہے
کہ جماعت اور اکثر مسلمانونکی پیروی کو لازم کرو + وعن ابی ذر رض

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ شِبْرًا فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَةَ الْاِسْلَامِ عَنْ عُنُقِهٖ

ترجمہ یعنے جو کوئی جدا ہوا جماعت سے ایک بالشت کے اندازے تو بے شبہ اُس نے اسلام کا ڈورا اپنی گردن سے نکالا ❖ غرض اُن حدیثون سے صاف ظاہر ہوا کہ اکثر مسلمان جس بات پر اتفاق کرین وہ واجب ہوتا ہے اور بعضے کا خلاف کرنا کچھ نہین ہے ❖ بلکہ جو اکثر کا مخالف ہوا تو اُسپر خوف ضلالت کا اور ڈر جہنم کا ہے نعوذ باللہ منھا ومنھم ❖ اور جو کوئی جماعت کی پیروی کرے گا تو وہ ہدایت پر رہیگا اور ضلالت سے بچیگا

اللھم ثبت قلوبنا علی شریعتک ورضاک واقم اقدامنا علی طریقتک
وہداک وصل وسلم علی رسولک سید المرسلین وآلہ
الطیبین واصحابہ الراشدین وتابعی صحبتہ الہادین
سیما علی سید المجتہدین امامنا وامام المسلمین
وعلینا وعلی جمیع مقلدیہ الی یوم الدین
وآخر دعوانا ان الحمد للہ
رب العالمین

تمت

خاتمۃ الکتاب

الحمد للہ کہ یہ رسالہ نظام الاسلام جسکے سوالون کو کئی شخصون نے کیا تھا اور جوابون کو اوسکے عالم باعمل فاضل بے بدل مولوی محمد وجیہ صاحب مدرس اول مدرسۂ کلکتہ نے بڑی محنت اور تلاش کرکے آیات کلام اللہ اور احادیث رسول اللہ اور بڑی معتبر اور معتمد کتابونکی عبارت سے مدلل اور ثابت کیا اور بعد اتمام کے تمام علما و فضلا و صلحا نے بغور و تامل اوسے دیکھہ موافق عقائد مذہب سنت و جماعت خصوصا مطابق طریقۂ حنفی سمجھ کے منظور اور پسند کر اپنے اپنے دستخط اور مہر سے مزین فرمایا * اللہ تعالی اپنے فضل و کرم سے اس نسخہ کے مؤلف کو جزائے خیر عطا فرماوے آمین ثم آمین

بر نسخۂ ہذا از اول تا آخر نظر کردم ظاہر شد کہ مسائل مندرجۂ آن مطابق عقیدۂ اہل سنت و جماعت و موافق طریقۂ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ است حنفی المذہب را اعتقاد و عمل برطبق آن واجب و متحتم است

غلام سبحان

احمد کبیر — قاضی القضاۃ صدر کلکتہ — وارث علی

امین مدرسۂ کلکتہ — مفتی عدالت بادشاہی کلکتہ

جواب ہاے این رسالہ ہمہ صحیح و راست بے کم و کاست موافق

آیات قرآن ومطابق احادیث سید پیغمبران و برحسب اجماع علماء راسخین وبرطبق اتفاق فضلاء کاملین است مخالف این ہمہ مسائل در حقیقت مخالف آن دلائل است

محمد وجیہ	فضل الرحمن
مدرس اول مدرسۂ مرشد آباد	مدرس اول مدرسۂ کلکتہ

بشیر الدین	نور الحق	محمد مرتضی	عجیب احمد
مدرس دوم	مدرس سوم	مدرس چہارم	مولوی کمیٹی

محمد ابراہیم	خادم حسین	محمد مظہر	احمد حسین
معاون اول	معاون دوم	معاون سوم	حکیم مدرسہ

این رسالہ را بنظر تامل دیدم از اول تا آخر فی الحقیقت ہدایت بخش کور باطنان اہل بدعت ورہنمائے گم گشتگان بادیۂ ضلالت است علمائے حنفیہ را از دید نورانیت باطنی وفضلائے طریقۂ حقہ را تمسکے است متین شدید المبانی

محمد اکبر شاہ
مدرس اول مدرسۂ محسنیہ واقع شہر چچرہ متعلقہ ضلع ہوگلی

خادم حسین	منصور احمد	سید رمضان علی
مدرس مدرسۂ مذکور	(مدرس مدرسۂ مذکور)	مدرس مدرسۂ مذکور

غلام مخدوم	محمد مستقیم	فراغت علی	بشارت اللہ

مدرس ایضاً | مدرس ایضاً | مدرس ایضاً | معاون ایضاً

اسد علی | وارث علی | صمصام علی | ناصر الدین

مدرس مکتب ہوگلی (مدرس اول مکتب شاہزادگان) مدرس/مدرس

ریاض الدین | کرامت علی

مدرس مدرسۂ منشی امیرا/ واعظ و خلیفۂ حضرت سید احمد قدس سرہ

امام الدین | حافظ محمد صدیق | احمد

خلیفۂ حضرت ممدوح) واعظ و خلیفۂ حضرت ممدوح) مفتی ضلع ۲۴ پرگنہ

غلام صفدر | خادم حسین | حسین الدین شطاری

مفتی ضلع میدنی پور (مفتی ضلع ندیہ) مفتی سہ کوٹ ملک میسور

مولی بخش | نیاز احمد | صوفی نور محمد

مولوی سررشتہ دار کالج) واعظ و امام مسجد شاہزادہ (خلیفۂ حضرت ممدوح

سید عبداللہ ولد سید بہادر علی | محمد عبداللہ | غلام اکبر

خلیفۂ حضرت ممدوح (مولوی کالج کلکتہ) مولوی ایشیاٹک سوسیٹی +

محمد عیسیٰ

مولوی فیصل خوان عدالت صدر

عبد الحمید | محی الدین | محمد بخش

(مولوی پیشکار صدر/ مولوی پیشکار دفتر کمشنر/ محافظ دفتر مذکور

اسد علی	فضل الحق	عبد الجلیل

نائب پیشکار دفتر مذکور) مولوی دفتر خانۂ شاہزادگان (واعظ و خلیفہ حضرت

جسیم الدین	عبد الغفور	بدیع الدین

واعظ واعظ و خطیب مسجد شاہزادگان + محافظ سابق کتب خانہ کالج

غلام قادر	عبد الجبار	دبیر الدین

مولوی اسکول پادریان) معاون مترجم عدالت شاہی) مولوی دفتر خانہ

فارسی کلکتے کے مدرسے مین جو لوگ علوم دینی حاصل کرکے قریب التحصیل

ہین انمین سے بعضون کی نام

محمد عبد الرحمن	ابو المعالی	ظہیر الدین محمد	غلام قادر
محمد یار علی	غلام حسین	عبد الرزاق	بشیر علی
شمشیر علی	بشیر الله	عبد الحمید	سید ضمیر الدین
ولی اشرف	نادر علی صدیقی	محمد واعظ الدین	علی طاہر

عبد الرشید	ارادت علی	محمد منیر	شرافت علی	قمر علی

محسنیہ مدرسے مین جو لوگ علوم دینی حاصل کرکے قریب التحصیل

ہین اونمین سے بعضون کے نام

سید حسین احمد	دلاور علی	سعادت علی	غلام نجف
محمد مہدی	عصمت الله	سراج الدین	فیض الله

فضیلت حسین بہاری | میر محمد صدیقی | نجف علی

میر محمد حسین کرمانی

جاننا چاہیے کہ بعضے لوگ چارون مذہب کو انکار کرتے ہین اور کسی کی ان چارون سے تقلید نہین کرتے اور عوام حنفیون کو اپنے مذہب سے بد اعتقاد کرواتے ہین اور مسئلہ مین شک ڈالتے ہین اور اعتراضات بیجا کرتے ہین اور مخالف حدیث کی بناکر کے عوام کو گمراہ کرتے ہین اسواسطے اکثر مسلمان سب اس دیار کے مسئلہ پوچھنے کے لیے اور اپنے مذہب کی تحقیق کیواسطے جناب مستطاب مدرس صاحب حضرت محمد وجیہ صاحب جعلہ اللہ تعالی کاسمہ وجیہا فی الدنیا والآخرۃ کے حضور مین آتے تھے اور جو لوگ کہ خود حاضر نہین ہو سکتے تھے فتوا لکھواکر منگواتے تھے پھر جب مدرس صاحب نے دریافت کیا کہ اس صورت مین لوگون کو بہت تکلیف ہوتی ہے اسواسطے بنظر نفع عام اور ہدایت تام کے ایک رسالہ تالیف فرمایا اور اوسکا نام نظام الاسلام رکھا تاکہ لوگ اوس رسالے کو پڑھکر اپنے مذہب مین مضبوط ہووین اور لوگو نکے بہکانے سے گمراہ نہ ہنین ؛ اوسکے بعد جناب حاجی سید عبد اللہ صاحب نے بلحاظ رفاہیت خلائق کے اسکو چھپوایا ؛ پھر یہ رسالہ اکثر ملکون مین منتشر ہوا

اور بہت لوگ اس کو پڑہکر اپنے مذہب مین مضبوط ہوگئے اور جو لوگ

کہ ان قوم کے بہکانے سے شک مین پڑے تہے اوس کتاب کو

پڑہنے یا سننے سے اونکا شبہہ دفع ہوگیا اور بعضے بیچارے عوام اور

ضعیف الاعتقاد کہ ان قوم کے گمراہی مین پڑے تہے اس رسالہ پر

واقف ہوکر اپنی گمراہی سے توبہ کی تب ان قوم نے جب یہ حال دیکہا

اور دریافت کیا کہ جو کوئی اس رسالہ سے واقف ہوتا ہے اوسکے حق

مین فساد اور فریب اونکا کچہ تاثیر نہین کرتا ہے اور مسئلہ پر طعن کرنا اور

شک ڈالنا اور تقلید پر امامون کی اعتراض کرنا کچہ فائدہ نہین دیتا ہے

تب ان قوم نے اس طور کے فریبون کو چہوڑکر ایک دوسرا فریب

نکالا اور وہ یہ ہے کہ اس رسالہ کی تحقیر کرنے لگے اور جاہلون کے ساتھہ

اس رسالہ پر اعتراض کرنے لگے تاکہ لوگ اس رسالہ سے بداعتقاد

ہووین اور اوسکو نہ پڑہین اور نہ سنین پہر بعضے لوگ جناب مدرس

صاحب کے حضور مین عرض کرنے لگے کہ ان قوم بے مذہب کے

سوال کا جواب کچہ لکہیے کہ چہپوا دیا جاوے تاکہ ان قوم کا فساد کچہ نچلے

اور لوگون کو اس رسالہ مین کچہ شک نپڑے لیکن جناب مدرس

صاحب اصلا اسکی طرف التفات نہین کرتے اور فرماتے کہ سوال

بیجا کا جواب دینا بہی بیجا ہے کیونکہ ❊ جواب جاہلان باشد خموشی ❊

پھر جب بندۂ فقیر حقیر غلام قادر مینانی نے دیکھا کہ جاہلون کا کچھ جواب بھی ندینا
سبب اونکی جرات اور دلیری کا ہوتا ہے اس واسطے مختصر کر کے لکھا جاتا ہے
تاکہ ہر کوئی اسکو دیکھکر یا سنکر اُن قوم کی جہالت اور فساد پر واقف ہو اور
اونکے اعتراض اور اوسکے جواب کو دریافت کر کے معلوم کرے کہ اسی
قیاس پر ہر اعتراض اور شبہہ اُنکا بے حقیقت ہے اور صرف فساد اور
شرارت ہے اور ہر چیز مین خدا ہی سے توفیق ہے اور اوسی کی عنایت
سے تحقیق ÷ ان قوم کا اعتراض یہ ہے کہ پہلی حدیث رسالہ نظام الاسلام
کی یعنے عن مالک بن الحویرث قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اذا کبر رفع یدیہ حتی یحاذی بہما اذنیہ وفی روایۃ حتی یحاذی بہما فروع
اذنیہ اس حدیث کو سارا نہین لکھا ہے اور حدیث مین چوری کی ہے
یعنے مسئلہ رفع الیدین کا بعد رکوع کے جو اس حدیث مین مذکور ہے
اس مقام مین اوسکو نہین لکھا ÷ اس فریب کا دفع کئی طور سے لکھا
جاتا ہے ÷ پہلا دفعہ یہ ہے کہ اس حدیث کا نشان تمام ذکر کیا ہے یعنی
نام کتاب کا اور تعین مقام کا اور تعداد صفحہ کا ذکر کیا ہے اسواسطے کہ جسکو
اس حدیث کا تمام دیکھنا منظور ہو یا اس مین کچھ شک ہو تو وہ شخص اُس کتاب
مین دیکھہ لیوے تو اس صورت مین چوری نہین ہوئی کیونکہ چوری مین تو
چھپانا منظور ہوتا ہے نہ ظاہر کرنا اور علامت رکھنا ÷ چوری تو جب ہووے

که نام کتاب کا ذکر نکر دیا نام ذکر کرے مگر مقام کو تعیین نکرے یا جوبات
که جواب کی مخالف ہو اوسکو چھوڑ دیوے جیسا کہ ان قوم دجالیون نے
ایک مسئلہ چھپوایا ہے اور اوس مین فارسی عبارت سے لکھا ہے ؛
که شیخ عبد الحق دہلوی بہ سنیت رفع یدین و ترجیح تامین بجہر رفتہ ؛
اور نام کتاب کا اور تعیین مقام کا دونون کو چوری کیا ہے اور حال
یہ ہے کہ شیخ عبد الحق نے سفر السعادت کی شرح رفع الیدین کے
مسئلہ کے مقام مین ۳۴ صفحے مین اور مشکوۃ کی شرح مین باب صفۃ الصلوۃ
صفحے مین لکھا ہے کہ رفع الیدین منسوخ ہے اور عدم رفع کو ترجیح ہے
جسکو کچھہ شبہہ ہو تو اون کتابون مین اسی مقام کے پتے سے دیکھہ
لیوے ؛ اور ان قوم نے ایک کتاب رفع الیدین کی بنائی ہے اور
نام اوسکا تنویر العینین رکھا ہے اوس مین اکثر حدیثون کو ناتمام لکھا ہے
کسیکے اول سے کسی کے آخر سے کچھہ کچھہ عبارت چھوڑ دیا ہے جیسا
کہ مالک ابن حویرث کی حدیث کو صحیح مسلم اور صحیح بخاری سے نقل
کیا ہے اور اوس مین رفع یدین کرنے کے مضمون کو لکھا ہے اور
کانون تک ہاتھہ اوٹھانے کی مضمون کو جو اوسی حدیث مین روایت
ہے بالکل ترک کیا ہے اور تنویر العینین مین یون کہا ہے انہ رأے
مالک بن الحویرث اذا صلی کبر و اذا اراد ان یرکع رفع یدیہ و اذا رفع را

من الرکوع رفع یدیہ وحدث ان رسول اللہ صلعم صنع ہکذا تو اس حدیث
مین لفظ حتی یحاذی بہما اذنیہ اور فروع اذنیہ کو چھوڑ دیا ہے دوسرا دفعہ
یہ ہے کہ یہ کتاب کچھ کتاب حدیث کی نہین ہے کہ اس مقام مین تمام حدیث
کو ذکر کرین یہ فتوی ہے اور فتوی مین اوسی قدر ضرور ہے کہ جس قدر
سوال ہو اوسی قدر جواب اور اوسسے زیادہ کہنا حماقت اور جہالت ہے
یہان سوال اوسی قدر لکھا گیا ہے کہ حنفی جو شروع نماز کی تکبیر مین کانون
تک ہاتھ اٹھاتے ہین اوسپر کیا دلیل ہے پس رفع الیدین کے مسئلہ کو
اس مقام مین کچھہ علاقہ نہین ہے جیسا کہ اگر کوئی پوچھے کہ نماز فرض ہونے
کی دلیل کیا ہے تو اوسکا جواب اسی قدر کہنا چاہیے کہ اللہ تعالی نے
فرمایا ہے اقیموا الصلوۃ اور اگر کوئی اسکے جواب مین یون کہے کہ اقیموا الصلوۃ
واتوا الزکوۃ تو اوسکو دیوانہ یا نادان کہین گے ❊ مثال اوسکی فقہ کی کتابون
مین بہت سی موجود ہے نمونے کیواسطے یہان ذکر کیا جاتا ہے کہ خرید اور
فروخت کی مشروعیت کی دلیل مین لاتے ہین کہ احل اللہ البیع باوجود
اس بات کے کہ قرآن مین ایک آیت کے اندر یون ہے کہ احل اللہ البیع
وحرم الربوا لیکن چونکہ بیع کے مقام مین ربوا کو ذکر کرنا محض بے جا ہے
اسواسطے صرف احل اللہ البیع لکھا ہے ❊ اور مثال اوسکی انہین سنے
مذہب والون کی کتاب سے کہ جسکا نام تنویر العینین رکھا ہے مذکور ہوا

ثہ مولف نے تنویر العینین کے اوس حدیث مین فقط رفع الیدین کے مضمون کو جو اوسکی غرض اور مقصود تہا اوسکو وہان لکہا ہے اور ہاتہہ کانون تک اوٹہانیکو کہ اوس سے اوسکو غرض نہ تہی بالکل اوسکو ترک کیا تو یہ بہی کیا چوری ہے ؛ مثل مشہور ہے کہ خود را فضیحت و دیگیرا نصیحت اور تیسرا دفعہ یہ ہے کہ مؤلف نی نظام الاسلام کے رفع الیدین کی مسئلہ کو چہوڑا نہین ہے بلکہ اوسکو علیحدہ جدا کر کے بصورت سوال اور جواب کے لکہا ہے صفحہ مین اور وہان مفصلا بیان کیا ہے کہ رفع الیدین منسوخ ہے اور مکروہ اور اوسکی دلیلون کو بالتفصیل لکہا ہے تو پہر اس مقام مین کہ بیان صرف کان تک ہاتہہ اوٹہانے کی دلیل کا ذکر ہے رفع الیدین ذکر کرنا محض بیجا ہے ؛ اور ایسے بیجا ذکر کرنیوالے کو بلکہ جو ایسے ذکر کو تجویز کرے اوسکو مرغ بے ہنگام کہتے ہین اور وہ شخص مصداق ہے مثل مشہور کا کہ ؛ سر بریدن واجب است آن مرغ بے ہنگام را ؛ جیسا کہ مؤلف نے تنویر العینین کے کان تک ہاتہہ اوٹہانے کی حدیث کو ترک کیا اسواسطے کہ وہ رسالہ صرف رفع الیدین کے بیان مین ہے ؛ چوتہا دفعہ یہ ہے کہ رفع الیدین منسوخ ہے جیسا کہ اوسکی دلیلین مفصلا ۱۶ ؛ ۱۷ صفحہ مین مذکور ہے اسواسطے اوسکو اس مقام سے حذف کیا کیونکہ کسی بات پر دلیل لانے کے مقام مین اس عبارت کو کہ جسکا مضمون منسوخ ہوا ہے مطلب مین

اَخلل ڈالتا ہے ❊ الغرض ہر مسلمان پر واجب ہے کہ ایسے لوگون سے
احتراز کرین اور اونکو دشمن دین کا سمجھین کہ یہ سب دین مین مفسد ہین
جیساکہ کتاب مجمع الزوائد مین ہے اور یہ کتاب حدیث کی کتابونکا مجموعہ
ہے جیساکہ جامع الاصول چھہ کتاب کو حدیث کی جامع ہے ویساہی
کتاب مجمع الزوائد ان چھہ کتابون کے سوا اور کتابین حدیث کی جو بڑی
معتبر ہین اونکا مجموعہ ہے جیسا طبرانی اور بیہقی اور طحاوی وغیرہ
اُس کتاب کے باب ماجاء فی الکذابین مین کہا ہے ❊ عن عبد اللہ
بن عمر رض روی الطبرانی اَنّہٗ قَالَ وَاللّٰہِ لَقَدْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم یَقُوْلُ لَیَکُوْنَنَّ مِنْ بَیْنِ یَدَیِ السَّاعَۃِ الدَّجَّالُ وَبَیْنَ یَدَیِ
الدَّجَّالِ کَذَّابُوْنَ ثَلٰثُوْنَ اَوْ اَکْثَرُ قُلْنَا مَا اٰیَاتُھُمْ قَالَ اَنْ یَاْتُوْکُمْ بِسُنَّۃٍ لَمْ تَکُوْنُوْا
عَلَیْھَا لِیُغَیِّرُوْا بِھَا سُنَّتَکُمْ وَدِیْنَکُمْ فَاِذَا رَاَیْتُمُوْھُمْ فَاجْتَنِبُوْھُمْ وَعَادُوْھُمْ طبرانی
نے روایت کی ہے عبد اللہ بن عمر رض سے کہ کہا ان نے قسم
خدا کی ہے کہ بے شک مین نے سنا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم
سے کہ فرماتے تھے کہ بے شک پیدا ہوگا نزدیک قیامت کے دجال
اور پہلے اوسکے ایک قوم جھوٹی تیس بلکہ زیادہ پھر ہم صحابیون نے
حضرت سے پوچھا کہ اُن گروہ کی کیا علامتین ہین تب فرمایا حضرت نے کہ
سکھلاوینگے وے قوم کذاب تم سب کو ایک سنت کہ تم سب اس سنت کو

عمل نہین کرتے تہے یعنے ایک بات نئی کو سنت کہکر تم کو تبلاوینگے یا حقیقت مین سنت ہو لیکن تم اوسکو نہین کرتے تہے بلکہ دوسری سنت کو عمل کرتے تہے تو وہ قوم کذاب اس نئی سنت کو تمکو سکہلاوینگی تاکہ جس سنت کو تم عمل کرتے تہے اوسکو تغیر اور تبدیل کرین اور تمہارے مذہب کو بہی تبدیل اور تغیر دیوین پس جب تم اُن قوم کذاب کو دیکہو تب اونسے کنارہ کرو دور رہو اور اون گروہ کو دین کا دشمن جانو اور اونسے دشمنی رکہو۔ اور تم سب بہائی مسلمانو جانو کہ اگر یہ گروہ کذب اسیکو شک مین ڈالین کہ یہ حدیث نہین یا اور کچہ فریب کی باتین کہین تو وہ کتاب مجمع الزوائد جناب مدرس صاحب ممدوح کے نزدیک موجود ہے جسکا جی چاہے اس مین دیکہہ لیوے

خاتمہ الطبع

بمن افضال ... انصرام کتاب ہدایت انضمام موسوم بہ نظام الاسلام مثبت بنا و تقلید مذہب ... کہ جسکا ثبوت بتطبیق نص قرآن اور احادیث سید انس و جان کا شمس فی نصف النہار ہے تصنیف فاضل لوذعی عالم المعی مولوی وجیہ الدین صاحب حسب فرمائش شیخ محمد حسین صاحب تاجر کتب بمطبع آفاق مرجع منشی نولکشور صاحب مین ماہ نومبر ۱۸۶۸ء مقام لکہنؤ واسطے فائدہ ارباب یقین اور طالبان دین کے منطبع ہوئی

تمت